حالم
شہزادی کی آخری مانگ
حالم : نمرہ احمد
باب :20
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official
قسط 20
نمرہ احمد
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

حالم (نمرہ احمد)

بیسواں باب:

"شہزادی کی آخری مانگ۔"

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اور شہزادی تاشہ کی سات مانگوں میں سے

آخری مانگ کچھ تھی اس طرح

کہ بھر دے سلطان مرسل ایک پیالہ

اپنے خون سے....

ایسا خون کہ جس میں شامل ہو اس کے ماں باپ کا خون....

اور پاک ہو وہ ہر ملاوٹ سے....

پھر ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ....

جب سلطان مرسل شاہ کر چکا باقی چھ مانگیں پوری....

تو ایک دن تنہا اداس بیٹھے اپنے محل میں....

اس نے رکھا ایک خنجر کلائی پہ....

اور قریب تھا کہ کاٹ ڈالتا اپنی رگِ جان کو....

کہ بند دروازوں والے دیوان خانے میں

کسی جادو سے نمودار ہوئی شہزادی تاشہ....

اسے دیکھ کے رہ گیا سلطان مبہوت....

اور پھسلا خنجر اس کے ہاتھ سے....

سامنے آئی پری چہرہ شہزادی اور گویا ہوئی مسکرا کے....

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"مقصد تھا میرا آپ کا امتحان لینا....

نہ کہ آپ کی جان لینا۔

سات مانگوں کے اس کھیل کو روک ڈالیں یہیں پہ۔

کہ میرے اور آپ کے راستے ہیں جدا جدا۔"

یہ کہہ کے وہ دھوئیں میں ہو گئی غائب....

اور جھکا دیا مرسل شاہ نے اپنا سر....

اور اس روز پہلی دفعہ اس نے لقب دیا تھا اسے.....

تاش پسونا کا.....

(بنگا رایا ملایو۔باب ۱۳۔"شہزادی کی آخری مانگ")

☆☆=========☆☆

قدیم ملاکہ پہ شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔کہیں کہیں کوئی مشعل روشن نظر آتی'باقی ہر طرف اندھیرے کا غلاف اوڑھے وہ شہر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

البتہ بندا ہارا کے محل کا حال مختلف تھا۔اس کی کھڑکیاں روشن تھیں۔اوپر آسمان سے دیکھو تو وہ عمارت زرد ستاروں سے سجی دکھائی دیتی تھی۔

محل کا کتب خانہ اس وقت مکمل روشن تھا۔ایک طرف دو غلام کتابوں کو ترتیب سے رکھتے دکھائی دے رہے تھے۔اور چوکھٹ پہ ایڈم کھڑا تھا۔کتب خانے کو دیکھ کے لبوں پہ اداس مسکراہٹ در آئی۔سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کے گیا تھا۔ وقت صرف کے ایل میں گزرا تھا۔قدیم ملاکہ میں تو وہ ٹھہر گیا تھا۔

سارے مسئلے وقت کے ہی تو تھے۔

غلام صفائی کر چکے اور اپنے جھاڑن لئے رخصت ہو گئے تو ایڈم نے ٹوپی اتار کے میز پہ رکھی۔کرتا پاجامہ پہنے'وہ ہلکی بڑھی شیو کے ساتھ اس ماحول میں ڈھلا ہوا نظر آتا تھا۔وہ ایک دفعہ پھر ان کتابوں کے درمیان واپس آ گیا تھا۔ایک دفعہ پھر سارے مسائل کا حل کتابوں سے ملنا تھا۔

وہ پلٹا تو دیکھا۔اس کی میز جسے وہ "تین روز قبل" چھوڑ کے گیا تھا'اس پہ بنگا رایا ملایو کا مسودہ یونہی رکھا تھا۔کاغذ کی خوشبو تک ویسی تھی۔وہ چونکا۔پھر میز کے پیچھے آیا اور کتاب اٹھائی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ اس کے ہاتھ سے لکھی کتاب تھی۔ بارہ ابواب کی۔ وہ اسے اشاعت کے لئے دے کر گیا تھا مگر یہ یہیں پڑی تھی۔

"یہ اشاعت کے لئے نہیں بھجوائی گئی؟" اس نے پہریدار کو بلایا اور کتاب کے صفحے اچنبھے سے پلٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں' شاہی مورخ۔ مراد راجہ نے کہا تھا کہ ابھی طباعت و اشاعت کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب نامکمل ہے۔ آپ واپس آ کے اسے آگے لکھیں گے۔" وہ سادگی سے بتا رہا تھا۔

ایڈم نے ہنکارا بھرا اور قدیم کتاب واپس رکھ دی۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کو کہا۔

ایڈم کی لکھی بنگارا یا ملایو میں بارہ ابواب تھے۔ مگر جو بنگارا یا ملایو جدید دور میں پڑھی اور پڑھائی جاتی تھی' اس میں کل پندرہ ابواب تھے۔ یہ تین اضافی باب ایڈم نے جدید کے ایل میں جا کے پڑھے تھے۔ تیرھویں باب کے آغاز میں یہ سطور پڑھ کے کہ شہزادی سفر سے واپس لوٹ آئی تھی اور اس کے بالوں کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا' وہ گھبرا گیا تھا۔ مگر جب اس نے ان تینوں ابواب کو مکمل پڑھ لیا تو وہ جہاں الجھ گیا' وہاں اسے ایک اطمینان بھی نصیب ہوا کہ یہ باب اس نے نہیں لکھے تھے۔

یہ تین ابواب ایڈم بن محمد نہیں لکھ سکتا تھا۔

وہ تین ابواب عجیب تھے۔ احمقانہ' سوپر نیچرل' بغیر لاجک کے واقعات پہ مبنی... جیسے کسی نے خانہ پری کے لئے لکھے ہوں۔ جیسے ان تین ابواب کی sense نہ بنتی ہو۔ ایک اچھی بھلی کہانی کو جیسے مصنف نے گھما کے عجیب سوپر نیچرل اور غیر فطری رخ دے دیا ہو اور آخر میں ایک ٹریجک اختتام پہ کہانی ختم کر دی ہو۔

پچھلے چند ماہ میں..... جب سے ایڈم نے ان تین ابواب کو پڑھا تھا۔ اس کو لگتا تھا یہ راجہ نے کسی اور سے لکھوائے تھے۔ خانہ پری۔ دیو مالائی سائیڈ۔ مگر اب جبکہ وہ واپس آ گیا تھا' وہ واقعی یہ سوچنے لگا کہ اس کتاب کو کون مکمل کرنے جا رہا تھا؟

وہ تو یہاں چند دن کا مہمان تھا۔ بیمار تھا مگر پر امید تھا کہ دوا ملے گی اور وہ واپس اپنی زندگی میں چلا جائے گا۔ لکھنے کے لیے تو ڈھیروں سکون اور تحریک چاہی ہوتی ہے۔ اور ساتھ دل کا درد بھی۔ دل کے درد کے بغیر کوئی لکھ بھی کیسے سکتا ہے۔ اور اس کے دل و دماغ دوسرے کاموں میں الجھے تھے۔

نہیں۔ وہ ابواب ایڈم نے نہیں لکھے تھے نہ اس نے کچھ مزید لکھنا تھا۔ اسے صرف اپنی دوا کے حصول پہ توجہ مرکوز کرنی تھی۔ اسے دوا مل جائے' اور وہ تینوں واپس چلے جائیں۔ یہی ان کی کہانی کا منطقی انجام تھا۔

اس نے مسودے پہ کپڑا ڈال دیا۔ کل وہ اسے دوبارہ اشاعت کے لیے بھجوا دے گا۔ بنگارا یا ملایو یہیں پہ ختم ہو جانی چاہیے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆☆==========☆☆

تاریکی کا غلاف وانگ لی کی سرخ حویلی پہ بھی چڑھا تھا۔ پھاٹک کے باہر ابھی ابھی گھوڑے آن رکے تھے اور فربہی مائل چینی سفیر اپنی سواری سے اتر رہا تھا۔

وہ دروازے تک پہنچا تو ٹھٹک کے رکا۔ باہر ایک مشعل روشن تھی۔ اس نے دروازہ دھکیلا تو وہ چرچراتا ہوا کھلا۔ اندر راہداری بھی روشن تھی۔ گھر میں کوئی تھا۔

جب سے غلام فاتح گیا تھا' اس نے ابھی تک دوسرا غلام نہیں رکھا تھا جو گھر کے اندرونی کاموں کے لیے ہو۔ پہریدار اور سپاہی کافی تھے۔ وہ سارا وقت امور سلطنت میں الجھا رہتا اور رات دیر سے گھر آتا تو گھر تاریک ملتا تھا۔

آج ایسا نہیں ہوا تھا۔

وہ چوکنا سا چلتا اندر تک آیا۔ ہاتھ کمر سے بندھے خنجر کے دستے پہ جما تھا۔ مگر برآمدے تک پہنچ کے اس کا ہاتھ ڈھیلا ہو کے پہلو میں آن گرا۔

برآمدے کے ستون کے ساتھ...اس کی طرف پشت کیے....سفید کرتے پاجامے والا شخص کھڑا مجسمے کو دیکھ رہا تھا۔

چاندنی میں نہایا مجسمہ صحن میں اپنے پورے قد کے ساتھ کھڑا تھا۔

وانگ لی نے گہری سانس لی اور ماتھے پہ بل ڈال لئے۔

''تم واپس آگئے؟ اتنی جلدی۔''

فاتح نے گردن موڑی اور ایک بے نیازی نظر اس پہ ڈالی۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ پھر فاتح نے رخ واپس پھیر لیا۔

''تم میرے گھر کیوں آئے ہو؟ میں نے تو تمہیں آزاد کر دیا تھا۔'' وانگ لی اس کے قریب آ کے رکا۔ اس کے چہرے پہ فاتح کو دیکھ کے واضح غصہ در آیا تھا۔

''جانتا ہوں۔ اس لئے تمہارے آگے سر جھکانے نہیں کھڑا ہوا۔'' وہ کچھ سوچتے ہوئے سامنے کنویں کو دیکھ رہا تھا۔

''تمہیں آزاد کرنے کا مطلب تھا کہ میں تمہیں اپنے گھر میں نہیں دیکھنا چاہتا۔''

''یہ میرا بھی گھر ہے۔'' وہ زیر لب بولا مگر وانگ لی سن نہ سکا۔ تیوریاں چڑھائے' پہلوؤں پہ ہاتھ جمائے تلخی سے بولا۔

''تمہیں ملکہ اور میرے ساتھ دھوکہ کرنے کے بعد یوں اتنے نڈر انداز میں واپس نہیں آنا چاہیے تھا۔ تم بھول رہے ہو کہ تم یہاں سے جاتے وقت بہت سے دشمن بنا کے گئے تھے۔''

وان فاتح بے تاثر مگر پرسکون چہرے کے ساتھ اس کی طرف پلٹا اور غور سے اسے دیکھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مجھے سب یاد ہے اور میں اسی لئے واپس آیا ہوں کہ مجھے سب یاد ہے۔"

"تم نے نہ صرف ملکہ سے دھوکہ کیا بلکہ تمہیں یہاں دیکھ کے معلوم ہوتا ہے کہ بے چاری شہزادی کو بھی تم اپنے گاؤں چھوڑ آئے ہو جس نے تم پہ بھروسہ کر کے....." وانگ لی کہتے کہتے رکا۔ اس کا ماتھا ٹھنکا۔ "شہزادی کہاں ہے؟"

"جہاں انہیں ہونا چاہیے۔ اپنے باپ کے محل میں۔"

وانگ لی کا رنگ بدلا۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "تم اسے واپس لے آئے؟"

"ہاں۔ وہ بھی دن کی روشنی میں۔"

"ملکہ نے..... ملکہ نے تمہاری جان اس لئے بخشی تھی کیونکہ تم شہزادی کو یہاں سے لے جا رہے تھے۔ یہ ایک شرط پوری کی تھی تم نے اور وہ بھی...." وانگ لی نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

فاتح نے کندھے اچکائے۔ "یہاں سے لے جانے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ وہ کبھی واپس آنا چاہے گی تو اسے روک لوں گا۔"

"تم..... تم چار دن بھی اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکے۔ چار دن بھی...."

"سن ہاؤ۔ کتنا اچھا ہو اگر تم وقت کے حساب کتاب مجھے نہ سمجھاؤ۔" پھر کرتے کے آستین پیچھے کو موڑتے ہوئے ایک بے نیاز نظر اس پہ ڈالی۔ "صبح چلا جاؤں گا۔ رات مجھے یہیں ٹھہرنا ہے۔"

"یہ میرا گھر ہے اور تم میرے غلام نہیں ہو جو...."

"یہ میرا بھی گھر ہے سن ہاؤ۔ یہ میرے باپ کا گھر ہے۔"

وہ سنجیدگی سے کہہ کے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی گردن اٹھی تھی اور چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔ وانگ لی ضبط کا سانس بھر کے رہ گیا۔ پہلے سوچا پہریداروں کو آواز دے۔ وہ حویلی کے باہر کھڑے تھے' پھر کسی خیال کے تحت خاموش ہو گیا۔

وہ لکھائی کی میز تک آیا اور قلمدان سے قلم نکال کے جلدی جلدی ایک رقعہ تحریر کرنے لگا۔

اسے ملکہ کو اس خطرے سے آگاہ کرنا تھا جو ٹلتے ٹلتے واپس ان کے سروں پہ منڈلانے لگا تھا۔

☆☆==========☆☆

بندا ہارا کے محل کی کھڑکیاں ہنوز روشن تھیں۔ ایسی ہی ایک روشن بالکونی میں وہ اس وقت کھڑی تھی۔ سیاہ بال جوڑے میں باندھے' سر پہ تاج سجائے' وہ گہرے نیلے کامدار باجو کرنگ میں ملبوس تھی۔ اس کے بالوں کا رنگ دیکھ کے کنیزوں کی آنکھیں پھیلی تھیں مگر سوالات پہ پابندی تھی اس لیے انہوں نے خاموشی سے اسے تیار کر دیا تھا۔ وہ اپنے "اصل" روپ میں... ایک

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شہزادی کے روپ میں واپس آچکی تھی... مگر کیا یہ اس کا اصل تھا؟

محل کی بالکونی سے دور نظر آتے سیاہ سمندر کو دیکھتے ہوئے تالیہ مراد کا دل بالکل خالی تھا۔

"شہزادی۔" کنیز نے پیچھے آ کے ادب سے پکارا تو وہ چونکی۔ اس طرز تخاطب کی عرصہ ہوا عادت نہ رہی تھی۔

"ابوالخیر اور مراد راجہ آپ کا کھانے پہ انتظار کر رہے ہیں۔"

"ہوں۔" شہزادی نے ابرو سے اس کو اشارہ کیا اور پھر..... کندھے سیدھے کیے اور گردن کڑا لی۔ اسے اب شہزادی کی طرح رہنا تھا۔ کسی پولیس سے بھاگتی مفرور ملزمہ کی طرح نہیں۔ (میری زندگی کا وہ فیز اب پیچھے رہ گیا ہے۔ کوئی پولیس' کوئی دولت اب میرے پیچھے نہیں آسکتے۔ میں آزاد ہوں اور میرے لیے یہی زندگی کافی ہے۔)

وہ خود کو ایسے خیالات سے تسلی دے رہی تھی اور واقعی بجھے دل کو یہ خیالات تسلی دے بھی رہے تھے۔

ایک خوبصورت دیوان خانے میں طعام سجا تھا۔ وسط میں چھوٹی میز رکھی تھی اور اس کے گرد مراد اور ابوالخیر آمنے سامنے زمین پہ بیٹھے تھے۔ انواع واقسام کے کھانے چنے گئے تھے۔ پیچھے غلام ہاتھ باندھے پانی اور قہوے کی صراحیاں پکڑے کھڑے تھے۔

تالیہ نے ایک نظر چھت سے لٹکتے فانوس پہ ڈالی۔ پھر اطراف میں دیکھا۔ محل کی شان' اس کی دیواروں سے ٹپکتی ہیبت' غلاموں کی اس کو دیکھتے ہی جھک جانے والی نظریں۔ یہ وہ دنیا تھی جہاں وہ چٹکیوں کے اشارے سے گردنیں مار سکتی تھی۔ جہاں کوئی دولت امان نہ تھا۔ جہاں اسے کسی کو یقین نہیں دلانا تھا کہ وہ ایک اچھی لڑکی بن چکی ہے۔ یہاں کسی کا اس پہ احسان نہ تھا۔ کسی کا ہاتھ اس کے اوپر نہ تھا۔ وہ یہاں کسی کی باڈی وومن نہیں تھی۔

تالیہ مراد بالآخر آزاد تھی۔

شہزادی کو مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوتے دیکھ کے وہ دونوں افراد اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مراد شاہی قبا میں ملبوس' ماتھے پہ سرخ پٹی باندھے' کندھوں تک آتے سیاہ بالوں میں ہمیشہ کی طرح بارعب اور مغرور دکھائی دیتا تھا۔ البتہ تالیہ کو دیکھ کے لبوں پہ اپنائیت بھری مسکراہٹ در آئی تھی۔

ابوالخیر کی آنکھوں میں البتہ طنزیہ تاثرات ابھرے تھے۔

"آپ سے مجھے بہت گلے ہیں' شہزادی۔" وہ مسکرا کے بولا مگر لہجے کا طنز اور شاکی پن واضح تھا۔

"مجھے افسوس ہے اس سب کے لئے جو آپ کے غلاموں کے ساتھ ہوا۔" وہ مسکرا کے کہتی بیٹھی۔ لباس پھول کی طرح اردگرد پھیلا دیا۔ وہ دونوں بھی اپنی جگہوں پہ بیٹھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اور اسی لئے میں آپ سے مل کے ہمارے درمیان تمام ابہام رفع کرنا چاہتی تھی۔"

اسے اب یہاں رہنا تھا تو ملاکہ کے تالاب کے سارے مگرمچھوں سے اچھے تعلقات بھی رکھنے تھے۔

دیوان خانہ زرد روشنیوں سے روشن تھا۔ وسط میں رکھی میز کے تینوں اطراف میں وہ تینوں بیٹھے تھے۔ ایک غلام نے ڈونگے کا ڈھکن ہٹا رکھا تھا اور مراد اپنی طشتری میں کھانا نکال رہا تھا۔ سارے میں اشتہا انگیز خوشبو پھیلنے لگی۔ ابوالخیر البتہ تالیہ کو مسکرا کے دیکھ رہا تھا۔

"شہزادی.....آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اگر آپ غلاموں کو نہ اکساتیں تو وہ "جیا" سے نکل کے آپ کے محل کے سامنے نہ کھڑے ہو جاتے اور ہمیں ان کو آزاد نہ کرنا پڑتا۔ مجھے آپ سے گلہ ہے کہ آپ نے میرے مقابلے میں اس غلام کا ساتھ دیا ہے۔"

تالیہ کی رنگت ذرا دیر کو بدلی مگر وہ سنبھل کے مسکرا دی۔ "کون سا غلام؟"

"وہی جو سن ہاؤ کا خدمتگار ہے.....اس کے گھر میں رہتا ہے....."

(اور بندا ہارا کے محل سے دور.....سفید کرتے پاجامے میں ملبوس وان فاتح سرخ حویلی کی بالکونی میں کھڑا اندھیرے میں ڈوبتے ملاکہ کو دیکھ رہا تھا۔)

"وہ غلام جس کو مراد راجہ نے قید کر رکھا تھا اور آپ کو چاہیے تھا کہ اس معاملے سے دور رہتیں مگر آپ اس غلام سے ہمدردی کرنے لگیں......"

(سن ہاؤ سونے جا چکا تھا۔ سرخ حویلی خاموش پڑی تھی۔ ایسے میں فاتح کچھ سوچ کے حویلی سے باہر نکل آیا اور آہستہ سے دروازہ بند کیا۔ وانگ لی کا سفید گھوڑا اس کو پہچانتا تھا۔ فاتح نے نرمی سے گھوڑے کو پہلے تھپکا پھر اس کی لگام کھولنے لگا۔)

"آپ کو لگا آپ کے والد نے اس کے ساتھ ظلم کیا ہے مگر آپ یہ نہیں جانتی تھیں کہ اتنے دن سے وہ غلام جیا میں دوسرے غلاموں کو بھڑکا رہا تھا۔ وہ غدار تھا۔ باغی تھا۔ اس کا ٹھکانہ قید ہی ہونا چاہیے تھا۔"

(اس نے گھوڑا بازار کے دہانے پہ روکا اور نیچے اترا۔ بازار کی بتیاں ابھی تک گل نہیں ہوئی تھیں۔ فاتح گھوڑے کی لگام تھامے دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔ دکانیں ہنوز کھلی تھیں اور لوگ کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔)

"آپ نے خدا جانے کس شے کی بنا پہ اپنے بابا کو مجبور کیا کہ وہ ہم سب کو حکم دیں کہ ہم ناجائز غلاموں کو آزاد کر دیں اور ہمیں ایسا کرنا پڑا۔ ہم نے اتنے سارے غلام کھو دیے۔"

(وہ آنکھوں میں تحیر لئے ان دکانوں کو دیکھ رہا تھا۔ چند لوگ وہاں سے سامان اٹھا اٹھا کے مال گاڑی میں لاد رہے تھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سامنے ابوالخیر کی حویلی تھی۔وہ اس طرف بڑھنے لگا۔)

''سن باؤ نے اس غلام کو بھی آزاد کر دیا اور وہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔مگر مجھے آپ سے گلہ رہے گا شہزادی کہ میں نے آپ کو مسجد تک بنوا کے دی' ہر شے میں آپ کا ساتھ دیا مگر آپ نے میرے سارے غلام مجھ سے دور کر دیے۔'' شکوہ کرتے ہوئے بھی وہ مسکرا رہا تھا۔

(حویلی کی دیوار تک پہنچ کے وہ رک گیا۔پھاٹک کھلا تھا اور اس پہر کسی دوسرے شہر سے آنے والا سامان اندر رکھوایا جا رہا تھا۔ابوالخیر کی حویلی پہ قریباً ہر وقت ہی یہی منظر ہوتا تھا۔پہلے اس کے پاس غلاموں کی فوج ہوتی تھی' اس لئے یہ کام فوراً ہو جاتا تھا۔اور آج.....فاتح اندھیرے میں کھڑا دم سادھے دیکھنے لگا۔آج غلاموں کی مدد کے بغیر ابوالخیر کے سارے کام کیسے ہو رہے تھے؟)

''سوال یہ ہے ابوالخیر....''شہزادی نے مسکرا کے قہوے کی پیالی اٹھائی' گھونٹ بھرا اور اسے نیچے رکھا۔'' کہ آپ راضی کیوں ہوئے؟میرے بابا کو انکار کرنا اتنا مشکل تو نہ تھا۔''

(فاتح یک ٹک کھڑا سامان ڈھوتے ان نفوس کو دیکھ رہا تھا۔وہ وہی تھے۔سارے غلام وہی تھے۔وہ فاقوں کے مارے' چیتھڑوں میں ملبوس لوگ.....وہ اسی طرح ابوالخیر کے کام کر رہے تھے جیسے کرتے آئے تھے....مگر اب تو وہ آزاد تھے؟پھر کیوں؟)

'' کیونکہ آپ کے بابا کی بات ماننے کے سوا میرے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ سارے غلام اگلے روز ہی میرے پاس واپس آ جائیں گے۔''

وہ چونکی......''وہ کیسے؟''(دل ایک دم ڈوب کے ابھرا تھا۔)

(وان فاتح پتلیاں سکوڑے ان کام کرتے غلاموں کے چہرے دیکھ رہا تھا۔کچھ چہرے نئے تھے۔تعداد بھی زیادہ تھی۔وہ چونکا۔)

''صرف میرے غلام نہیں شہزادی....دوسرے روساء کے غلام بھی میری چاکری کے لئے آ چکے ہیں۔''

(ایک درخت کی اوٹ میں کھڑے فاتح کو احساس ہوا کہ ابوالخیر کے غلاموں کی تعداد بڑھ چکی تھی۔ابھی تین چار دن پہلے تو وہ انہیں آزاد کروا کے گیا تھا...تو...پھر...؟)

'' کیونکہ آپ نے اور سن باؤ کے اس غلام نے یہ نہیں سوچا کہ خالی خولی آزادی بے معنی ہوتی ہے۔برسوں اور محنتوں سے میری غلامی کرنے والے کچھ اور کرنا بھول چکے تھے۔ان کے پاس نہ پیسہ تھا نہ کھانے کو کچھ تھا۔نہ ان کے گھر بار تھے۔وہ

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کنوارے' اکیلے' بھوکے لوگ تھے۔ میں نے اگلے دن ہی اعلان کروا دیا کہ جو بھی میرے کام میں ہاتھ بٹائے گا میں اس کو یومیہ اجرت دوں گا۔" ابوالخیر مسکرا کے کہہ رہا تھا۔

"شام تک آدھے واپس آ گئے اور جب ان کو اجرت ملی تو اگلی صبح دوسرے روساکے غلام بھی میرے پاس تھے۔ اب وہ آزاد ہیں مگر ان کو آزادی نہیں چاہیے تھی۔ ان کو دو وقت کی روٹی چاہیے تھی اور روز کے چند سکے۔ میں ان کو صرف اتنے سکے دیتا ہوں جن سے ان کی جان حلق سے نہ نکلنے پائے۔ مگر وہ کچھ جمع بھی نہ کر پائیں۔ ان کو روز کی روٹی کے لئے میرے پاس واپس آنا پڑے۔ اتنا ہی خرچہ پہلے ان کی روٹی پہ آتا تھا' اب ان کو اتنے ہی سکے دے دیتا ہوں۔ میرا تو کچھ نہیں بگڑا۔ اور وہ بھی خوش ہیں۔ ہاں جس روز کوئی غلام کوئی غلطی کرتا ہے تو سزا کے طور پہ اس کی یومیہ اجرت سے کٹوتی ہوتی ہے۔ یوں وہ میرے پاس سے بھاگ نہیں سکتے۔ وہ میرے "غلام" نہیں رہے' شہزادی' مگر وہ میرے "ملازم" بن چکے ہیں۔"

(وہ اندھیرے میں کھڑا افسوس سے وہ منظر دیکھ رہا تھا۔ سامان رکھا جا چکا تھا اور ایک داروغہ صورت آدمی کھڑا قطار میں لگے 'ملازموں' کو باری باری چند سکے دے رہا تھا۔ ایک کو اس نے البتہ سکوں کی جگہ جھانپڑ رسید کیا' اور اس کی غلطی یاد کروائی تو وہ سر جھکائے خالی ہاتھ آگے بڑھ گیا۔)

"آپ کے اس عمل کی وجہ سے وہ 'ملازم' زیادہ برے حال میں ہیں۔ ان کے پاس رہائش نہیں ہے۔ وہ شہر میں کہیں نہ کہیں سو پڑے رہتے ہیں۔ اور جو میرے احاطے میں سونا چاہیں تو ان کی اجرت مزید کم ہو جاتی ہے۔ میرا کام پہلے سے زیادہ اچھا جا رہا ہے' شہزادی۔ اس لئے اب میں آپ سے مزید گلہ کرنا نہیں چاہتا۔"

تالیہ کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔ اس نے بے اختیار باپ کا چہرہ دیکھا جس نے کھانا کھاتے ہوئے کندھے اچکا دیے۔ "میں نے کہا تھا' یہ بے مقصد ہو گا۔"

وہ بدقت سنبھلی اور زبردستی مسکرا کے اتنا ہی بولی۔

"امید ہے اب ہمارے درمیان کوئی شکوہ شکایت نہیں ہو گی۔ کل سے ہم پہلے کی طرح کام شروع کر دیں گے۔" اور کھانا نکالنے لگی۔ البتہ اس کی رنگت بجھ گئی تھی۔

وہ یہاں آزاد تھی۔ وہ ملکہ بننے والی تھی۔

مگر صرف آزادی کافی نہیں تھی۔ آزادی کے بعد بھی بہت سی لڑائیاں لڑنا تھیں۔

(وہ جھکے کندھوں کے ساتھ گھوڑے کی لگام تھامے حویلی کی طرف واپس جا رہا تھا۔ ملاکہ کو وہ جس حال میں چھوڑ کے گیا تھا' اس کا یہ قدیم شہر اس سے برے حال میں تھا۔ اس کے لوگ "نوکریوں کے غلام" بن چکے تھے۔ کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔)

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ابوالخیر نے کھانے کے دوران مجھے کہا کہ....." ابوالخیر چلا گیا تو تالیہ نے خادموں سے کمرہ خالی کروایا اور سنجیدگی سے مراد کی طرف متوجہ ہوئی۔" کہ آپ ملکہ بننے والی ہیں۔"

"تم واپس آئی ہو....ملکہ بننے کے لئے؟" وہ رک کے اسے دیکھنے لگا۔

"میں سلطان مرسل کی ملکہ بننے نہیں آئی۔ میں آپ کے ساتھ اس ملک پہ حکومت کرنے آئی ہوں مگر مجھے سلطان سے شادی نہیں کرنی۔" وہ جھنجھلا کے بولی۔ مراد نے غور سے اسے دیکھا۔ پھر چاولوں کا لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے بولا۔

"تمہاری دنیا میں کتنا وقت گزرا تھا؟"

"پچھلے سات ماہ....." اس نے گہری سانس بھری۔

"اور ان پچھلے سات ماہ میں تم نے وہ تعلق ختم نہیں کیا جس کو بنانے کی وجہ سے یہ سب ہوا تھا؟"

"اس تعلق کی اب کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ دونوں واپس چلے جائیں گے اور میں نہیں جاؤں گی۔ مگر میں مرسل شاہ سے شادی بھی نہیں کروں گی بابا۔ مجھے اس مسئلے سے نجات دلائیں۔"

مراد نے گہری سانس لی۔ "یہ تمہیں واپس آتے وقت معلوم تھا۔ پھر تم اس مسئلے سے نجات کیوں چاہتی ہو؟"

تالیہ نے ناک سے مکھی جلائی۔ "کیونکہ کتاب کے مطابق... یعنی بنگارایا ملایو کے مطابق... جو ہم نے اپنے زمانے میں پڑھی ہے... میری شادی سلطان سے نہیں ہوئی تھی۔"

مراد چونکا۔ پھر دلچسپی سے اسے دیکھا۔ "اسی لیے غلام فاتح کو ہمارا مستقبل معلوم تھا۔ اس نے ایسا کچھ دعویٰ کیا تھا۔ کیا اس کتاب میں ہماری ساری کہانی لکھی ہے؟"

"پہلے بارہ ابواب تک تو ساری کہانی درست لکھی گئی ہے جو ایڈم..... (وہ رکی) آدم بن محمد سے میں نے لکھوائی تھی۔ باقی کے تین ابواب غالباً میرے جانے کے بعد آپ نے لکھوائے تھے۔" وہ ناک سکوڑے کہہ رہی تھی۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ آخری تین ابواب میں نے لکھوائے تھے؟ میں نے تو ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔"

"کیونکہ ان تین ابواب میں لکھے کام میں نہیں کر سکتی۔"

"کیوں؟ ان میں کیا ہوا تھا؟" وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"ان میں میں سلطان مرسل سے شادی کے لئے راضی ہو گئی تھی سات شرائط کے عوض۔ اور آخری شرط یہ تھی کہ سلطان اپنے آپ کو مار دے۔ باقی چھ شرائط مزید مضحکہ خیز تھیں۔ میں کسی کو اس کی اپنی جان لینے کا نہیں کہہ سکتی بابا۔ اس لیے جیسے بھی ہو مجھے اس سلطان سے نجات دلائیں۔"

Downloaded from Paksociety.com

Nemrah Ahmed: Official #TeamNA

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور سر جھکا کے تعظیم پیش کی۔مراد نے فکرمندی سے اسے دیکھا۔

"تم واپس تو نہیں جاؤ گی تالیہ؟" اس نے کسی خدشے کے تحت پکارا۔

وہ اداسی سے مسکرائی۔" اگر مجھے جانا ہوتا تو میں سلطان سے نجات نہ مانگتی۔یہاں رہنا ہے تو اس سے نجات چاہیے۔البتہ میرے دوست.....وہ واپس جائیں گے اور آپ ان کو جانے دیں گے۔وہ یہاں ایک شے کی تلاش میں آئے ہیں' جب وہ مل جائے گی تو وہ واپس چلے جائیں گے۔"

مراد نے ابرو اٹھا کے غور سے اسے دیکھا۔"وہ کیا؟"

"آپ آرام کریں بابا۔میں صبح آپ کو آدم سے ملواؤں گی اور سارے معاملے سے آگاہ کروں گی۔" جھک کے دوبارہ تعظیم پیش کی اور الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگی۔مگر مراد راجہ تھوڑی کو ناخن سے کھجاتے دلچسپی سے کچھ سوچنے لگا تھا۔

اسے وان فاتح کی باتیں یاد آئی تھیں۔

تو کیا کوئی کتاب ایسی بھی تھی.....دوسری دنیا میں.....جس میں ان سب کے انجام لکھے تھے؟ کیا اس کتاب کو حاصل کیا جا سکتا تھا؟ کیا اپنا مستقبل جان کے اس سے بچا جا سکتا تھا؟

اس کا ذہن ایک دوسرے نہج پہ سوچنے لگا تھا۔

☆☆=========☆☆

اگلی صبح قدیم ملاکہ پہ خوب روشن سی اتری۔فجر کے قریب خوب بارش برسی اور سارے شہر کو بھگو گئی۔پھر بادل چھٹ گئے اور سورج نے ملاکہ کو روشن کر دیا تو یوں لگا جیسے ساری کائنات کی خوبصورتی ملاکہ سلطنت میں آبسی ہو۔سرسبز درخت.....نیلے سمندر کا سفید جھاگ اڑاتا پانی.....گھاس کے درمیان بنے اونچے نیچے بھورے راستے.....

سن تھا 1577ء اور شہر تھا ملاکہ کا.....

سن ہاؤ کی حویلی کے سامنے گھنے درختوں کی باڑ بنی تھی جس کے پار کھلا سبزہ زار تھا۔وہاں گھاس پہ ایڈم بن محمد چلتا آرہا تھا۔سر پہ ٹوپی جمائے' کندھے پہ تھیلا لادے' اس نے سنہری تاروں سے بنا ویسٹ کوٹ پہن رکھا تھا جو اس کے شاہی مورخ ہونے کا پتہ دیتا تھا۔

سامنے ایک درخت کے نیچے بڑے پتھر پہ وان فاتح بیٹھا تھا۔ایڈم کو دیکھ کے اس نے ہاتھ اٹھا کے دور سے سلام کیا۔وہ اپنے لباس سے غلام نہیں لگتا تھا۔بس ملاکہ کا عام سا آدمی لگتا تھا۔بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور کرتے کے آستین کلائیوں پہ موڑ رکھے تھے۔پتھر پہ بیٹھا وہ کچھ سوچتے ہوئے ایک سوکھی ٹہنی سے تنکا لگ کر رہا تھا۔وہ کے ایل والے وان فاتح سے کتنا مختلف

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نظر آتا تھا۔

"قدیم ملاکہ آکے معلوم ہوا ہے کہ میں اس جگہ کو مس کر رہا تھا۔ حالانکہ جب میں یہاں آیا تھا تو یہاں سے بھاگ نکلنا میری اولین ترجیح تھی۔"

ایڈم اس کے ساتھ دوسرے پتھر پہ بیٹھتے ہوئے خوشگوار انداز میں بولا تو فاتح نے سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"تم کب سے بیمار ہو؟"

وہ دونوں پتھروں پہ یوں بیٹھے تھے کہ درختوں کی گھنی بیلٹ کی طرف پشت تھی اور سبزہ زار کی طرف چہرہ تھا۔ سبزہ زار کافی وسیع تھی اور اس کا اختتام افق پہ چمکتے سورج پہ ہوتا تھا۔

"آپ کو ہم یاد نہیں تھے تو میں آپ کو کیسے بتایا؟ چے تالیہ کو بھی اسی لئے نہیں بتایا کہ وہ پریشان نہ ہوں۔" مورخ سادگی سے بتانے لگا۔ "مگر اس روز جب میں ذوالکفلی کے گھر الٹے قدموں واپس آیا تو مجھے احساس ہو گیا تھا کہ وہ جڑی بوٹیاں انہوں نے میرے لئے منگوائی ہیں۔ میں ان سے ملا تو معلوم ہوا کہ داتن انہیں سب بتا چکی ہے۔ تب ہم نے مل کے یہ پلان بنایا جو کہ دراصل چے تالیہ کا ہی پلان تھا کہ ذوالکفلی سے کسی طرح چابی لے کر مراد راجہ کے پاس واپس جایا جائے۔ وقت نے پیچھے سے رک ہی جانا تھا اس لئے ہم جانتے تھے کہ ہم کچھ نہیں کھوئیں گے اور کسی کو علم ہونے سے پہلے واپس آجائیں گے۔"

"اور یہ بیماری.... یہ کتنی شدید ہے؟" وہ افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پتہ نہیں۔" ایڈم نے افق پہ نظر آتے سورج کو دیکھ کے آنکھوں کی پتلیاں سکوڑے کندھے اچکائے۔ "میں یہاں سے گیا تو بالکل ٹھیک تھا۔ مگر جب سے وہ سائمن کے حملہ آوروں نے مجھے ہسپتال پہنچایا تھا' اس کے بعد سے مجھے مسئلے رہنے لگے تھے۔ میں نے ٹیسٹ کروائے تو معلوم ہوا کہ کینسر نہیں ہے مگر کوئی ٹیومر ہے جو جگہیں بدل رہا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ قدیم ملاکہ کا کوئی آسیب ہے۔ کوئی curse۔ اور پھر داتن کی کتابوں نے اس واہمے کی تصدیق کر دی۔"

"اور اب؟ اب تم کیسے ہو؟"

ایڈم دھیرے سے مسکرایا۔ "میں ٹھیک ہوں۔ یعنی ذرا سی طبیعت خراب ہو جاتی ہے کبھی کبھی مگر ابھی بیماری اولین اسٹیج پہ ہے۔ عجیب بیماری ہے جو بڑھ نہیں رہی۔ رکی ہوئی ہے۔ سائمن کی وجہ سے جب میں ہسپتال پہنچا تھا اس کے فوراً بعد یہ جس طرح شروع ہوئی تھی اب بھی ویسی ہی ہے۔"

"یعنی یہ بیماری وقت کے ساتھ پروگریس نہیں کر رہی۔"

"نہیں۔ حالانکہ بیماریاں پراگریس کرتی ہیں یا کم ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ بیماری رکی ہوئی ہے اس لئے تو کسی کو معلوم نہیں ہو

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پایا کہ میں بیمار ہوں۔" مسکرا کے کہتے ایڈم نے گردن موڑ کے اسے دیکھا اور پھر پوچھا۔

"کیا آپ نے واقعی استعفیٰ دے دیا ہے؟"

"ہاں۔اور آج صبح کارمن اسے جمع بھی کروا دے گی۔"

"غلط سر۔جدید دنیا میں وقت رکا ہوا ہے۔ ہمارے واپس جانے کے بعد وہ چلے گا۔یعنی ابھی کارمن نے آپ کا استعفیٰ نہیں جمع کروایا۔واپس جانے کے بعد بھی آپ کے پاس وقت ہوگا اس فیصلے کو واپس لینے کا۔"

"نہیں ایڈم۔میں خود کو اس عہدے کا اہل نہیں سمجھتا۔" وہ سر جھکا کے تنکے سے پتے الگ کرنے لگا۔

"وہ آپ کا سب سے بڑا خواب تھا۔آپ اس سے کیسے دستبردار ہو سکتے ہیں۔"

"مگر میں نے اخلاقی معیار بہت اونچے بنا لئے تھے اور میں خود ان پہ پورا نہیں اتر سکا۔میں اب اس معیار کو اپنے لیے بدل نہیں سکتا ۔میں اس کو پورا نہ کرنے کی سزا کاٹنا چاہتا ہوں۔میرے لئے بہترین فیصلہ یہی تھا اس لئے میری یادداشت واپس آ گئی۔"

"نہیں سر۔وقت کے سوال حل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فیصلہ بہترین تھا۔ان سوالوں کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو خود معلوم ہو جائے کہ آپ نے جو فیصلہ کرنا ہے' اسے کل پہ ٹالنے کی بجائے آج کرنا بہتر ہے۔اگر آپ کوئی اور فیصلہ کرتے اور درست وقت پہ کرتے' تب بھی آپ کی یادداشت واپس آ جاتی۔مگر...خیر...واپس جا کے....."

"ایڈم تمہیں اتنا یقین کیوں ہے کہ ہم واپس جائیں گے؟"

ایڈم لمحے بھر کو چپ ہوا۔" کیونکہ ہم نے میری دوا لے کر واپس ہی جانا ہے۔"

"اچھا کیسے؟"

"چے تالیہ کے پاس پلان ہوگا۔ان کے پاس ہمیشہ پلان ہوتا ہے۔"

فاتح چند لمحے افسوس سے اسے دیکھتا رہا۔"وہ واپس نہیں جائے گی۔"

ایڈم حیران ہوا۔"وہ واپس جانے کے لئے ہی آئی ہیں۔"

"وہ جس طرح کل اپنے سپاہیوں کو حکم دیتی باہر نکلی تھی اس سے مجھے نہیں لگتا کہ وہ واپس جانے کے لئے آئی ہے۔"

"وہ کون گرل ہیں' سر۔وہ ان سب کو کون کر رہی ہیں۔ظاہر ہے اپنے بابا کو وہ یہی تاثر دیں گی کہ وہ یہاں رہنے آئی ہیں ورنہ وہ ہمیں چابی نہیں دیں گے اور....."

"ایڈم....وہ کسی کو کون نہیں کر رہی۔وہ واپس نہیں جانا چاہتی۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"میں ان کو جانتا ہوں۔وہ......"

"تم اس کو جانتے ہو مگر اس کو بھولا میں بھی نہیں ہوں۔ٹھیک ہے کہ اس نے زہر نہیں کھایا تھا مگر وہ ہماری دنیا سے مایوس ہو چکی تھی۔اس نے اپنی "اس" زندگی کو ختم کر دیا ہے اور وہ "اِس" زندگی میں واپس آ گئی ہے۔اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا تو میں کبھی تمہارے ساتھ یہاں نہ آتا۔"

ایک دم ٹھنڈی ہوا کا تیز جھونکا آیا جس نے ایڈم کو چونکا دیا۔اس نے جواب نہیں دیا۔وہ کھڑا ہو گیا۔

سامنے سبزہ زار پہ وہ چلی آ رہی تھی۔اپنی بگھی اس نے دور رکوا دی تھی اور سپاہیوں اور کنیزوں کو وہیں کھڑا کیے وہ خود تنہا ان کی طرف آ رہی تھی۔کامدار لباس دونوں پہلوؤں سے اٹھائے سر پہ تاج سجائے وہ ماتھے پہ سلوٹیں ڈالے سنجیدہ نظر آتی تھی۔

ایڈم نے جھک کے سلام کیا۔"شہزادی۔"

فاتح البتہ بے نیازی سے بیٹھا تنکے توڑتا رہا۔پھر گردن اٹھا کے دھوپ کے باعث آنکھیں چندھیا کے اسے دیکھا اور سر کو ہلکا سا خم دیا۔"تالیہ! کیسی ہو؟"

انداز گستاخانہ تھا۔شہزادی نے تندی سے گستاخ غلام کو دیکھا مگر پھر ضبط کر گئی۔

اس کو تو وہ گستاخی کی سزا بھی نہیں دے سکتی تھی۔

"تم کہاں تھے؟ تمہیں بابا سے ملوانا ہے۔چلو میرے ساتھ۔" وہ اسے نظرانداز کر کے ایڈم سے کہنے لگی۔

"کیا تم صرف اپنے مورخ کو ڈھونڈنے یہاں تک آئی ہو؟" پتھر پہ بیٹھے شخص نے دلچسپی سے اسے دیکھ کے پوچھا تو تالیہ نے ایک سنجیدہ نظر اس پہ ڈالی۔

"نہیں۔میں آپ کو یہ دینے آئی تھی۔" لباس سے ایک پوٹلی نکالی اور پتھر پہ اس کے ساتھ رکھی۔اندر سے سونے کے سکوں کے کھنکنے کی آواز آئی تھی۔"یہ رقم چند دن آپ کے لئے کافی ہو گی۔آپ کسی قریبی شہر چلے جائیں۔کسی سرائے میں رک جائیں اور چند دن ہم سے بالکل دور انتظار کریں۔"

"تمہیں میری اتنی فکر کب سے ہونے لگی؟" وہ اسی سادگی سے گردن اٹھائے شہزادی کو دیکھ رہا تھا۔

"وان فاتح۔" وہ ضبط سے دانت جما کے بولی۔"آپ ملاکہ میں بہت سے دشمن بنا کے گئے تھے۔ملکہ' بن ہائی' اور میرے بابا.....سب آپ کے دشمن ہیں۔آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم سے دور چلے جائیں۔جب ایڈم کو وہ امل جائے گی تو آپ اس کے ساتھ واپس چلے جایئے گا۔"

ایڈم نے ٹھہر کے اسے دیکھا۔"میرے ساتھ؟ اور آپ؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تالیہ نے گہری سانس لی اور نظریں اٹھا کے اسے دیکھا جو یکدم پریشان نظر آنے لگا تھا۔

"ایڈم..... میری بات سنو۔"

"نہیں ہے تالیہ۔ ہماری یہی بات ہوئی تھی کہ ہم اکٹھے واپس جائیں گے۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کے پاس پلان ہے۔"

"یہی پلان ہے ایڈم۔"

مگر ایڈم نے نفی میں سر ہلاتے دور بگھی کے ساتھ کھڑے سپاہیوں کو دیکھا اور انگریزی میں بولا۔ "آپ اپنے باپ کو کون کر رہی ہیں۔ یقیناً سپاہی ان کو رپورٹ کریں گے اس لئے آپ یہ تاثر دے رہی ہیں کہ....." بولتے بولتے اسے احساس ہوا کہ وہ جو کہہ رہا ہے اسے خود بھی اس پہ یقین نہیں ہے۔ اس کے سارے الفاظ ختم ہو گئے۔ وہ اس سب کے لیے تیار نہ تھا۔

"ہے تالیہ۔ آپ یہاں نہیں رہ سکتیں۔"

"یہ میرا گھر ہے ایڈم۔ یہاں میرے بابا رہتے ہیں اور وہ مجھے ویسے ہی عزیز ہیں جیسے تمہیں تمہارے ماں باپ۔ تم ان کے پاس جانا چاہتے ہو واپس اور میں اپنے بابا کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"

"مگر..... آپ نے یہ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ میں آپ کو کبھی یہاں نہ آنے دیتا۔"

"ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ ابھی تم میرے ساتھ چلو۔" اور ایک سنجیدہ نظر وان فاتح پہ ڈالی جو بنا تاثر کے چہرہ لئے ان دونوں کو آمنے سامنے کھڑے دیکھ رہا تھا۔

"اور آپ..... آپ پلیز ہم سب سے دور رہیں۔ مراد راجہ کو بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے کہ آپ کہاں ہیں۔"

"یہ حکم ہے یا مشورہ؟"

"حکم ہی سمجھیے۔" وہ ضبط سے بولی تو وان فاتح نے پوٹلی اٹھا لی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"جیسے آپ کا حکم شہزادی۔" مگر گردن نہیں جھکائی۔ اسے دیکھتا رہا۔ وہ ماتھے پہ بل ڈالے مڑ گئی تو الجھا الجھا کھڑا ایڈم اس کے پیچھے چل دیا۔

وہ دونوں اب دور کھڑی بگھی تک جاتے دکھائی دے رہے تھے اور فاتح وہیں کھڑا ان کو سوچتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پوٹلی کے اندر چھپے سکے انگلیوں میں چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

☆☆==========☆☆

بندا ہارا کے محل کے کتب خانے کے باہر اس صبح دو پہریدار کھڑے تھے۔ مراد راجہ اپنے مصاحبوں کی ہمراہی میں چلتا دروازے تک آیا تو پہریدار فوراً چوکس ہوئے۔ ایک نے سر جھکا کے تعظیم پیش کی۔ دوسرے نے بڑھ کے دروازہ کھولا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مراد ہاتھ پیچھے باندھے اکڑے کندھوں پہ شاہی قبا پہنے سپاٹ تاثرات کے ساتھ چلتا اندر آیا۔ مصاحب باہر ٹھہر گئے۔

کتب خانے کے اندر ایڈم کرسی پہ بیٹھا تھا اور تالیہ دائیں بائیں منتظر سی ٹہل رہی تھی۔ مراد اندر آیا اور دروازہ پیچھے سے بند ہوا تو دونوں نے اسے دیکھا۔ ایڈم ہڑبڑا کے اٹھ گیا۔ اور وہ سیدھی مراد کی طرف آئی۔

"بابا..... یہ آدم بن محمد ہے۔" وہ مراد کا بازو تھامے دھیمی آواز میں تعارف کروا رہی تھی۔ "اتنے مہینے سے آپ اس کو شاہی مورخ کے طور پہ جانتے آئے ہیں مگر دراصل ایڈم میرا دوست ہے۔ میرے ساتھ میری دنیا..... "رکی اور تصحیح کی۔ "یہ میرے ساتھ مستقبل کے زمانے سے آیا ہے۔"

"ہوں۔" مراد نے چمکتی ہوئی آنکھیں اس پہ مرکوز کیں۔ اسے سر سے پیر تک دیکھا۔ وہ چپ کھڑا لب کاٹ رہا۔

"کیا اس کو وہ زمانہ یاد ہے جو اس نے یہاں گزارا تھا۔" چبھتے لہجے میں پوچھا۔

"جی بالکل۔" ایڈم نے فوراً جواب دیا۔ راجہ نے اسے گھورا۔

"مگر لگتا تو نہیں کہ تمہیں شاہی آداب یاد ہیں۔"

ایڈم بن محمد نے ہڑبڑا کے سر جھکایا۔ "راجہ!" اور پھر گردن واپس اٹھائی۔ وہ تالیہ کی باتوں پہ ایسا الجھا تھا کہ اتنی اہم بات بھول گیا۔ وہ 2017 کے جنوری سے واپس آیا تھا اور یہاں وہ کوئی سلیبریٹی رپورٹر نہ تھا۔ اسے بات بات پہ ان دنیاوی خداؤں کے سامنے سر جھکانا تھا۔

"ہوں۔ مسئلہ کیا ہے؟" مراد راجہ عام سے انداز میں کہتا میز تک آیا اور اس کے کونے پہ بیٹھا' پھر ایک گھٹنے پہ ہاتھ رکھے پوری توجہ سے ایڈم کو دیکھا۔

"اس نے وہ پانی نہیں پیا تھا۔" تالیہ اس کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی اور بتانے لگی۔ "جس کی وجہ سے یہ ایک عجیب و غریب بیماری کا شکار ہو چکا ہے۔ بظاہر سرطان جیسی یہ بیماری ہمارے زمانے میں ناقابلِ علاج ہے اور اس کا حل ذوالکفلی کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ لیکن....." وہ کھنکھاری۔ "میں نے پڑھا تھا کہ وقت کے اس مرض کا علاج تاریخ میں صرف ایک شکار باز نے کیا تھا جو کہ آپ ہیں۔ اس لئے میں ایڈم کو آپ کے پاس لائی ہوں۔ آپ اسے اس کی دوا دیں تاکہ یہ رخصت ہو سکے۔"

ایڈم صرف اپنے رخصت ہونے کی بات پہ زخمی نظروں سے تالیہ کو دیکھا مگر مراد کی موجودگی کے باعث چپ کر کے رہ گیا۔ وہ بھی نگاہ چرا کے رہ گئی۔

"تم نے وقت کے ساتھ دھوکہ کیا ہے' مورخ۔" مراد راجہ سنجیدگی سے اسے دیکھ کے کہنے لگا۔ "پانی کسی اور نے پیا' چابی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official　#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کسی اور نے گھمائی اور ساتھ تم آ گئے۔ وقت اپنے آپ سے دھوکہ کرنے والوں کو سزا ضرور دیتا ہے۔"

"میں 'وقت' سے معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔" وہ جل کے زیرِ لب بولا مگر تالیہ کے گھورنے پہ چپ ہو گیا۔ پھر کھنکھارا۔ "میں نے یہ جان بوجھ کے......"

"تمہیں اس کے اثرات کب محسوس ہوئے تھے؟" راجہ نے بات کاٹی تو وہ سوچنے لگا۔

"جب میں ایک دفعہ زخمی ہو کے ہسپتال پہنچا تھا تو....."

"تمہارا خون بہا تھا؟"

"کچھ خاص نہیں مگر.... بعد میں شہزادی صاحبہ نے چاقو سے مجھے یہاں (بازو پہ ہاتھ رکھا) زخم دیا تھا جس کے باعث...."

"کتنا خون بہا تھا؟ ایک گھونٹ سے زیادہ؟" راجہ دو بدو سوال کر رہا تھا۔

"معاف کیجئے گا۔ مجھے ماپنے کا ہوش نہ تھا مگر اتنا تو بہا ہو گا۔"

"وقت کے چکر کو دھوکہ دینے کے بعد تمہارے پاس تین مواقع تھے۔ پہلا تم نے ضائع کر دیا۔" راجہ نے افسوس سے سر ہلایا۔ "کیا دوبارہ بھی تم کبھی زخمی ہوئے؟"

"جی۔ ایک دفعہ کچھ دن قبل مگر چند خراشیں آئیں صرف۔" وہ سمجھا نہیں تھا۔

"چند خراشوں کی خیر ہے۔ یعنی ابھی تک تمہارا صرف ایک موقع ضائع ہوا ہے۔" راجہ حساب لگا رہا تھا۔ "وقت کے چکر سے نکل کے تمہیں صرف ایک بات کا خیال رکھنا تھا آدم بن محمد..... کہ کسی بھی صورت میں تمہارا خون نہیں بہنا چاہیے۔ پہلی دفعہ جب وہ بہا.... ایک گھونٹ سے زیادہ۔ تو تمہارا ایک موقع ضائع ہو گیا۔ تم بیمار ہو گئے مگر تم نے محسوس کیا ہو گا کہ تمہاری بیماری بڑھی نہیں کیونکہ تمہارے پاس ابھی دو مواقع موجود ہیں۔"

"اوہ۔ اسی لئے ایڈم کی بیماری بڑھ نہیں رہی کیونکہ یہ دوبارہ زخمی نہیں ہوا۔" وہ چونکی۔

"ہاں۔ اس کے پاس زیادہ سے زیادہ ایک سال کا وقت ہے۔ لیکن اس دوران اگر یہ دوسری دفعہ زخمی ہوا تو اس کی بیماری خطرناک حد تک بڑھ جائے گی۔ دوسری بار خون بہنے کے ایک ماہ کے اندر یہ مر جائے گا۔ اور اگر اس کا تیسری دفعہ خون بہہ گیا تو یہ ایک ماہ سے پہلے اسی وقت مر جائے گا جب اس کا خون بہے گا۔ اس لئے..... جب تک تمہارا علاج نہیں ہوتا۔ تمہیں اپنا خون نہیں بہنے دینا۔"

ایڈم کی رنگت فق ہو چکی تھی۔ اس نے بازو سینے پہ لپیٹ لئے گویا خود کو محفوظ کرنا چاہا۔ وہ کسی ویڈیو گیم کی طرح تین باریوں کا محتاج ہو چکا تھا۔ ایک باری ضائع ہو چکی تھی اور دو باقی تھیں۔

Downloaded from Paksociety.com

Nemrah Ahmed: Official #TeamNA

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تو اب..... اب ایڈم کی بیماری اسی طرح چلتی رہے گی؟"

"ہاں۔ یہ اسے آہستہ آہستہ کھوکھلا کر دے گی اور ایک سال تک علاج نہ ہوا تو یہ اسے مار دے گی۔" اب کے قدرے نرمی سے تنبیہ کی۔ "لیکن اگر اس کا دوسری دفعہ خون نہ بہے۔ ورنہ....."

"سمجھ گیا۔ دوسرا موقع ضائع ہونے سے میں ایک ماہ میں مر جاؤں گا۔" وہ جل کے بولا۔

"ہوں۔" مراد راجہ خاموش ہو گیا اور بس اسے گھورے گیا۔ تالیہ کھنکھاری۔

"مگر بابا..... ہمیں ایک برس انتظار نہیں کرنا۔ آپ کے پاس دوا ہے' آپ اسے وہ دیں اور اس کو صحت مند کر دیں۔"

مراد نے گردن موڑ کے ساتھ کھڑی تالیہ کو دیکھا۔ "میرے پاس کوئی دوا نہیں ہے۔"

لمحے بھر کے لئے قدیم کتب خانے میں سناٹا چھا گیا۔ وہ کچھ بول نہ سکی۔

"مگر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک مریض کا علاج کیا تھا۔ اور....."

"میں نے کسی ایسے مریض کا علاج نہیں کیا۔ میں نے صرف اس مرض کے بارے میں پڑھا ہے۔"

"یعنی وہ مریض میں تھا۔" ایڈم آہستہ سے بولا تو تالیہ نے چونک کے اسے دیکھا۔

"وہ مریض میں ہوں گا۔ وہ کتاب بعد میں لکھی گئی ہو گی۔" پھر اس نے اداسی سے تالیہ کو دیکھا۔ "وہ مریض زندہ رہا تھا یا مر گیا تھا؟"

"وہاں تو....." وہ ہکلائی۔ "لکھا تھا کہ اسے شفا ملی تھی..... مگر....." اس نے مراد کو دیکھا۔ "معلوم نہیں وہ کسی سے لکھوایا گیا تھا یا واقعی شفا ملی تھی۔"

تاریخ رقم کرنے والوں پہ اب ان دونوں کو اعتبار نہ رہا تھا۔

"مگر..... کوئی تو حل ہو گا' بابا؟" وہ پریشانی سے بولی۔ سر چکرانے لگا تھا۔ وقت کے چکر میں ایک دفعہ پھر سے پھنسنے کے بعد سب کچھ بے معنی لگنے لگا تھا۔

"میرے پاس اس بیماری کے علاج کا نسخہ ہے۔"

تالیہ کا چہرہ دمک اٹھا مگر راجہ کے اگلے الفاظ نے اس پہ گھڑوں پانی ڈال دیا۔

"مگر اس نسخے میں موجود اشیائے ترکیبی ڈھونڈنا ناممکن ہیں۔ وہ کم از کم ملاکہ میں موجود نہیں ہیں۔ وہ جڑی بوٹیاں دنیا میں کہاں سے ملیں گی..... یہ میں نہیں جانتا۔ مگر میں تمہیں وہ نسخہ دے سکتا ہوں۔" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدگی سے ایڈم کو دیکھا۔ "تم اپنی دوا خود ڈھونڈو۔ تم وہ چیزیں لے آؤ تو میں تمہیں دوا بنا دوں گا۔ میرے ملازم اور سپاہی تمہاری مدد کریں

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گے۔مگر میرے پاس ان کی تلاش میں نکلنے کا وقت نہیں ہے۔"

ایڈم نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔"میں تلاش کرلوں گا۔آپ مجھے نسخہ دے دیں۔"

"جی بابا۔آدم تلاش کرے گا اور ساتھ میں آپ کے سپاہی بھی ہماری مدد کریں گے۔اور پھر.....ہمارے پاس ایک سال ہے۔"اسے کچھ تسلی ہوئی تھی۔

مراد راجہ کتابوں کے ریک کی طرف بڑھ گیا تو تالیہ نے فکرمندی سے اسے دیکھا جو اپنے بازو کو دیکھ رہا تھا۔

"میری وجہ سے تمہارا خون بہا۔میں وہ نہ کرتی تو....."وہ شدت درد سے چپ ہوگئی۔ایڈم نے آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا اور اداسی سے مسکرایا۔

"اگر آپ کو الزام دینا ہو تو آپ کے اوپر میرے بہت سے قصور نکلتے ہیں' چے تالیہ۔مگر نہیں.....آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

اس کے بات پہ تالیہ نے ابرو بھینچ کے اسے دیکھا۔"تمہیں وقت کے چکر میں پھنسانے اور تمہارا خون ضائع کروانے کے علاوہ میرا کیا قصور؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔چہرہ موڑ کے راجہ کو دیکھنے لگا جو ایک کتاب کو کھولے کچھ پڑھ رہا تھا۔پھر ایک صفحے پہ آ کے وہ رکا اور ان کی طرف آیا۔

"یہ وہ تمام اشیائے ترکیبی ہیں جو اس دوا کے لئے استعمال ہونے ہیں۔"سنجیدگی سے کتاب اس کی طرف بڑھائی۔ایڈم نے تیزی سے اسے تھاما۔ایک صفحے پہ کوئی درجن بھر چیزیں لکھی تھیں۔

"یہ کہاں سے ملیں گی؟"وہ تحیر سے ان کو پڑھ گیا۔یہ بہت عجیب و غریب اشیاء تھیں۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔تمہارے پاس ایک برس ہے' آدم بن محمد۔تم ان کو ڈھونڈ لاؤ تو میں تمہیں دوا بنا دوں گا۔"

ایڈم نے صفحے پلٹائے۔"دوا بنانے کی ترکیب یہاں نہیں لکھی۔"پھر سر اٹھا کے راجہ کو دیکھا جو اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ترکیب یہاں ہے۔"راجہ نے انگلی سے اپنی کنپٹی پہ دستک دی۔"یہ دوا دراصل چند دوسرے امراض کے لئے ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اسے ایک خاص طریقے سے بنایا جائے تو تمہارے مرض کا حل مل سکتا ہے۔ویسے بھی ایک سال کا عرصہ کافی ہے۔"کمر پہ ہاتھ باندھے مراد راجہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔تو تالیہ نے جلدی سے کتاب لی' اور اسے میز پہ رکھا۔پھر ایک قلم دوات میں ڈبو ڈبو کے تمام اشیائے ترکیبی کو ایک خالی صفحے پہ اتارنے لگی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہم دونوں اپنے اپنے طور پہ ان کو ڈھونڈیں گے۔تم ان کتابوں میں ان علاقوں کو تلاش کرو جہاں یہ دستیاب ہوں گی۔ اور میں پوری سلطنت میں ان کو ڈھونڈنے کے لئے سپاہی دوڑاتی ہوں۔'' اس نے اپنا نقل شدہ کاغذ اٹھایا جس کی سیاہی گیلی تھی اور اسے ہوا میں جھلایا۔ پھر ایڈم کو دیکھا اور یقین دہانی کروائی۔

''ہمارے پاس ایک سال ہے ایڈم۔ ہمارے پیچھے وقت نہیں گزرے گا۔تم واپس اسی لمحے میں جا سکو گے۔''

''اور آپ؟'' اس نے گلہ آمیز نظروں سے اسے دیکھا۔وہ دونوں خاموش کتب خانے میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔تاج پہنے کھڑی شہزادی نے سر جھکا دیا۔

''میں دوبارہ جیل نہیں جانا چاہتی۔ میں یہاں خوش ہوں' آزاد ہوں۔ میرے بابا مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ خوش رہوں گی۔''

''آپ بندا ہارا کے اونچے محل پہ لعنت بھیج کے یہاں سے گئی تھیں' چتالیہ۔''

''تب میں اپنے بابا کو ایک ولن سمجھتی تھی مگر اب.....اب مجھے وہ تمام ماہ و سال یاد آ گئے ہیں جو میں نے ان کے ساتھ گزارے تھے۔'' اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایڈم کو کس طرح سمجھائے۔''وہ میرے بابا ہیں۔ ہم نے ایک زمانہ ساتھ گزارا ہے۔وہ برے انسان نہیں ہیں۔ ہمارے درمیان صرف وقت حائل ہو گیا تھا۔اور اب.....'' وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔''وہ مجھے واپس مل گئے ہیں۔دیکھو.....وہ بنا کسی شرط' بنا کسی بدلے کے تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں۔تمہیں یہ ماننا پڑے گا کہ وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں اور میرے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔اور وہ اتنے برے نہیں ہیں جتنا ہم ان کو سمجھتے تھے۔''

ایڈم نے بس اثبات میں سر ہلا دیا۔ فی الحال اس کے پاس مزید کچھ کہنے کو نہ تھا۔

وہ چلی گئی تو وہ کتب خانے کی ایک کھڑکی کے ساتھ آ بیٹھا اور میز پہ کہنیاں رکھ کے وہ کتاب پڑھنے لگا۔ایک سال.....ایک سال میں تو دنیا بدل سکتی تھی۔ یہ عجیب و غریب اشیا ہر کیس بھی اس کو مل سکتے تھے۔وہ خود کو امید دلانے لگا۔

ابھی چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ ایک سپاہی اندر داخل ہوا۔

''شاہی مورخ.....شہزادی تاشہ نے آپ کو محل میں بلوایا ہے۔شاہی طبیب آپ کے معائنے کے لئے آ چکا ہے۔''

ایڈم نے گہری سانس لی۔ کتاب رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔اب وہ محل میں شاہی مہمان کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔

کتب خانے سے محل تک جاتے ہوئے وہ ایک ایک جھاڑی' ایک ایک کانٹے سے بچ کے گزر رہا تھا۔اسے ایک سال تک اپنا خون نہیں بہنے دینا تھا۔ایک قطرہ بھی نہیں۔

محل کے اندر جس کمرے میں شاہی طبیب اس کا منتظر تھا وہ ایک خالی دیوان خانہ تھا جس میں چند مسہریاں لگی تھیں اور وسط

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں فرشی نشست تھی ۔ ایڈم اندر داخل ہوا تو دیکھا..... فرشی نشست پہ ایک طبیب دو زانو بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے طشت میں آلات جراحی دھاگے اور چند دوائیاں بچی تھیں۔

''آؤ آدم!'' آواز پہ وہ چونکا۔ کھڑکی کے ساتھ مراد راجہ کھڑا تھا۔ کمر پہ ہاتھ باندھے وہ دوستانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ ایڈم نے ارد گرد نظریں دوڑائیں۔

''شہزادی تاشہ؟''

''وہ اس دوا کی نقول تیار کر کے مختلف شہروں میں قاصد بھیجنے میں لگی ہے۔ تب تک طبیب تمہارا زخم بھر دے گا۔'' مراد راجہ چھوٹے قدم اٹھاتا قریب آ رہا تھا۔

''مگر میرا زخم تو عرصہ ہوا بھر چکا ہے۔''

راجہ اس کے عین مقابل آ کے رکا اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ ''تم جانتے ہو اگلے ایک سال تک اس محل میں کیا ہو گا؟ شہزادی تاشہ دن رات تمہاری دوا ڈھونڈنے میں لگی رہے گی۔ پورا ایک سال وہ کسی دوسری طرف توجہ نہیں دے گی اور یہ میرے لئے قابلِ قبول نہیں ہے۔''

ایڈم کو یکدم احساس ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے۔ اس سے قبل کہ وہ مڑتا' پیچھے کھڑے سپاہی نے ایک نوکدار خنجر اس کے پہلو میں گھسا دیا تھا۔ درد کی ناقابلِ برداشت لہر جسم میں اٹھی۔ وہ کراہ بھی نہ سکا اور زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔

سپاہی نے کھینچ کے خنجر نکال لیا۔ خون بھل بھل گرنے لگا۔ وہ گرتے گرتے اٹھنے لگا' اس سپاہی پہ جوابی حملہ کرنے کے لئے..... مگر فرش پہ گرتے خون کو دیکھ کے..... اس کے ہاتھ پیچھے کو بڑھے۔ اس نے اپنے زخم کو ڈھانکنا چاہا۔ خون بہنے سے روکنا چاہا..... مگر ہاتھ رنگین ہوتے گئے..... سرخ پانی سا فرش پہ ندی کی طرح بہتا گیا..... وہ ایک گھونٹ سے کہیں زیادہ تھا.....

ایڈم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ خنجر پہ کوئی دوا بھی لگی تھی۔ جس سے وہ غنودگی میں جا رہا تھا۔ بمشکل اس نے آنکھیں کھول کے دیکھا۔ مراد راجہ پنجوں کے بل اس کے قریب بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

''ایک سال تک میں تمہارے لئے اپنی بیٹی کو مصروف رکھوں؟ تم..... آدم..... تم اس کا دوسری دنیا سے واحد تعلق ہو۔ جب تک تم نہیں جاؤ گے..... وہ کبھی مجھے واپس نہیں ملے گی۔ اس لئے میں تمہیں ایک سال تک برداشت نہیں کر سکتا۔'' پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ایڈم زمین پہ گرا تھا۔ اس کا چہرہ راجہ کے جوتوں کے قریب تھا۔ اس نے بند ہوتی آنکھیں بدقت کھول کے اسے دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

''اب تمہارے پاس ایک ماہ ہے۔ اپنی دوا تلاش کرو اور میری دنیا سے ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔'' وہ غرا کے بولا اور پھر

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طبیب کو اشارہ کیا۔

"اس کا زخم بھر دو.....اور جب یہ ہوش میں آ جائے تو اس کو اچھا کھانے پینے کے لئے دو۔اس کی دن رات حفاظت اور خدمت کرو کیونکہ آج کے بعد اسے اس کی ضرورت پڑے گی۔"

راجہ کے قدم اب دور جا رہے تھے۔ایڈم بن محمد کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں ایک آنسو دائیں آنکھ سے نکلا اور نیچے لڑھک گیا۔

اندھیرے میں ڈوبنے سے پہلے اسے صرف ایک بات یاد تھی۔

اس نے اس قدیم دنیا میں واپس آ کے بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔

☆☆=========☆☆

بندا ہارا کا اونچا محل سورج کی روشنی میں نہایا کھڑا تھا۔وسیع سبزہ زار کے آگے پھاٹک لگا تھا جو باہر والوں کو محل آنے سے روکنے کا سبب تھا۔پھاٹک کے آگے بل کھاتی سڑک تھی جو پہاڑی سے نیچے لے جاتی تھی۔مراد راجہ گھوڑے پہ سوار اس وقت پھاٹک سے باہر نکل رہا تھا۔سرخ پٹی ماتھے پہ باندھے دھوپ کے باعث آنکھیں سکوڑے وہ گھوڑے کو سڑک پہ ڈال رہا تھا۔ مصاحب اور مسلح سپاہی اپنے گھوڑوں پہ اس کے عقب میں محل سے باہر نکل رہے تھے۔

یہ مراد کا روزانہ کا پروٹوکول لشکر تھا جس کے ساتھ وہ سلطنت محل جایا کرتا تھا۔آج بھی وہ ہر روز کی طرح محل سے نکلا تھا اور ابھی سڑک کے وسط میں ہی پہنچا تھا کہ ایک دم اس نے لگام کھینچی۔آنکھوں میں طیش ابھرا اور لب بھنچ گئے۔

ایک گھڑ سوار جانے کہاں سے آیا اور سڑک کے بیچ میں گھوڑا روک لیا۔

اس کا گھوڑا سیاہ تھا۔چمکدار سیاہ۔اور اس پہ بیٹھے آدمی کی پوشاک نفیس اور قیمتی تھی۔اس نے سفید کرتے پاجامے کے اوپر سیاہ قبا پہن رکھی تھی اور گیلے بال دائیں طرف جما رکھے تھے۔جوتا سنہرا اور کامدار تھا۔غرض اپنے لباس اور سواری سے وہ کوئی رئیس معلوم ہوتا تھا۔اس لئے سپاہیوں نے رک جانا مناسب سمجھا اور تذبذب سے اپنے راجہ کو دیکھا جس کے چہرے پہ سرخی نمودار ہوئی تھی۔

(غلام فاتح!) بنا لب ہلائے مراد نے غصیلی نظروں سے سوار کو دیکھا تھا۔اس کے دستے نے غالباً ابھی تک اسے پہچانا نہیں تھا۔

گھڑ سوار مسکرایا اور لگام کو حرکت دی۔گھوڑا دھیرے دھیرے ٹاپ اٹھاتا راجہ کے دائیں ہاتھ آ کھڑا ہوا یوں کہ دونوں گھوڑوں کے چہرے ایک دوسرے سے ٹکرانے والے تھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آداب' راجہ!" فاتح نے مسکرا کے سر کو خم دیا۔ نہ گردن جھکائی نہ نظر۔

مراد کے چہرے کی سرخی بڑھنے لگی۔ کھلی فضا میں وہ دونوں پہاڑی کی بل کھاتی سڑک پہ آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ دبا دبا سا غرایا۔

"میں اپنے ملاکہ کی خبر لینے واپس آیا ہوں' راجہ۔" فاتح نے مسکرا کے کہتے ہوئے گردن گھما کے ادھر ادھر دیکھا۔ دور پہاڑی سے نیچے سمندر کے بہتے پانیوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔

"تو کیسا پایا تم نے میرے ملاکہ کو؟" راجہ طنز سے گویا ہوا۔ باغی ہوا اس کے لمبے بالوں کو پیچھے کی طرف اڑا رہی تھی۔

"میرا ملاکہ اس سے برے حال میں ہے جس میں' میں اسے چھوڑ کے گیا تھا۔ غلام آزاد ہو گئے مگر ایک دفعہ پھر قید کر لئے گئے۔ امرا اور روسا اسی طرح سونے کی ڈھیر جمع کر رہے ہیں اور سلطان اپنی شادی کی تیاریوں میں مگن ہے۔"

مراد نے لگام کو حرکت دی۔ گھوڑے کو چند قدم آگے بڑھایا یہاں تک کہ دونوں گھوڑے ایک دوسرے کے پہلو میں ہو گئے۔ اب وہ فاتح کے زیادہ قریب تھا۔ دائیں طرف چہرہ موڑ کے تندہی سے اسے گھورا۔

"میں تمہاری ہمت پہ حیران ہوں' غلام فاتح۔ تم اس سب کے بعد میرے پاس یوں اس چہرے کے ساتھ آ گئے؟ کیا تم مجھے جانتے نہیں ہو؟" وہ اب کے قدرے اونچی آواز میں بولا۔ پیچھے کھڑے سپاہیوں کے دستے میں لہر سی دوڑی۔ محافظ چوکنے ہوئے۔ تلواروں پہ ہاتھ رکھ لئے جیسے راجہ کے ایک حکم پہ توار دپہ حملے کے لئے تیار ہوں۔

"ظاہر ہے میں آپ کو جانتا ہوں' راجہ۔ میں چند دن پہلے تک آپ کی قید میں تھا اور بہت مشکل سے شہزادی تاشہ نے مجھے چھڑوایا تھا۔ اس کے بعد مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا بلکہ آپ سے دور بھاگنا چاہیے تھا لیکن....."

اس نے گہری سانس لی۔ مسکراہٹ ایک پل بھی اس کے لبوں سے جدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ بغیر تلوار یا ڈھال کے نہتا سر اٹھائے ان کے درمیان کھڑا تھا۔

"لیکن؟"

"لیکن میں وہ جانتا ہوں جو آپ نہیں جانتے۔" اس نے سر آگے کیا اور آہستہ سے گویا ہوا۔ "میرے زمانے میں ایک ایسی کتاب وجود رکھتی ہے جس میں آپ سب کا **مستقبل** درج ہے۔"

مراد نے جواب نہیں دیا۔ بس آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتا رہا۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا' راجہ۔ کہ میں آپ کے مستقبل کے بارے میں جانتا ہوں۔ کیونکہ میں نے وہ کتاب پڑھی ہے۔ اس کے آخری تین ابواب میں آپ کا مستقبل درج ہے۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور تم مجھے یہاں میرے مستقبل سے ڈرانے آئے ہو؟'' کہتے ہوئے مراد نے گردن موڑ کے سپاہیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔انہوں نے تلواریں نیاموں میں ڈال لیں اور ادب سے دور ہٹتے گئے یہاں تک کہ مراد اور فاتح اپنے گھوڑوں پہ تنہا رہ گئے۔

''تم نے مجھے کہا تھا' غلام فاتح' کہ میری بیٹی ایک بحری سفر پہ جائے گی اور واپس نہیں آئے گی۔ایک المناک انجام۔'' اس نے افسوس سے سر جھٹکا۔''اور میرے بارے میں تم نے کہا تھا کہ مجھے بھرے چوک میں لوگوں کے سامنے.....'' وہ رکا۔

''لوگوں کے سامنے کیا؟''

''تم نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی لیکن شاید تم مجھے میری موت کے بارے میں بتا رہے تھے۔میں دراصل تمہاری کہانی کا وہ ظالم کردار ہوں جس کا انجام یقیناً المناک لکھا گیا ہوگا کیونکہ مجھے اپنے اعمال سے اس سے زیادہ کی امید بھی نہیں ہے۔'' وہ تلخی سے کہہ رہا تھا۔''تو بتاؤ.....کیا لکھا تھا میرے انجام میں؟ مجھے بھرے چوک میں لوگوں کے سامنے کیا کیا جائے گا؟ پھانسی؟ زندہ درگور؟ یا سنگسار؟''

''جی راجہ۔آپ نے میری بات اس دن مکمل نہیں ہونے دی تھی' اس لئے میں آج اس کو مکمل کرتا ہوں۔''

وان فاتح نے گہری سانس لے کر کہا۔''آپ کو بھرے چوک میں سب لوگوں کے سامنے.....تاج پہنایا جائے گا۔آپ ملاکہ کے سلطان بن جائیں گے' مراد راجہ۔''

سمندر کا شور تھم گیا۔ساری فضا رک گئی۔مراد راجہ بالکل ساکت رہ گیا۔

''تم.....جھوٹ کہہ رہے ہو۔تم نے کہا تھا کہ منصور شاہ اگلا حکمران ہوگا کیونکہ گزشتہ سلطان کے بیٹے بغاوت کریں گے اور...''

''جی۔سلطان کے بیٹوں نے آپ کے ساتھ مل کے بغاوت کی تھی اور منصور شاہ کو حکمران بنایا تھا مگر وہ زیادہ عرصہ تخت نہیں سنبھال سکا تھا۔آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے کہا تھا' اس کے بعد تین چار حکمران بدلے تھے لیکن بنداہارا ایک ہی رہا تھا۔پدو کا راجہ۔آپ نے میری اس بات سے فرض کر لیا کہ چونکہ آپ بنداہارا نہیں ہوں گے تو اس کا مطلب ہے آپ مر چکے ہوں گے۔لیکن سچ یہ ہے کہ...''

''کہ منصور شاہ کو تخت سے ہٹانے کے بعد میں اگلا سلطان بنوں گا؟ اور پدو کا راجہ دراصل میرا بنداہارا ہوگا؟'' مراد ششدر رہ گیا تھا۔

''جی راجہ۔ایسا ہی ہوگا۔وان فاتح جھوٹ نہیں بولتا۔اس کتاب کے آخری تین ابواب میں آپ کا مقدر بدل گیا تھا۔اس

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے مطابق شہزادی تاشہ سلطان مرسل سے شادی کے لئے تیار ہو گئی تھی مگر اس نے چند شرائط رکھی تھیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی مرادراجہ نے چند عظیم کام کیے تھے اور بالآخر وہ سلطان بن گیا تھا۔ مرادراجہ کو تاریخ میں اچھے الفاظ سے یاد رکھا جاتا ہے۔ پچھلے سو سال بعد بھی ہمارے مدارس میں بچوں کو مرادراجہ کے بارے میں پڑھایا جاتا ہے کہ وہ بھلے ایک چالاک اور زیرک بندہ ہارا تھا' مگر اس نے خود کو بدلا تھا۔ اچھے کام کیے تھے اور عوام کو ایک نالائق حکمران سے نجات دی تھی۔''

مرادراجہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔

''یہ اس کتاب کے آخری ابواب میں درج ہے۔''

فاتح نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''اسی لئے تالیہ کو اس بات پہ یقین نہیں ہے کہ آخری ابواب سچے ہیں۔ وہ سمجھتی ہے کہ وہ سچ نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ وہ اچھے کام نہیں کر سکتے جو وہاں لکھے ہیں....''

وہ چونکا۔ ''تو تمہیں کیسے معلوم کہ وہ سچے ہیں؟ کیا معلوم وہ سب واقعی میں نے لکھوایا ہو؟''

''کیونکہ ان میں لکھا ہے کہ مرادراجہ کی قسمت اس دن بدلی جس دن محل سے نکلتے ہوئے ایک سیاہ چمکدار گھوڑے پہ بیٹھے آدمی نے اس کا راستہ روکا اور اسے کہا کہ وہ اسے سلطان بنا سکتا ہے۔'' فاتح مسکرا کے بتا رہا تھا۔ ''آج میں جب اپنے لئے سواری خریدنے گیا اور یہ گھوڑا خریدا تو مجھے وہ سطور یاد نہیں تھیں مگر جب میں اس سڑک تک آیا تو میں نے آپ کو محل سے نکلتے دیکھا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ وہ آدمی میں تھا۔''

مراد ابھی تک تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''اور تمہاری کتاب میں اس آدمی کا نام کیا درج ہے؟''

فاتح زخمی سا مسکرایا۔ ''اس کا کوئی نام نہیں ہے۔ نہ یہ لکھا ہے کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا۔ اس کو محل والے صرف ایک لقب سے پکارتے تھے کیونکہ اس نے مرادراجہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے سلطان بنوا سکتا ہے۔''

''کیسا لقب؟''

''سلطان ساز۔''

سمندر کے پانیوں کا شور پھر سے سنائی دینے لگا۔ کسی درخت سے پرندے چھم سے اڑے اور ان کی چیخیں ساری فضا میں گونج اٹھیں۔

مرادراجہ ابھی تک عجیب نظروں سے سیاہ گھوڑے پہ بیٹھے آدمی کو دیکھ رہا تھا۔

''مجھے کیسے معلوم ہو کہ تم یہ سب سچ کہہ رہے ہو یا یہ تمہاری کوئی چال ہے؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیا آپ کو میری پیشانی کسی کاذب کی پیشانی لگتی ہے؟"

مراد چپ رہ گیا۔ پھر پتلیاں سکوڑ کے چبھتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم یہ کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں اپنا سلطان ساز بنالوں؟ اور تم..... تم مجھے سلطان بنا دو گے؟"

یہ وہ خیال..... وہ خواہش تھی جو مراد راجہ تنہائی میں خود سے کہنے سے بھی ڈرتا تھا۔

"ہاں۔ صرف مجھے معلوم ہے کہ آپ سلطان کیسے بنیں گے۔"

"وہ کتاب تو تالیہ نے بھی پڑھ رکھی ہوگی۔ اور اس مورخ نے بھی۔ پھر مجھے تمہاری کیا ضرورت؟"

"بجا فرمایا آپ نے لیکن اس کتاب میں صرف یہ لکھا ہے کہ آپ سلطان بنے تھے۔ یہ نہیں لکھا کہ کیسے بنے تھے۔ جب میں تالیہ اور مورخ کو لے کر یہاں سے چلا گیا تھا تو میں نہیں چاہتا تھا کہ تالیہ واپس آئے کیونکہ مجھے ڈر تھا کتاب سچی نہ ہو جائے۔ لیکن کتاب سچی تھی۔ اور کل رات یہاں آ کے..... سب کچھ دیکھنے کے بعد میں جان گیا ہوں کہ یہ سب کیسے ہوا ہوگا۔ میرے پاس آپ کو سلطان بنانے کا منصوبہ بھی ہے۔ اگر آپ میری مدد لینا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔ البتہ ایک بات میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔"

"وہ کیا؟"

"اس کتاب میں درج تھا کہ سلطان ساز کے پاس مراد راجہ کو بادشاہ بنانے کے لیے وقت کی ایک محدود مدت تھی۔"

"محدود مدت؟"

"جی ہاں۔ کتاب کے مطابق سلطان ساز بار بار یہ بات دہراتا تھا کہ اس کے پاس مراد راجہ کو سلطان بنانے کے لئے صرف ایک ماہ ہے۔ اور شہزادی تاشہ نے مرسل شاہ سے شرائط پوری کرنے کے لئے بھی ایک ماہ کا وقت دیا تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ ایک ماہ بعد کچھ ہونا تھا جس کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔"

مراد کا سانس بالکل تھم گیا۔ اس نے دھیرے سے نظر جھکائی اور اپنے آستین کو دیکھا۔ اس پہ ایڈم کے خون کی چھینٹ سے لگا دھبہ لگا دکھائی دے رہا تھا۔ بس ایک لمحے میں مراد کو سمجھ آ گیا کہ وہ درست کہہ رہا تھا۔

"تم چاہتے ہو کہ..... کہ میں تمہیں اپنا سلطان ساز بنالوں؟ اور کیا تم بھول گئے کہ تم نے....." اس نے دانت پیسے جیسے بہت کچھ یاد آیا ہو۔ "تم نے میری بیٹی سے نکاح کر کے میری پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا؟ میں ابھی تک اس معاملے سے نہیں سنبھلا اور تم....." مراد کے کان پھر سے سرخ پڑنے لگے۔

"جب سلطان' سلطان نہیں رہے گا تو آپ کو کس کا ڈر ہوگا۔" سلطان ساز نے کندھے اچکائے تو مراد لمحے بھر کو چپ رہ

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گیا۔

"تم یہ سب کس لئے کر رہے ہو؟ میری بیٹی کے قریب رہنے کے لئے؟"

"نہ صرف اس لئے بلکہ اس کو واپس اس کی دنیا میں لے جانے کے لئے۔"

مراد نے بے یقینی سے ابرو اٹھایا۔ "مجھے امید نہیں تھی کہ تم اپنے منہ سے اعتراف کر لو گے کہ تم یہ سب اس کو واپس لے جانے کے لئے کر رہے ہو۔"

"کیونکہ میں نے کہا نا میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اگر میں آپ کو دھوکہ دے رہا ہوتا تو اس بات کا اعتراف نہ کرتا۔ بلکہ آپ کو یقین دلاتا کہ میں اسے واپس نہیں لے جانا چاہتا۔"

"میں یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ تم میری بیٹی کو مجھ سے چھیننے آئے ہو' تمہیں اپنے دربار میں جگہ کیسے دے سکتا ہوں؟"

"کیونکہ ہمارے زمانے میں لوگ ایک محاورہ بولتے ہیں' راجہ۔ دوست کو قریب رکھو اور دشمن کو قریب تر۔"

آمنے سامنے گھوڑوں پہ سوار وہ دونوں مرد چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھے گئے۔ پھر وان فاتح کہنے لگا۔

"شہزادی کسی بھی طرح سلطان سے شادی نہیں کر سکتی۔ بالفرض وہ راضی ہو جائے' تب بھی.... اگر سلطان کو علم ہوا کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے تو وہ آپ سب کی گردن مروا دے گا۔ اس لئے ہم سب کی بقا اسی میں ہے کہ ہم اسے سلطان نہ رہنے دیں۔ آپ مجھے اپنے دربار میں جگہ دے کر کبھی نہیں پچھتائیں گے' راجہ۔"

مراد راجہ نے گہری سانس لی اور گھوڑے کا رخ موڑا۔ پھر بلند آواز میں اپنے سپاہیوں کو آواز دی۔

"یہ شخص آج سے میرا مشیر ہے۔ محل میں نہ صرف اس کی رہائش کا انتظام کیا جائے بلکہ اس کے لئے لباس اور دوسری اشیائے ضرورت کا بندوبست بھی کیا جائے۔ یہ ایک دوسرے ملک سے آیا ہے اور اس کے پاس اپنا کچھ نہیں ہے۔" سپاہیوں نے گردنیں تسلیم خم کیں۔ دو سپاہی فوراً محل کی طرف دوڑے۔ مراد مسکرا کے واپس اس کی طرف گھوما۔

"ہم سلطان مرسل شاہ کے محل کی طرف جا رہے ہیں۔ دربار کا آغاز ہونے والا ہے۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا چاہیے۔"

اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔ "راجہ!" اور اپنا گھوڑا موڑ لیا۔

اب وہ مراد کے گھوڑے کی معیت میں پہاڑی سے نیچے اتر رہا تھا۔

قدیم ملاکہ پہ نئے دن کا سورج طلوع ہو رہا تھا۔

☆☆=========☆☆

شاہی کتب خانہ اس صبح خاموش پڑا تھا جب شہزادی تاشہ اندر داخل ہوئی۔ اس نے گلابی گھیر دار لباس پہن رکھا تھا اور

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چھوٹے سیاہ بالوں پہ دمکتا ہوا تاج سجا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں کاغذات کے پلندے اٹھا رکھے تھے اور چہرے پہ دبا دبا سا جوش تھا۔ پیچھے چلتی کنیزوں نے بار بار کاغذ اٹھانے کی پیشکش کی مگر وہ اتنی پرجوش تھی کہ انکار کیے گئی۔ کتب خانے کے دروازے پہ اس نے کنیزوں کو رکنے کا اشارہ کیا۔ دربان نے دروازے کھولے تو اس نے فوراً پوچھا۔

"آدم کہاں ہے؟"

"وہ آرام کر رہا ہے۔"

"ابھی تک؟" اسے حیرت ہوئی۔ دن چڑھ آیا تھا اور ایڈم تو صبح جلدی اٹھنے والوں میں سے تھا۔ خیر.... وہ مسکراتے ہوئے اندر آئی۔ ادھر ادھر دیکھا۔ کتب خانہ خالی تھا۔

وہ ایک دروازے کی طرف بڑھی جو ایک آرام دہ کمرے کی طرف کھلتا تھا جہاں ایڈم رہتا تھا۔ اس نے دستک دی۔ جواب ندارد۔ پلندہ ایک ہاتھ سے سنبھالے تالیہ نے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

سامنے بستر پہ ایڈم لیٹا تھا۔ لحاف سینے تک ڈالے اس کا سر اونچے تکیوں پہ پڑا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

"تم ابھی تک سو رہے ہو؟ اٹھو اور دیکھو مجھے کیا ملا۔"

وہ چہک کے کہتی اندر آئی اور دروازے کے قریب میز پہ کاغذات رکھے۔

"وہ تمام چیزیں جو اس دوا کے لئے چاہیے ہیں.....وہ ملاکہ اور وسطی ایشیاء سے مل سکتی ہیں۔ ان کو تلاش کرنے اور بنانے میں زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کا عرصہ درکار ہے اور اگر ہم دونوں مل کے.....ان جگہوں کا سفر کریں تو ہم ایک ایک کر کے....."

وہ بولتے بولتے رکی۔ اور دھیرے سے گردن موڑی۔ ایڈم سو نہیں رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اور وہ تکیے پہ نڈھال سا پڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

تالیہ مراد سناٹے میں رہ گئی۔

یہ وہ ایڈم نہیں تھا جسے وہ کل چھوڑ کے پورا دن کتابوں اور طبیبوں کے ساتھ مغز ماری کرتی رہی تھی۔ یہ اس ایڈم کی پرچھائیں تھا۔

اس کا چہرہ کمزور اور رنگت سیاہ پڑ رہی تھا۔ آنکھوں کا سفید حصہ گلابی ہو چکا تھا۔ وہ چہرے سے برسوں کا بیمار لگتا تھا۔ کسی مفلوج کی طرح بستر پہ پڑا تھا گویا لحاف اتارنے کی ہمت بھی نہ ہو۔

"ایڈم!" وہ بے یقینی سے قدم اٹھاتی اس کے قریب آئی۔ "تم..... تمہیں کیا ہوا؟ کیا تمہاری طبیعت خراب ہو گئی ہے اچانک سے؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایڈم گیلی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر ہلکے سے اثبات میں گردن ہلائی۔

"مگر..... کیسے؟" تالیہ کچھ سمجھ نہ پا رہی تھی۔ ایڈم نے دھیرے سے لحاف پہلو سے اٹھایا۔ اس کی قمیض کے نیچے پٹی بندھی نظر آتی تھی۔ جس پہ خون کے دھبے تھے۔

"یا اللہ!" تالیہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے دونوں ہاتھ منہ پہ رکھ لئے۔

"یہ کیسے ہوا؟ کیا تمہارا خون بہہ گیا؟ اوہ نو ایڈم۔" وہ تیزی سے اس کے قریب لپکی۔ "یہ تم نے کیسے ہونے دیا ایڈم؟ تم نے خیال کیوں نہیں کیا؟ یہ چوٹ کیسے آئی؟ اف..... یا اللہ!"

وہ گھٹنوں کے بل بستر کے قریب زمین پہ بیٹھتی گئی۔ سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ پھر اس کی خاموشی پہ سر اٹھایا تو وہ بس پژمردہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں گیلی تھیں۔ اور سفید پپڑی زدہ لب خاموش۔

"تم..... تم اتنی بے احتیاطی کیسے کر سکتے ہو؟" اس کی اپنی آنکھوں میں بھی پانی آنے لگا۔ "تم نے اپنا خیال کیوں نہیں رکھا؟ بابا نے کتنا سمجھایا تھا تمہیں کہ تم خون نہیں بہنے دو گے مگر یہ سب کیسے ہوا؟ اوہ ایڈم..... اوہ ایڈم!" وہ دکھ اور غصے سے کہہ رہی تھی۔

ایڈم چپ چاپ اسے دیکھے گیا۔ پھر ایک دم اس نے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ تالیہ کی طرف اس کے سر کی پشت ہو گئی۔

"میں اتنی گلٹی تھی کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ تمہارا دایاں بازو..... میں نے اس پہ زخم لگوایا تھا..... میری وجہ سے پہلی دفعہ تمہارا خون بہا تھا۔ مگر اب..... یہ کیا ہو گیا؟"

موٹے موٹے گرم آنسو اس کے چہرے پہ گرنے لگے۔ پھر اس نے سر اٹھایا۔ اور ادھر ادھر دیکھا۔ "اور مجھے کسی نے نہیں بتایا؟ یہ کب ہوا؟ کیا طبیب نے تمہیں دیکھا؟ کیا....." وہ کہتے کہتے رک گئی۔

بستر کی تپائی پہ دواؤں کی طشت دھری تھی۔ وہ طشت سنہری تھا اور محل کے اندر استعمال ہوتا تھا۔ ساتھ ہی ایک کاغذ پہ لکھا ہدایات نامہ آویزاں تھا۔ وہ ہدایت نامہ شاہی طبیب کی مہر کے ساتھ لکھا گیا تھا۔ اس نے کل شام شاہی طبیب کو محل سے نکلتے بھی دیکھا تھا۔

تالیہ کی پتھرائی ہوئی نظروں نے کمرے کا جائزہ لیا۔

کمرے میں جگہ جگہ پھل رکھے تھے۔ تازہ پھول۔ خشک میوے تازہ۔ لباس کے صندوق۔ نئے جوتے۔ جیسے شاہی حکم نامے پہ سارے انتظامات کروائے گئے ہوں۔ جیسے حکم دینے والے کو معلوم ہو کہ مریض اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے گا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مرادراجہ!" وہ مٹھیاں بھینچ کے اٹھی اور آنسو گر گئے۔ "یہ سب مرادراجہ نے کیا ہے' ہے نا؟ تا کہ تم....تم جلد از جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ تا کہ اس دنیا سے میرا رابطہ ٹوٹ جائے۔ بابا....یہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔"

غصے میں بولتی اٹھی اور دروازے کی طرف لپکی۔ پھر چوکھٹ تک رکی اور پلٹ کے اسے دیکھا۔ وہ ابھی تک گردن دوسری طرف موڑے لیٹا تھا۔ اس میں جیسے اب تو انائی نہ رہی تھی۔

نہ کسی کو مورد الزام ٹھہرانے کی۔ نہ حساب کتاب لینے کی۔ وہ اتنا دکھی تھا کہ بات تک نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"یعنی اب ہمارے پاس ایک ماہ ہے' ایڈم۔" اس کا ذہن حساب کتاب کر رہا تھا۔ "تم فکر نہ کرو۔ تالیہ تمہیں اس جہنم سے ایک ماہ میں نجات دلا کے رہے گی۔" اس نے ناک سے گیلی سانس اندر کو کھینچی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

"بندا ہارا کہاں ہیں؟" کتب خانے سے نکلتے ہی ملاکہ کی شہزادی نے غرا کے بلند آواز میں پوچھا۔ دربان نے لاعلمی کا اظہار کیا' مگر اندر آتے دو سپاہی فوراً اس کی طرف بھاگے آئے۔

"وہ ابھی ابھی سلطنت محل کی طرف گئے ہیں۔ اپنے نئے مشیر کے ساتھ۔"

"میری سواری تیار کرو۔ مجھے ان کے پاس جانا ہے۔ ابھی....." نئے مشیر والی بات اس نے نہیں سنی تھی۔ بس چلا کے بولی اور آگے بڑھ گئی۔ اس کی رنگت سرخ دہک رہی تھی اور سانس پھولا ہوا تھا۔ جیسے اس کا بس نہ چلتا ہو وہ سارے ملاکہ کو آگ لگا دے۔

☆☆=========☆☆

بھوری لکڑی سے بنا سلطنت محل دھوپ میں چمک رہا تھا۔ جگہ جگہ مسلح پہریدار حفاظت پہ مامور کھڑے تھے۔ دور دور تک سبزہ زار سے بھرے باغیچے نظر آ رہے تھے جن میں موسمی پھول اگے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور ایسے ہی داخلی دروازے سے مختلف لوگ اندر آتے دکھائی دے رہے تھے۔ وزرا مشیران' اپنی اپنی ٹولیوں میں سر جوڑے' گفتگو کرتے گزرگاہ پہ آگے بڑھ رہے تھے۔

گھوڑے غلاموں کے حوالے کر کے.....مرادراجہ اب روش پہ پیدل چل رہا تھا۔ چہرے پہ سنجیدگی اور گہری سوچ چھائی تھی۔ اس سے فاصلہ رکھے چند مصاحبوں کے ساتھ فاتح چلا آ رہا تھا۔ دفعتاً ان مصاحبوں میں سے ایک آگے آیا اور راجہ کے کندھے برابر چلتے ہوئے سرگوشی کی۔

"راجہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ اس آدمی کو مشیر کا عہدہ دے رہے ہیں؟ اس کی وجہ سے ہم مشکل میں پھنسے تھے۔ سارا سونا چلا گیا۔" وہ عارف تھا اور شدید ناخوش لگتا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official   #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اگر میں اسے انکار کرتا تو یہ اپنی پیشکش لے کر کسی اور کے پاس چلا جاتا۔" وہ دبا دبا سا بولا۔ "اور اس کے پاس ایسے کاغذی ثبوت ہوں گے جو یہ سلطان کو دکھا کے مجھے اور تاشہ کو سلطان کا نافرمان ثابت کر سکتا ہے۔"

"ہم اس کو قید میں ڈال سکتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں کر سکے گا۔"

"پچھلی دفعہ بھی قید میں ڈالا تھا۔ اس کے پاس تب بھی منصوبہ تھا' اب بھی ہو گا۔ مجھے اس کی پیشکش پسند آئی ہے۔ اس کو ہمارے لئے کام کرنے دو۔" راجہ اطمینان سے کہتا لمبے ڈگ بھر رہا تھا۔

"لیکن اگر اس نے ہمیں نقصان پہنچایا تو؟"

"تو اچھا ہے۔ اگر اس نے ہمیں نقصان دینا ہے تو دور کی بجائے قریب سے پہنچائے۔ ہمیں بھی اس پہ نظر رکھنے میں آسانی رہے گی۔"

"آپ غلطی کر رہے ہیں' راجہ۔"

"نہیں' عارف۔ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ اس کی بات سچی ثابت ہو گی۔" مراد کی آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔ عارف نے تلملا کے گردن موڑی اور فاصلے پہ پیچھے آتے اس کشادہ پیشانی والے مرد کو دیکھا جو اسے دیکھ کے مسکرایا تھا۔ کبھی یہ بوسیدہ لباس میں وانگ لی کے پیچھے غلام کی طرح چلتا ہوا محل میں داخل ہوا کرتا تھا اور آج یہ اسی محل میں.... اسی دربار میں قیمتی پوشاک پہنے' بندا ہارا کے ایک مشیر کے طور پہ داخل ہو گا؟ عارف کے اندر بھانبڑ جلنے لگے۔ مگر وہ ضبط کرنے پہ مجبور تھا۔

دربار لگنے میں ابھی وقت تھا۔ مراد راجہ چوکھٹ تک پہنچ کے دوسرے امراء اور مشیران کے ساتھ محوِ گفتگو ہو گیا۔ فاتح فاصلے پہ کھڑا تھا اور چوکنی نظروں سے اطراف کا جائزہ لے رہا تھا جب ایک سپاہی اس کے قریب آ کے کھنکھارا۔

"ملکہ آپ کو یاد فرما رہی ہیں۔"

وان فاتح نے گہری سانس لی۔ وہ جانتا تھا سلطنت محل میں دوبارہ قدم رکھتے ہی ملکہ کسی آدم بو کی طرح اس کی بو پا لے گی۔ مگر وہ اس لمحے کے لئے تیار تھا۔

سپاہی اسے پائیں باغ تک لے آیا اور واپس مڑ گیا۔ سامنے پھولوں کی باڑ تھی جہاں ملکہ یان سو فو اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔ اس نے چینی طرز کا لمبا زرق برق لباس پہن رکھا تھا اور بالوں کے جوڑے میں سونے کی ہیئر پن اڑا رکھی تھی۔ سر پہ تاج بھی سجا تھا۔

فاتح گھاس پہ قدم رکھتا اس کے عین عقب میں آ کھڑا ہوا۔

"مجھے ایک کنیز نے بتایا کہ تم مراد راجہ کے ساتھ آئے ہو تو مجھے یقین نہیں آیا۔ وانگ لی نے بھی یہی بتایا تو مجھے گمان گزرا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہ وہ مذاق کر رہا ہے۔ آخر تم میں اتنی ہمت کیسے ہو سکتی ہے کہ مجھ سے....." وہ چچا چچا کے کہتی مڑی اور غصے سے اسے دیکھا۔" مجھ سے دھوکہ کر کے.....مراد راجہ کو تباہ کرنے کے وعدے سے مکر کے...تاشہ کو دور لے جانے کا معاہدہ کر کے....تم تین دن بعد واپس آ کھڑے ہو گے؟ واہ غلام فاتح۔ واہ۔" ملکہ نے طنز سے تالی بجائی۔ وہ سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتا رہا۔ بولا کچھ نہیں۔

"میں نے تمہارا نکاح کروایا تھا شہزادی سے۔ اس لئے تاکہ تم اسے لے کر دور چلے جاؤ۔ مگر تم اسی دربار میں جا رہے ہو جہاں مرسل شاہ تخت پہ براجمان ہے۔ جانتے ہو تمہارے نکاح نامے کی تیسری نقل میرے پاس ہے؟" وہ شعلہ بار نظریں اس پہ جمائے غرائی۔" اگر ابھی میں نے وہ نقل سلطان کے سامنے رکھ دی تو کیا تم اپنی گردن سلامت لئے آج کی تاریخ میں اس محل سے باہر جا سکو گے؟"

"جب میں اپنی دنیا سے یہاں آیا تھا ملکہ عالیہ تو تاشہ ایک بات جانتی تھی۔ کہ کسی نے اس کے گاؤں کو جلا دیا تھا۔ چن چن کے جادوگر مارے گئے تھے۔" وہ دھیمی آواز میں گویا ہوا۔" اور یہ سب کرنے والی چینی شہزادی تھی جس نے سلطان کا دل صرف اس ایک وجہ سے جیتا تھا۔ مرسل شاہ اور اس کے آباؤ اجداد نے جادوگروں کے خلاف سخت قوانین بنائے تھے۔ جادوگروں سے ایک لمبی جنگ لڑی تھی انہوں نے۔ اسی لئے مراد راجہ کو جادو کے شبے میں جلا وطن کیا گیا تھا۔ مگر مراد راجہ کو واپس آنے کی یہی صورت ملی کہ وہ جادوگروں کے خلاف غداری کرے اور آپ کے پاس سلطان کا دل جیتنے کا ایک ہی حربہ تھا کہ آپ جادوگروں کے خلاف کارروائی کریں۔ مگر کیا سلطان یہ جانتا ہے کہ آپ خود جادوگرنی ہیں۔ اگر میں اسے یہ بتا دوں تو کیا آپ اپنی گردن کے ساتھ اس باغیچے میں گھوم سکیں گی؟"

یان سوفو کی رنگت سرخ پڑ گئی۔ وہ پھنکاری۔

"میں تمہاری دھمکی سے نہیں ڈرتی۔"

"اس نکاح نامے کی دوسری نقل سے بھی نہیں ڈرتیں آپ جو میرے پاس ہے؟ اگر میں قاضی اور گواہوں کو سلطان کے محل میں لے جاؤں اور وہ یہ کہیں کہ انعام کا لالچ دے کر یہ سب آپ نے کروایا تھا تو وانگ لی یا آپ کی صفائیوں کی کیا حیثیت رہ جائے گی؟ آپ بھول جاتی ہیں کہ آپ چینی ہیں۔ ملے نہیں۔ آپ ہمیشہ غیر رہیں گی۔"

"تم!" اس نے مٹھی بھینچی۔" میں نے تمہارے ساتھ بھلائی کی اور تم....."

"میں کل جب آپ کی دنیا میں واپس آیا تھا تو مجھے ایک بات معلوم تھی۔ اور میرے ہر قدم کے پیچھے وہی ایک بات کارفرما رہے گی۔" وہ چند قدم قریب آیا۔ ملکہ کے اتنے قریب کہ یان سوفو کو اس کے پیچھے سورج نظر آنا بند ہو گیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"وہ یہ کہ تم نے.... یان سوفو.... تم نے میری زندگی کو وہ نقصان پہنچائے ہیں جو کوئی اور نہیں پہنچا سکتا تھا۔" وہ اس کے قریب چہرہ کیے اتنے سرد لہجے میں پھنکارا کہ یان سوفو ساکت رہ گئی۔

"تمہارے جادو نے مجھے وہ بات بتائی جو مجھے معلوم نہ ہونا بہتر تھی۔ اس بات نے تمہاری دنیا سے میری دنیا تک میرا پیچھا کیا۔ اس ایک بات کو نہ بھلانے کے لئے میں نے تاشہ کی زندگی کو خود سے باندھ دیا۔ میرے بچوں کی ماں نے خودکشی کر لی۔ میرے ہاتھ سے میری کرسی چلی گئی۔ یہ سب تمہارے اس ایک راز کو کھولنے سے ہوا جس کو کھولنے کا حق تمہیں نہ تھا' یان سوفو۔ جو راز قدرت نے ڈھانک دیے ہوں' انسانوں کو انہیں فاش نہیں کرنا چاہیے ورنہ بہت سی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔ تم ملاکہ کی وہ جادوگرنی' وہ بلا ہو یان سوفو' جس کے راز فاش کرنا اب میری زندگی کا مقصد ہے۔ میں یہ فیصلہ کر کے واپس آیا تھا کہ میرا ہر عمل تمہارے خلاف ہو گا۔ میرا ہر قدم تمہاری تباہی کے لئے اٹھے گا۔"

"تم!" یان سوفو نے بپھر کے اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا مگر وان فاتح نے سختی سے اس کی کلائی دبوچی اور اسے نیچے جھٹکا دیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چبا چبا کے بولا۔

"تم شہزادی تاشہ سے دور رہو گی۔ تم اس کو نقصان پہنچانے کا سوچو گی بھی نہیں' یان سوفو۔ مگر مجھے معلوم ہے تم اپنی فطرت سے باز نہیں آؤ گی اس لئے یاد رکھنا....." جھٹکے سے اس کی کلائی نیچے جھٹکی۔ "میں تمہیں تباہ کیے بغیر ملاکہ سے نہیں جاؤں گا۔ میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں' یان سوفو۔ تمہارے ہر قدم پہ میری نظر ہے۔ تمہیں میرے سائے سے بھی دور بھاگنا چاہیے۔"

یان سوفو کے گال سرخ دہک رہے تھے مگر وہ ساکت ہو چکی تھی۔ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پا رہی تھی۔ وہ ایک نگاہ غلط اس پہ ڈال کے مڑ گیا اور یان سوفو نے زور سے پیر پٹخا۔

اس نے مداخلت یا سن گوئیوں سے بچنے کے لئے غلاموں اور کنیزوں کو باغیچے سے دور رکھ کے غلطی کی تھی۔

☆☆=========☆☆

دربار معمول کے انداز میں سجا تھا۔ دونوں طرف کرسیوں کی قطاریں لگی تھیں۔ درمیان میں قالین سے مزین گزرگاہ تھی جس کا اختتام تین زینوں پہ ہوتا تھا۔ زینوں کے اوپر سنہری چبوترہ تھا جس پہ تخت بچھا تھا۔ تخت پہ مرسل شاہ براجمان تھا اور اس کے پیچھے محافظ پنکھے لئے کھڑے تھے۔

سنہری تاروں والی قبا پہنے' سر پہ ہیروں سے مرصع پگڑی نما تاج سجائے' وہ نوجوان سلطان ایک ہاتھ گھٹنے پہ رکھے' کافی پھیل کے تخت پہ براجمان تھا۔ شاہی آداب کے مطابق انسان اپنی نشست پہ جتنی جگہ گھیرتا ہے' اتنا طاقتور اور رعب دار نظر آتا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔اس لیے وہ ایسے ہی بیٹھا کرتا تھا۔ ہرے پہ زمانے بھر کا غرور اور بے پرواہی تھی۔

بائیں ہاتھ کی قطار میں پہلی کرسی مراد راجہ کی تھی۔ مراد اپنی جگہ پہ کھڑا ہوا ایک کاغذ سے کچھ پڑھ کے سنا رہا تھا۔ اس کے عقب میں وان فاتح کھڑا تھا۔ اس کے کندھوں پہ سیاہ قبا تھی اور وہ ہاتھ پیچھے کر کے باندھے' خاموشی سے مراد کو کارروائی میں حصہ لیتے دیکھ رہا تھا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا کہ سامنے والی قطار میں بیٹھا سن باؤ اپنی چھوٹی چینی آنکھوں سے اسے گھورے جا رہا ہے۔

"مراد راجہ۔ ضابطے کی کارروائی چھوڑو۔ میرے سوال کا جواب دو۔" نوجوان سلطان نے بیزاری سے اس کی بات کاٹی اور انگلی اٹھا کے سوال پوچھا۔ "کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل تم نے غلاموں کی آزادی کا حکم دیا تھا اور دوسرے روساء کو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنے غلام آزاد کر دیں۔"

مراد رک گیا۔ پہلے اس نے آنکھیں پھیر کے وان تی کو دیکھا جو ہلکا سا مسکرایا۔ پھر ابوالخیر پہ نظر پڑی۔ اس کی آنکھوں میں بھی مسکراہٹ تھی۔ یعنی اس کی چغلی کھانے میں وہ دونوں پیش پیش تھے۔ مراد کو ایک دم اپنا آپ بہت تنہا محسوس ہوا۔ وہ کھنکھارا۔

"میرے آقا.... یہ غلام شدید کسمپرسی کے عالم میں زندگی گزار رہے تھے اور...."

"اور ہمارے علم میں یہ بھی لایا گیا ہے کہ غلاموں کے جانے سے اہم عہدوں پہ مامور ہمارے امراء اور وزراء کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔" مرسل شاہ تندی سے اسے گھور رہا تھا۔

"میرے آقا.... ان غلاموں کو اگر آزاد نہ کیا جاتا تو...."

"کیا یہ درست ہے مراد راجہ کہ آپ اپنے محل کے سامنے اکٹھے ہونے والے چند لوگوں کے دباؤ میں آ گئے اور ہار مان لی؟"

مرسل شاہ کی برہم آواز نے سارے میں سناٹا طاری کر دیا۔

"مراد راجہ..... آپ کے اس قدم کی وجہ سے.... جس کے لئے آپ نے ہم سے اجازت طلب کرنا بھی مناسب نہیں سمجھی..... کتنے کاموں کو نقصان پہنچایا ہے' آپ کو اندازہ ہے؟ وزیر خزانہ اپنے کام مکمل نہیں کر سکے۔ چینی سفیر جو چین سے قرضے کی رقم لانے والے جہاز کی نگرانی کر رہے تھے' ان کے پاس اس خزانے کی حفاظت کے لئے ضروری افراد نہیں ہیں۔ غرض خدمتگاروں کو آزاد کر دینے سے ہر کام متاثر ہو رہا ہے۔"

اس بات کو چار روز گزر چکے تھے مگر مرسل شاہ کو صبح صبح ملکہ' سن باؤ اور ابوالخیر نے الگ الگ یہ خبر پہنچائی تھی۔ تالیہ' ایڈم اور

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فاتح "چار" روز پہلے جس طرح قدیم ملاکہ سے نکلے تھے' اس نے مراد راجہ کو شدید مشکلات میں پھنسا دیا تھا۔ سب خاموشی سے سے دیکھ رہے تھے جو اپنی جگہ پہ کھڑا اپنا جواب سوچ اور تول رہا تھا۔

"میرے آقا.... میں جانتا ہوں کہ....."

"یہ آپ کی شادی کے لئے کیا گیا ہے' آقا۔"

مراد راجہ پل بھر کو ساکت رہ گیا۔ پھر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔ اس نے غصے سے گردن موڑی اور اپنے پیچھے کھڑے آدمی کو دیکھا جس کے کندھوں پہ سیاہ شال تھا اور وہ اٹھی گردن کے ساتھ سلطان سے مخاطب تھا۔

"اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں وضاحت کروں' آقا؟" ساتھ ہی سر کو خم دیا۔ اس کے انداز میں بغاوت نہ تھی۔ نرمی تھی۔ آداب تھے۔ اخلاق تھا۔

"خاموش!" مراد نے دبی آواز میں اسے جھڑکا۔ مرسل شاہ نے چونک کے اس نئے درباری کو دیکھا' اور ماتھے پہ بل ڈالے۔ "تم کون؟ اور تم بغیر اجازت ہماری گفتگو میں کیسے مداخلت کر سکتے ہو؟"

درباری مڑ مڑ کے دیکھنے لگے۔ سن ہاؤ کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔ اس نے پہلو بدلا۔

"میرے آقا.... آپ کے والد نے اس دربار کے قوانین بنائے تھے جن کے مطابق وزراء کے مشیران بوقتِ ضرورت اپنی تجاویز دے سکتے ہیں۔ میں بنداہارا کا مشیر ہوں اور آپ کے والد کے قانون کی وجہ سے بولنے کا پابند ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو....." وہ کرسیوں کے پیچھے سے نکل کے سامنے آیا' روش پہ سلطان کے سامنے کھڑا ہوا' اور سر جھکا کے تعظیم پیش کی۔ پھر گردن اٹھا کے اسی نرم مسکراہٹ سے سلطان کو دیکھا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں وضاحت کر سکتا ہوں کہ غلام آپ کی شادی کے لئے کیوں آزاد کیے گئے ہیں۔"

مراد نے لب بھینچ کے پریشانی سے اسے دیکھا۔ اب وہ اسے نہیں روک سکتا تھا۔ مرسل شاہ کی پیشانی شکن آلود تھی مگر اس نے اکھڑے اکھڑے انداز میں کہا۔ "بولو۔"

"آقا یہ حکم صرف مسلمان غلاموں کے لئے جاری کیا گیا تھا جو اغوا یا ظلم سے جبری غلام بنائے گئے تھے۔ سن ہاؤ وانگ لی کے پاس بندرگاہ پہ جو لوگ کام کر رہے ہیں' ان میں سے صرف سات غلام مسلمان تھے۔ وزیرِ خزانہ ابوالخیر کے غلاموں میں سے صرف نصف مسلمان تھے۔ اسی طرح باقی امراء و رؤساء کے غیر مسلم جائز غلام ان کے پاس کام کر رہے ہیں۔ اور جو مسلمان غلام آزاد کیے گئے تھے' ان کو ان سب نے دوبارہ سے یومیہ اجرت پہ ملازم رکھ لیا ہے۔ آپ کے شاہی دستے جا کے ان کی حویلیوں کا خود جائزہ لے سکتے ہیں۔ اگر ان حضرات سے امورِ سلطنت میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی وجہ غلاموں کا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ ہونا نہیں ہے۔ ان سب کے پاس مطلوبہ افرادی قوت آج بھی موجود ہے۔“

اس کی بات پہ کسی کا سر شرمندگی سے نہ جھکا نہ کوئی جز بز ہوا۔ کیا سن باؤ اور کیا ابو الخیر' سب ڈھٹائی سے خاموشی سے سنے گئے۔ مرسل شاہ نے بھی اپنی غلطی کی تصحیح پہ بجائے اپنے امراء سے پوچھنے کے' ماتھے پہ بل ڈالے اس سیاہ قبا والے دراز قد آدمی کو دیکھا۔

”ہمارا سوال اب بھی وہیں ہے' مشیر۔ اس کا ہماری شادی سے کیا تعلق؟“

”آقا.... یہ شرط شہزادی تاشہ کی تھی۔“ وہ اسی نرمی سے بتانے لگا۔ ”ان کا حکم تھا کہ ان کا عروسی لباس جو سفید رنگ کا ہے' اسے صرف مسلمان کاریگر ہی بنائیں گے۔ اس لئے ہمیں ایک کثیر تعداد میں کاریگر چاہیے تھے۔“

مرسل کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ ماتھے کی شکنیں بھی غائب ہونے لگیں۔ اس نے ابرو اٹھایا۔

”اچھا... تو کیا وہ غلام شہزادی کا لباس تیار کرنے میں لگے ہیں؟“

”نہیں آقا... کیونکہ.... ان غلاموں کو ان کے سابق مالکوں نے واپس یومیہ اجرت پہ رکھ لیا ہے۔ اور ان کے کاموں سے وہ اتنے تھک جاتے ہیں کہ ان میں کاریگری کی ہمت نہیں رہتی۔“

سن باؤ کے ساتھ بیٹھے مشیر نے دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ ”یہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ شہزادی کے لباس کی بات کہاں ہوئی تھی؟“

”یہ جیا کا غلام فاتح ہے۔ کیا تم نے نہیں پہچانا؟ اگر یہ کہے گا کہ ایسا ہے تو غلام اندھا دھند اس کی بات کی تائید بھی کر دیں گے۔“ سن باؤ نے دھیمی آواز میں اسے گھر کا۔

”ہوں۔“ سلطان نے پہلو بدلا۔ اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ ”تو کیا ہمارے پاس کوئی شاہی کاریگر نہیں جو لباس بنا سکیں؟“

”ہیں' میرے آقا۔ اور اب وہی لباس بنائیں گے مگر اس کی وجہ سے تاخیر ہو جائے گی۔ جتنے کم کاریگر' اتنی تاخیر۔“ اس کے ساتھ ہی اس نے سر جھکایا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹا واپس اپنی جگہ پہ جا کھڑا ہوا۔

مراد راجہ اس دوران مختلف کیفیات کا شکار ہوا تھا۔ ان میں جھنجلاہٹ واضح تھی۔ البتہ اب کے وہ ضبط سے کھنکھارا۔

”آقا.... اگر آپ کو اس بات پہ اعتراض ہے تو ہم اس حکم نامے کو واپس لے سکتے ہیں۔ یا کوئی اور حل جو آپ کی نظر میں ہو؟“

”ہوں۔ ہم کوئی حل نکالتے ہیں۔“ مرسل سب کی خود پہ مرکوز جواب طلب نظروں سے ایک دم جز بز ہوا اور قبا جھٹک کے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام افراد بھی تیزی سے کھڑے ہوئے اور سر جھکا دیے۔ مرسل شاہ اٹھی گردن کے ساتھ نیچے اترا اور روش پہ چلتا آگے بڑھتا گیا۔

مراد کے قریب وہ رکا۔ ایک نظر اس کے پیچھے کھڑے آدمی کو دیکھا جو گہری نظروں سے مرسل کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں مرسل کے اندر تک اترتی تھیں۔ اس بار ان میں ادب نہ تھا۔ بلکہ چبھن تھیں۔

بظاہر کچھ قابلِ گرفت نہ تھا اور نہ وہ اس آدمی کو گرفتار کروا سکتا تھا۔ مگر کچھ غیر آرام دہ تھا اس شخص میں۔ لیکن فی الوقت.....وہ نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا۔

دربار برخاست ہوا تو مراد راجہ طیش سے اس کی طرف گھوما۔

"مجھے تمہاری حمایت کی ضرورت نہیں تھی۔"

وہ ہلکا سا مسکرایا اور راجہ کی طرف جھکا۔

"میں آپ کی حمایت نہیں کر رہا تھا۔ میں دربار میں سلطان اور وزراء سے اپنا تعارف کروا رہا تھا۔ تا کہ آپ یہ جان لیں کہ مجھے توجہ گھیرنے کی عادت ہے۔ اگر آپ مجھے اپنا مشیر نہیں رکھیں گے تو ان میں سے کوئی بھی مجھے ہاتھوں ہاتھ لے لے گا۔ حتیٰ کہ سلطان بھی۔ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ آپ کو وان فاتح اپنے خلاف چاہیے یا اپنے ساتھ۔" اور سر جھکا کے مسکرا کے اسے دیکھا۔ "راجہ!" اور پیچھے ہٹ گیا۔

مراد راجہ لاجواب ہو کے خاموش ہو گیا۔ پھر ماتھے پہ بل لیے آگے بڑھ گیا۔ وہ اپنے نئے مشیر سے ناخوش نظر آتا تھا مگر وہ اسے خود سے جدا بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ عجیب دوراہے پہ پھنس گیا تھا۔ ساری الجھنوں کے سرے پہ بس ایک خیال جگمگاتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

وہ ملاکہ کا آنے والا سلطان بنے گا۔ سلطان مراد راجہ۔ اور یہ ایک خیال بہت سے کڑوے گھونٹوں کو امرت میں بدل رہا تھا۔

مراد راجہ انہی سوچوں میں گم دربار سے نکل کے باغ کے درمیان بنی روش سے گزر رہا تھا کہ سامنے سے آتی تالیہ کو دیکھ کے رفتار سست ہوئی۔ گہری سانس اندر کو کھینچی۔ (تو وہ مورخ کی حالت دیکھ آئی تھی۔)

وہ لباس پہلوؤں سے اٹھائے لال بھبھوکا چہرہ لیے چلی آرہی تھی۔ مراد کے عین سامنے آ کے وہ رکی۔ اور غصیلی نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ نے آدم کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ ہاں؟ کیا میں اس کو آپ کے پاس اس لئے لائی تھی کہ آپ اسے آدھا مار دیں؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مراد نے اتنی ہی برہم نظروں سے اسے دیکھا۔" میرے اوپر چلانے سے پہلے یہ یاد رکھو کہ تمہاری وجہ سے میں اس وقت معتوب ٹھہرایا جا رہا ہوں۔ جو تمہارے ساتھیوں نے میرے ساتھ کیا' اس کے بعد بھی اگر میں دوا کا نسخہ دے رہا ہوں تو اسے غنیمت سمجھو۔ مگر مجھ سے یہ توقع مت رکھو کہ میں ایک سال اسے اپنی دنیا میں برداشت کروں گا۔ اس سے کہو اپنی دوا ڈھونڈے اور جائے یہاں سے۔"

"آپ نے اسے کچھ کرنے کے قابل چھوڑا ہے؟" وہ بے بسی بھرے غصے سے بولی۔" آپ نے اسے گھائل کرتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ اس کے بعد میں کیا کروں گی؟"

"کیا کرو گی؟ یہ مت بھولو کہ اس کی دوا کا نسخہ اب بھی صرف میرے پاس ہے۔"

مراد نے ابرو اٹھا کے ٹھہر ٹھہر کے کہا اور تالیہ چپ ہو گئی۔ ایک دم اس کے ترکش کے سارے تیر جیسے راکھ ہو گئے تھے۔ مراد جانتا تھا وہ جان جائے گی کہ ایڈم کے ساتھ یہ سب اس نے کیا ہے اور پھر بھی اس نے ڈنکے کی چوٹ پہ یہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ تالیہ کے پاس چپ کر جانے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ دوا کا نسخہ صرف مراد کے پاس تھا اور وہ اب اس سے نہیں لڑ سکتی تھی۔

"میں بغیر کچھ مانگے تمہارے دوست کی دوا بنا دوں گا۔ ایک ماہ کے اندر اندر مجھے اجزائے ترکیبی لا دو۔ اس سے زیادہ کی توقع مجھ سے مت رکھو۔" وہ سرد مہری سے کہہ کے آگے بڑھ گیا اور وہ بے بسی سے مٹھی بھینچے وہیں کھڑی رہ گئی۔

وہ جتنے غصے میں یہاں آئی تھی' اتنی ہی جلدی ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔ وہ مراد کو کیا دھمکی دے سکتی تھی؟ کہ وہ یہاں سے چلی جائے گی؟ مگر جواب میں وہ کیا مانگتی؟ کہ دوا بنا دو؟ وہ تو مراد پہلے ہی بنا کے دے رہا تھا۔ اس کا دیا گیا نقصان تو اب ایڈم کو پہنچ چکا تھا۔ اب وہ اپنے باپ کو برا بھلا کہے یا اس سے خفا ہو' وہ ایڈم کا کام مزید خراب کرے گی' بہتر نہیں۔ کیا وہ زندگی میں پہلے کبھی اتنی بے بس ہوئی تھی؟ قدیم ملاکہ کی ان دیکھی زنجیریں اسے یہاں قدم جمانے سے پہلے ہی جکڑنے لگ گئی تھیں۔

تالیہ نے گہری گہری سانسیں اندر کو کھینچیں اور خود کو پرسکون کرنا چاہا۔ وہ روش پہ کھڑی تھی۔ دونوں طرف سبز گھاس کے قطعے تھے اور سامنے لکڑی سے بنے محل کی سیڑھیاں تھیں۔ دھوپ محل کی طرف سے آ رہی تھی۔ اور چند لوگ بھی۔ اس نے دھوپ سے بچنے کو ماتھے پہ انگوٹھیوں والے ہاتھ سے چھجا بنایا۔

منظر واضح ہوا۔ سامنے سے آتے سپاہیوں کے ساتھ چلتا سیاہ قبا والا شخص..... اس کی مسکراہٹ۔

تالیہ مراد کی رنگت فق ہوئی۔ ہاتھ پہلو میں جا گرا۔ وہ اگلا سانس نہیں لے سکی۔

مصاحبوں کی ٹولی قریب آ چکی تھی۔ شہزادی کو دیکھ کے سب ٹھہر گئے۔ سیاہ قبا والا شخص بھی۔ سر ذرا سا جھکا کے مسکرا کے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بولا۔

"شہزادی!"

اور شہزادی کے تو کاٹو تو بدن میں لہو نہ رہا تھا۔منہ کھولے چند لمحے اسے دیکھے گئی۔اس کے چہرے پہ تیز دھوپ سیدھی پڑ رہی تھی مگر وہاں کسے پرواہ تھی؟

"یہ.....؟" اپنے باپا کے ایک مصاحب کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جس نے جلدی سے وضاحت کی۔

"یہ بندا ہارا کے نئے مشیر ہیں۔"

تالیہ نے بے یقینی سے تیز دھوپ میں مقابل کھڑے شخص کا چہرہ دیکھا۔پھر اس کی سیاہ قبا کو۔

پھر اس کے نیچے پہنے سفید قمیص لباس کو۔

آنکھیں واپس اٹھیں۔اور اس کے چہرے پہ رکیں۔پھر تالیہ نے ابرو اٹھایا اور بنا لب آواز کے لب ہلائے۔

"سیریسلی؟"

فاتح مسکرا کے اسے دیکھتا رہا۔اس نے بازو نیچے کر کے ہاتھ باہم ملا رکھے تھے اور نظریں اس کی آنکھوں سے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہٹائی تھیں۔

نسوانی مجسمے میں حرکت ہوئی۔یوں جیسے مجسمے کے سفید گالوں پہ کسی نے سرخی گھول دی ہو جو آہستہ آہستہ اس کے سارے چہرے کو سرخ کرنے لگی تھی۔

"آپ!" وہ دانت پہ دانت جما کے بولی۔"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں جبکہ میں نے آپ کو سکوں کی پوٹلی دی تھی اور....."

"اس کے لئے شکریہ شہزادی۔میں نے اس سے ایک گھوڑا خریدا اور چند ضروری چیزیں تا کہ مراد راجہ سے ملاقات میں آسانی ہو۔" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔اب وہ اس کے اتنا قریب آچکا تھا' کہ اس کے عقب میں سورج چھپ گیا تھا۔

"آپ.....آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟" مارے ضبط کے وہ بے بسی سے بولی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔"آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔خاموشی سے کہیں دور انتظار کرنا چاہیے تھا تا کہ....."

"سنو حالم۔" اس نے آواز دھیمی کی اور سر اس کی طرف جھکایا' پھر آہستہ سے اپنی زبان میں بولا۔"تمہیں فیصلہ کرنے کا اختیار کے ایل میں دیا تھا میں نے مگر تم نے میری بات نہیں مانی۔جب تم میرے کہنے پہ فرار ترک نہیں کر سکتی تھیں تو میں تمہارے کہنے پہ فرار کیوں اختیار کروں گا؟" اور چہرہ واپس سیدھا کیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ.....آپ مجھے سزا دینے کے لئے خود کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ اس سب کا اثر ایڈم پہ پڑے گا۔'' وہ پریشانی سے بولی۔ دونوں روش کے وسط میں کھڑے تھے اور دوسرے لوگ آس پاس سے گزر رہے تھے۔

''ساری دنیا آپ کے گرد نہیں گھومتی' شہزادی تاشہ۔ میں آپ کے احکامات کے تابع نہیں ہوں۔'' وہاں بے نیازی سی بے نیازی تھی۔

''آپ ملکہ' سن ہاؤ اور ہاپا سب کو دشمن بنا کے گئے تھے تو انکو۔ آپ دن کی روشنی میں یہاں کیسے واپس آ سکتے ہیں؟''

''میں نے یہ دشمن صرف ہم تینوں کو اس دنیا سے نکالنے کے لئے بنائے تھے۔ تمہیں واپس آتے وقت یہ سب سوچنا چاہیے تھا۔''

''مگر آپ.....آپ ہاپا کے مشیر کیسے بن سکتے ہیں؟'' اور پھر وہ ٹھٹکی۔ کچھ یاد آیا۔ ''تو وہ بنگارایا ملایو میں جس شخص کا ذکر تھا ..... ہاپا کا سلطان ساز..... وہ آپ تھے؟ یا اللہ۔'' اس نے کراہ کے پیشانی کو چھوا۔ وہ کھڑا مسکراتا رہا۔

''فاتح.....پلیز.....آپ ہاپا کو نہیں جانتے۔ اگر آپ یہ سب مجھے واپس لے جانے کے لئے کر رہے ہیں تو یہ بے سود ہے۔ اور اگر.....'' اسے خیال گزرا۔ ''اگر آپ ہمارے قریب اس لئے رہنا چاہتے ہیں کہ مجھے سلطان سے شادی سے روک سکیں تو آپ جانتے ہیں۔ میں نے وہ سب غصے میں کہا تھا۔ میں کبھی بھی سلطان سے شادی نہیں کروں گی۔''

اس نے فکرمندی سے یقین دلانا چاہا۔ فاتح نے ایک دفعہ پھر چہرہ اس کی طرف جھکایا۔

"As if I care?"

اور ایک بے نیاز نظر اس پہ ڈالتا اس کے ایک طرف سے نکل کے آگے بڑھ گیا۔

تالیہ نے بے یقینی سے مڑ کے اسے واپس جاتے دیکھا' پھر ایک دم انگریزی میں پکار کے کہا۔

''آپ اس شخص کے سلطان ساز کیسے بن سکتے ہیں جو آپ کو نہ پسند کرتا ہے نہ آپ پہ اعتبار کرتا ہے۔''

سیاہ قبا والا آدمی رکا اور مڑ کے اسے دیکھا۔ اب سورج تالیہ کی پشت پہ تھا' اس لئے فاتح کی مسکراتی آنکھیں چندھیا گئیں۔

''واقعی.....ایسے شخص کا سلطان ساز بننا آسان نہیں جو نہ آپ کو پسند کرتا ہو' اور نہ آپ پہ اعتبار کرتا ہو۔ یہ ایک آرٹ ہے جو میں نے کسی اور زمانے میں کسی اور کو کرتے دیکھا تھا۔''

جتا کے بولا' پھر سر کو خم دے کر دوبارہ تعظیم پیش کی اور پلٹ گیا۔ مصاحب اور سپاہی اس کے عقب میں چل دیے۔ تالیہ نے سپاہیوں کے گروہ میں سے ایک کو گھورتے ہوئے انگلی سے واپس آنے کا اشارہ کیا۔ وہ فوراً اس کے سامنے آیا اور سر جھکا دیا۔

''جی' شہزادی؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجھے ساری کتھا سناؤ۔ یہ جیا کا غلام فاتح میرے بابا کا مشیر کیسے بنا؟''

سپاہی نے صبح جو دیکھا تھا' کہہ سنایا۔ ''راجہ اور وہ گھوڑوں پہ کھڑے بات کرتے رہے۔ پھر راجہ نے حکم دیا کہ اس کا محل میں کمرہ تیار کیا جائے کیونکہ.....''

''کیا؟'' وہ ہکا بکا رہ گئی۔ ''مطلب..... کیا وہ ہمارے محل میں رہے گا؟''

''جی.... جیسے عارف رہتا ہے۔ جیسے.....''

''مثالیں مت دو۔ یہ بتاؤ دربار میں کسی نے اس کے بارے میں کچھ کہا تو نہیں۔''

اور جواب میں سپاہی نے جو اسے بتایا' اسے سن کے تالیہ کا دماغ مزید گھوم گیا۔ شہزادی کا عروسی لباس... کاریگر... یا اللہ... یہ وان فاتح کیا کر رہا تھا؟

وہ چند لمحے کھڑی سوچتی رہی پھر اپنی کنیزوں اور غلام کی طرف گھومی۔

''ملکہ کو خبر دو کہ شہزادی تاشہ آئی ہے۔'' وہ بظاہر سنجیدہ تھی مگر اندر سے پریشان۔ کوئی بھی اس کی منشاء کے مطابق کام نہیں کر رہا تھا۔ ایڈم الگ بیمار پڑا تھا اور وان فاتح کیا کرنا چاہ رہا تھا۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ کتاب میں کیا لکھا تھا آگے کیا ہوگا؟ مگر ایک دفعہ کی پڑھی ہوئی کتاب کی اکثر تفصیلات ذہن سے اس وقت محو ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ بس ایک چیز واضح یاد تھی۔ وہ احمقانہ سات سوال جو تاشہ نے مرسل شاہ کے سامنے رکھے تھے۔ نہیں۔ (اس نے سر جھٹکا۔) وہ من گھڑت ہوں گے۔ آخر میں ایسی شرائط کیوں رکھوں گی؟

دربار اب خالی ہو چکا تھا اور وہاں ملکہ یان سوفو براجمان تھی۔ اب کے اس نے اپنی کنیزوں اور سپاہیوں کو الگ نہیں کیا تھا۔ وہ بڑی شان سے تخت پہ اپنا لباس پھیلا کے بیٹھی' کھلے دروازے سے اندر آتی تالیہ کو دیکھ رہی تھی۔

یان سوفو کو وہ پہلی نظر میں ہی مختلف لگی تھی۔ اس کے بال سیاہ اور چھوٹے تھے اور اس نے ان کو آدھا باندھ رکھا تھا۔ وہ پہلے سے دبلی لگ رہی تھی اور چہرے پہ سختی سی آ گئی تھی۔

وہ چبوترے کے سامنے آ رکی اور تعظیم پیش کر کے گردن اٹھا کے ملکہ کو دیکھا۔

''میں جانتی تھی آپ مجھ سے ملنا چاہیں گی' ملکہ... اسی لئے میں خود ہی آ گئی۔ اس سے قبل کہ آپ مجھ سے کچھ پوچھیں' میں آپ کے تمام سوالوں کا جواب دے دیتی ہوں۔'' وہ ٹھہر ٹھہر کے ملکہ کی آنکھوں میں دیکھ کے کہہ رہی تھی۔

یان سوفو خاموشی سے اسے سنے گئی۔ ساتھ ہی وہ اپنی ایک کلائی کو دوسرے سے سہلا بھی رہی تھی۔

''میں اپنے بابا کے لئے واپس آئی ہوں۔ میں زیادہ دن وہاں نہیں رہ سکی جہاں گئی تھی۔ میرے لئے اب وہاں کچھ نہیں

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

بچا۔اور یہاں..... یہاں بابا کے علاوہ مجھے کسی سے کوئی رشتہ نہیں بنانا۔وہ بات جو میرے اور آپ کے درمیان طے پائی تھی....وہ برقرار ہے۔اور سب ویسے ہی ہو گا جیسے آپ چاہتی ہیں۔"

یان سوفو اپنی آنکھیں اس پہ مرکوز رکھے چپ چاپ بیٹھی رہی۔

"آپ کو میری طرف سے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔میں اس مسئلے سے بابا کی مدد سے چھٹکارا حاصل کرلوں گی۔سلطان مرسل اور میری شادی کبھی نہیں ہو گی۔"

یان سوفو کی خاموشی ہنوز برقرار تھی۔تالیہ رکی اور اسے بولنے کا موقع دیا۔مگر جب وہ نہیں بولی تو وہ کھنکھاری۔

"رہے وہ لوگ جن کی واپسی آپ کو گراں گزر رہی ہے وہ یہاں سے جلد چلے جائیں گے۔آپ بےفکر رہیں۔"

ملکہ نے ہاتھ اٹھایا۔پھر اسے ہلکا سا جھٹکا۔یہ اسے واپس جانے کا اشارہ تھا۔ملکہ کی خاموشی اسے کھلی تھی مگر اس نے سر جھکایا تعظیم پیش کی اور الٹے قدموں واپس ہو لی۔

یان سوفو نے کنیزوں اور سپاہیوں کو دربار سے بھیج دیا اور سن ہاؤ کو بلوایا۔کچھ دیر بعد جہاں تالیہ کھڑی تھی وہاں اب وانگ لی کھڑا ناخوشی سے کہہ رہا تھا۔

"ہمیں اس کو ہلکا نہیں لینا چاہیے۔غلام فاتح۔وہ آج سلطان کی توجہ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔مجھے ڈر ہے وہ کوئی نیا مسئلہ نہ کھڑا کرے۔"

دربار میں اب وہ دونوں اکیلے تھے۔یان سوفو ابھی تک خاموش تھی۔پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔وانگ لی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔وہ ان فاتح کی ان دونوں سے دھوکہ دہی کا مژدہ دہرا رہا تھا۔مگر یان سوفو نہیں سن رہی تھی۔

وہ کامدار لباس پہلوؤں سے اٹھائے تخت کے چبوترے کے زینے اترنے لگی یہاں تک کہ آخری سیڑھی پہ آرکی۔اب وہ وانگ لی کے عین سامنے تھی۔وہ بولتے بولتے رک گیا۔ملکہ کے چہرے پہ کوئی عجیب سا تاثر تھا۔

"وانگ لی۔" وہ بولی تو نظریں دور دربار کی دیوار پہ کندہ خطاطی پہ مرکوز تھیں۔"انسان کے بال کس شے کی علامت ہوتے ہیں؟"

وانگ لی نے تذبذب سے اسے دیکھا۔"بال؟" اس نے سوچنے کے لئے وقفہ لیا۔"انسان کے غرور کے۔تبھی حج کے موقع پہ اللہ کے سامنے سر جھکانے کے لیے انہیں کٹوانا پڑتا ہے۔"

"اور؟ اور کس چیز کو ظاہر کرتے ہیں بال؟"

"انسان کی شخصیت کو...اس کی صحت کو۔وہ کیسی خوراک کھاتا ہے۔اس کے ملک کا موسم کیسا ہے....."

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یان سو فو نے نظروں کا رخ وانگ لی کی طرف موڑا۔ اور پر سوچ انداز میں بولی۔

"بال وقت گزرنے کی علامت ہوتے ہیں۔ ان کی لمبائی بتاتی ہے کہ کتنا وقت گزر چکا ہے۔ ان کو چھوٹا کر دینا بتاتا ہے کہ انسان اپنا وقت بدلنا چاہتا ہے۔ تاشہ کے بال چھوٹے ہو چکے ہیں اور غلام فاتح کے بال پہلے سے ذرا لمبے ہیں۔ اس کے چہرے اور ہاتھوں پہ ان زخموں کے نشانات تک نہیں ہیں جو چار روز پہلے بازار میں آخری دفعہ اس سے ملتے وقت میں نے دیکھے تھے۔ غلام فاتح اور تاشہ ان چہروں کے ساتھ نہیں واپس آئے جن کے ساتھ وہ گئے تھے۔"

"کیا مطلب' ملکہ؟" وانگ لی الجھ کے اسے دیکھے گیا۔

ملکہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ وہ دور خلاء میں جھانکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"غلام فاتح نے مجھ پہ غصہ نکالتے ہوئے ایک بات بے دھیانی میں کہہ دی..... اس نے کہا میں اپنی 'دنیا' سے آپ کی 'دنیا' میں واپس آیا ہوں۔ سن ہاؤ.. کیا یہ ممکن ہے کہ اس زمین پہ کوئی دوسری دنیا بھی وجود رکھتی ہو؟"

"دوسری دنیا؟" وانگ لی ششدر رہ گیا۔ دربار میں سناٹا چھا گیا۔

"ہاں.... جہاں وقت کے گزرنے کا حساب مختلف ہو۔ جہاں سے یہ دونوں واپس آئے ہوں۔ جہاں سے یہ پہلی دفعہ آئے تھے۔" وہ چونک گئی۔ "ہم نے تاشہ کے گاؤں کا پتہ چلایا تھا۔ مگر وہ سب جھوٹ تھا۔ وہ چین کے کسی گاؤں سے نہیں آئی تھی۔ مراد راجہ کی کوئی چینی بیوی تھی ہی نہیں۔ مگر....." وہ خود سے کہہ رہی تھی۔ "میں نے جب بھی تاشہ کا ماضی جاننے کے لئے اپنے پانی میں دیکھنا چاہا' مجھے ایک ہی منظر نظر آیا۔ ایک چھوٹی لڑکی جو جنگل میں جا رہی ہے..... جو جنگل میں کھو جاتی ہے۔ ایک دروازے کے پیچھے.... اور پھر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ میں سمجھی تھی کہ مراد راجہ کا جادو میرے مناظر کا راستہ روک دیتا ہے۔ مگر نہیں۔ میرا منظر درست تھا۔ مراد راجہ کی ایک ہی بچی تھی..... جو جنگل میں کھوئی تھی۔"

"تالیہ بنتِ مراد..... مگر وہ تو چھوٹی سی لڑکی تھی..... اور یہ....."

"اور یہ اس کے کھونے کے چند دن بعد ملی تھی۔ ایک نوجوان لڑکی۔ مراد راجہ نے کہا کہ یہ اس کی کوئی دوسری بیٹی ہے لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ وہی لڑکی ہو؟ یہ کسی ایسی دوسری دنیا میں چلی گئی ہو جہاں وقت کی رفتار مختلف ہو۔"

"ان کے کئی سال اور ہماری ایک گھڑی!" وانگ لی بھی متعجب رہ گیا۔

"تالیہ بنت مراد ہی شہزادی تاشہ ہے' سن ہاؤ۔ اور کل یہ دونوں جو ہمارے سامنے واپس آ کھڑے ہوئے ہیں... یہ دونوں چار روز بعد واپس نہیں آئے۔ یہ ایک لمبا عرصہ اپنی دنیا میں گزار کے آئے ہیں۔" وہ اب کے سامنے دیکھنے لگی جیسے چمکتی آنکھوں سے دور کسی دوسرے زمانے میں جھانک رہی ہو۔

Downloaded from Paksociety.com

Nemrah Ahmed: Official #TeamNA

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کوئی اور دنیا بھی وجود رکھتی ہے' سن ہاؤ۔ جو اتنی خوبصورت اور جادوئی ہے کہ یہ یہاں آنے کے باوجود واپس جانے کی تمنا رکھتے تھے۔ کچھ تو ہے اس دنیا میں جو تاشہ ملاکہ پہ حکمرانی کا خواب اس کے لئے قربان کرنے پہ راضی تھی۔ ہمیں اس دنیا کو ڈھونڈنا ہے..... اس دروازے کو جس کے پار وہ جادوئی سلطنت بسی ہے۔ مجھے اس میں جھانکنا ہے...." وہ پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ "سنو وانگ لی.....تم ان دونوں پہ نظر رکھو گے اور کسی بھی طرح مجھے اس دنیا کا راز معلوم کر کے دو گے۔"

وانگ لی نے متذبذب سے ملکہ کی عجیب سی خواہش کو سنا' اور پھر سر جھکا دیا۔

"جو حکم' ملکہ!"

یان سوفو چمکتی آنکھوں سے مسکراتی ہوئی اب دور خلاء میں دیکھ رہی تھی۔ اس کی زندگی ایک دم سے مزید دلچسپ ہو گئی تھی۔

☆☆=========☆☆

بنداہارا کے محل پہ شام کا نیلگوں اندھیرا پھیل رہا تھا۔ دور کسی مسجد سے موذن مغرب کی نماز کے لئے صدا لگا رہا تھا۔ محل کی راہداریوں اور کھڑکیوں میں ایک ایک کر کے مشعلیں روشن ہونے لگی تھیں۔

کتب خانے کے ریک خاموشی سے کونے میں جانماز ڈالے نماز پڑھتے ایڈم بن محمد کو دیکھ رہے تھے جو برسوں کا بیمار نظر آتا تھا۔ نماز بھی بیٹھ کے پڑھ رہا تھا۔ سلام پھیر کے اس نے جائے نماز تہہ کی اور خود دیوار تک آیا۔ وہاں اس کا لحاف رکھا تھا۔ اس نے لحاف اپنے گرد لپیٹ لیا اور گھٹنوں پہ گال ٹکا دیا۔ اس کا جسم کبھی گرم ہو جاتا کبھی ٹھنڈا۔ کبھی یوں لگتا وہ تنور میں بیٹھا ہے اور کبھی لگتا سرد خانے میں۔ سر کا درد اس کی جان لے رہا تھا اور تنفس بار بار اکھڑ جاتا تھا۔

پھر گہرے سانس لے کر وہ خود کو پرسکون کرتا۔ مراد راجہ نے بیسیوں دوائیں دے رکھی تھیں۔ وہ بار بار ان کو پھانکتا تو قدرے بہتر محسوس کرتا۔

ایک غلام کتب خانے میں جگہ جگہ رکھی مشعلیں جلا رہا تھا۔ ایک ایک کر کے ہر کونا روشن ہونے لگا۔ زرد روشنی نے سارے کو منور کر دیا تو ایڈم چونکا۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ وہ بیٹھی تھی۔

وہ کب آئی تھی؟ ایڈم نے تعجب سے اسے دیکھا۔ پھر نقاہت زدہ انداز میں سر کو خم دیا۔ "شہزادی!"

"تمہیں ان آداب کی ضرورت نہیں ہے ایڈم!" وہ خفگی سے کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے ساتھ آ بیٹھی۔

"آپ شہزادی ہیں اور میں ایک مورخ۔ مجھے ان آداب کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔"

اب وہ دونوں ساتھ ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے اکڑوں بیٹھے نظر آئے تھے۔ کتب خانہ روشن مگر تنہا تھا۔ قدیم کتابیں اپنی جلدوں میں قید خاموشی سے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ ایڈم لحاف اوڑھے بیٹھا تھا اور تالیہ..... وہ شہزادی والا عروسی لباس اور زیوار

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اتارے سادہ سیاہ بالوں کو رنگ میں باندھے بیٹھی تھی۔

سامنے والی دیوار پہ ان دونوں کے سائے نظر آ رہے تھے جو ان سے قد کاٹھ میں کہیں بڑے اور خوفناک تھے۔

"تو وان فاتح وہ سلطان ساز ہیں جس کا ذکر کتاب میں تھا۔" تالیہ سے ساری کتھا سن کے ایڈم بولا۔

"پتہ نہیں وہ کیا چاہتے ہیں۔" وہ خفگی سے بڑبڑائی۔ پھر گردن موڑ کے ایڈم کے زرد' اداس چہرے کو دیکھا۔

"آئی ایم سوری' ایڈم۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ ایک شکار باز سے دوسرے شکار باز کے کتب خانے کے سفر نے ہمیں صرف نقصان ہی دیا۔"

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں' چے تالیہ۔" وہ سادگی سے بولا۔ نظریں اپنے جناتی سائے پہ لگی تھیں۔ "میں صرف بیمار ہوں۔ میرے اندر کسی سے ناراض ہونے کی ہمت نہیں رہی۔"

"میں تمہیں اس سے نکال لوں گی۔ تم ایک صحت مند اور لمبی زندگی گزارو گے' ایڈم!"

آپ کو معلوم ہے اس وقت میں کیا چاہتا ہوں؟"

"کیا؟"

"میں اپنی ابو کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اپنے بابا کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس قدیم زمانے میں موت کا انتظار نہیں کرنا۔ اگر یہ ایڈم بن محمد کی زندگی کے آخری دن ہی ہیں تو یہ مجھے ان دونوں کے ساتھ گزارنے ہیں۔"

"تم دوا لیے بغیر واپس نہیں جا سکتے۔ تمہارا علاج اسی زمانے میں موجود ہے۔ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے' ایڈم میں تمہارے لیے سب کروں گی۔ سب کچھ۔" وہ دلگرفتی سے بولی تو ایڈم نے بوجھل پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"آپ کو وان فاتح سے محبت ہے' چے تالیہ؟"

سوال غیر متوقع تھا۔ مگر ایڈم کا یہ سوال پوچھنا زیادہ غیر متوقع تھا۔ وہ چند لمحے کچھ بول نہیں سکی۔ پھر گہری سانس لی۔

"سچ بتاؤں؟"

"مرتے وقت..... یا مرنے والے کے سامنے..... ان دو صورتوں میں جھوٹ نہیں بولا جاتا۔"

وہ افسوس سے اسے دیکھ کے رہ گئی۔

"ہاں۔ مجھے ان سے محبت ہے۔"

"کب سے؟" وہ اسے دیکھ رہا تھا اور اب کے وہ سامنے دیکھنے لگی۔

"محبت کب شروع ہوئی' کس کو یاد رہتا ہے؟ یاد صرف وہ وقت رہتا ہے جب اس نے تکلیف دینی شروع کی ہو۔ محبت کی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اذیت بعض دفعہ خود محبت سے بڑی ہو جاتی ہے۔"

وہ اب سامنے پھڑ پھڑاتے شعلے کو دیکھ رہی تھی اور ایڈم کو اس کی سیاہ آنکھوں میں زرد آگ نظر آرہی تھی۔

"آپ کو ان سے محبت ہے تو مجھے کیوں بچانا چاہتی ہیں؟"

"کیونکہ....." اس نے ایڈم کی طرف چہرہ موڑا تو سیاہ آنکھوں سے شعلوں کا عکس غائب ہو گیا۔" مجھے تم سے بھی محبت ہے۔"

"دو لوگوں سے کسی کو کیسے محبت ہو سکتی ہے؟" وہ حیران نہیں ہوا۔ مزید اداس ہوا۔

وہ اب کے مسکرا کے اسے دیکھنے لگی۔

"جانتے ہو مجھے ساری دنیا کی نعمتوں میں سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟"

"کھانا۔" وہ جانتا تھا۔ وہ اتنا تو تالیہ کو جانتا تھا۔

"ہاں۔ کھانا۔ میری سب سے بڑی ترغیب۔ میری کٹھن ترین آزمائش۔ کھانے کی لذیذ چیزیں۔ مگر کیا ہم انسان ایک ہی پلیٹ میں سب کھا سکتے ہیں؟"

"مطلب؟" وہ نقاہت سے اسی دیکھنے لگا۔

"ہم سارے کھانے ایک ہی پلیٹ میں کھا سکتے۔ چاولوں کی پلیٹ الگ۔ اور میٹھے کا پیالہ الگ ہوتا ہے۔ چائے کے مگ میں پانی نہیں پیا جا سکتا۔ ایسے ہی ہمیں اپنی ذات کے مختلف پہلوؤں کے لئے مختلف دوست چاہیے ہوتے ہیں ایڈم۔ ہم جب سارے جذبات صرف ایک شخص سے حاصل کرنا چاہیں تو ناخوش اور تشنہ ہی رہتے ہیں۔ اس کو بھی بوجھل کر دیتے ہیں۔ ایک ہی پلیٹ میں ہر کھانا کون کھا سکتا ہے؟ اسی طرح ہم ایک ہی شخص کے اوپر اپنا سارا وجود نہیں مسلط کر سکتے۔ ہر شخص کے لئے الگ خانہ ہوتا ہے۔ ہمارے رشتے ہماری زندگیوں میں برتنوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ہماری روح کو غذا فراہم کرنے والے... مگر الگ الگ طریقے سے..... ہم کسی ایک انسان سے obsess اس لئے ہوتے ہیں کیونکہ....."

"کیونکہ ہم سارے کھانے ایک ہی برتن میں کھانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔" وہ اداسی سے بولا تو تالیہ نے مسکرا کے سر ہلایا۔

"ہم سب کے اندر اداسی ہے' ایڈم۔ تنہائی کا ایک خلاء جو......" اس نے کھڑکی کے پار پھیلتی نیلگوں اندھیرے کو دیکھا۔" جو مغرب ڈھلتے ہی ہمیں نگلنے کو منہ کھولے بیٹھا ہوتا ہے۔ سارے دن کے کام کاج کے بعد.....اس وقت ہمیں 'انسانوں' کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ اداسی کا وقت ہوتا ہے۔ خوف اور تنہائی کا۔ ایک شخص اس وقت کو گزارنے کے لیے ہمیں

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کافی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اپنے ارد گرد بہت سے دوست اور رشتے اکٹھے کرنے چاہئیں تاکہ وہ ہر شام ہماری مدد کیا کریں۔"

"ہاں۔اسی لیے ہر شام کو ہم اپنی دنیا میں اپنے اپنے سیل فون لے کر سب سے کٹ کے بیٹھ جاتے تھے۔لوگ کہتے ہیں ہم اپنے فونز کے عادی ہو گئے ہیں۔مگر اب مجھے لگتا ہے چتالیہ کہ ہم ان لوگوں کے عادی ہو جاتے ہیں جو فون کے ذریعے ہم سے جڑے ہوتے ہیں۔یہاں تو وہ سہولت بھی نہیں ہے۔"

"آئی ایم سوری ایڈم۔میں تمہیں تمہاری دنیا سے لے آئی۔"

"اگر میں اور وان فاتح واپس اپنی دنیا میں چلے گئے تو آپ کے لئے کیا صرف مراد راجہ کافی ہوں گے؟" ایڈم کے انداز میں تلخی گھل گئی۔وہ چپ ہو گئی اور سر جھکا دیا۔

"ایڈم.....میں جانتی ہوں میں مزید اکیلی رہ جاؤں گی۔مگر کم از کم میں آزاد ہوں گی۔کے ایل میں میں قید کر لی جاؤں گی۔مجھے زخمی دل منظور ہے۔کٹے ہوئے پر نہیں۔"

"آپ جانتی بھی ہیں کہ زخمی دل کیا ہوتا ہے؟" اس نے گلہ کیا۔

"نہیں۔کیونکہ شاید ابھی تک میں تم اور فاتح حقیقی معنوں میں الگ نہیں ہوئے تھے۔ناراضگیاں تھیں۔دوریاں تھیں۔کھوئی ہوئی یادداشتیں تھیں۔مگر جدائی نہیں تھی۔میں نہیں جانتی میں اس جدائی کو کیسے سہوں گی مگر.....میں اس وقت صرف تمہارے بارے میں سوچنا چاہتی ہوں۔"

"کیا ہم ایک ماہ میں وہ اجزائے ترکیبی ڈھونڈ لیں گے چتالیہ؟" اس نے کسی خوفزدہ بچے کے سے انداز میں پوچھا۔اب تو دیوار پہ اپنے دیو ہیکل سائے بھی ڈرا رہے تھے۔

"ہاں۔کیونکہ جو ہمیں کرنا آتا ہے وہ ہمیشہ ہماری جان بچاتا رہے گا۔کیسے کب مجھے معلوم نہیں۔مگر کوئی راستہ ہوگا۔ہر مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ ہوا کرتا ہے۔"

ایڈم گھٹنے پہ گال لگائے لحاف لپیٹے خاموشی سے گہرے سانس لینے لگا۔اس میں مزید بولنے کی سکت نہ رہی تھی۔

☆☆=========☆☆

اس صبح قدیم ملاکہ کے بازار میں خوانچہ فروش صدائیں لگاتے دکھائی دے رہے تھے۔دکانوں میں رش اور معمول کی گہما گہمی تھی۔گھوڑے گاڑیوں پہ سامان لادا جا رہا تھا۔ایسے میں مراد راجہ کا قافلہ بازار کے درمیان سے گزر رہا تھا۔

مراد گھوڑے پہ سوار سنہری قبا کندھوں پہ ڈالے ماتھے پہ سرخ پٹی باندھے سپاٹ تاثرات کے ساتھ گھوڑے کو آگے بڑھا رہا تھا۔رات بارش کے باعث درخت گرے تھے اور عمومی راستے کی بندش کی وجہ سے ترک کر کے انہیں بازار سے گزرنا پڑ رہا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا۔ایک گھڑسوار پہلے نقارہ بجاتا ہٹو بچو کا اعلان کر رہا تھا۔ پیچھے راجہ اور مصاحب چلے آ رہے تھے۔لوگ تیزی سے راستہ چھوڑ رہے تھے۔عورتیں اور بچے دکانوں کے چھپروں تلے پناہ لینے لگے۔

وہ مراد سے چند قدم پیچھے تھا۔اس نے آج بھی کندھوں پہ سیاہ قبا پہن رکھی تھی اور سنجیدہ نظریں مراد کی پشت پہ لگی تھیں۔ دفعتاً وہ اپنے گھوڑے کو مراد کے گھوڑے کے دائیں جانب لے گیا اور اسے مخاطب کیا۔

''آپ کتنے عرصے بعد بھرے بازار میں سے گزر رہے ہیں' راجہ؟''

''یاد نہیں۔'' مراد کا چہرہ سپاٹ رہا۔

''آپ غیر آرام دہ نظر آتے ہیں۔''

بندا ہارا نے گردن موڑ کے ایک سنجیدہ نظر ساتھ والے گھڑسوار پہ ڈالی۔

''بازار سے گزرنے کے باعث ہماری رفتار سست پڑ جاتی ہے۔محل میں بہت سے کام ہمارے منتظر ہیں۔''

''یا شاید آپ کو ان لوگوں کے درمیان سے گزرنے سے اکتاہٹ ہوتی ہے۔ان کی غربت' اور آنکھوں میں بسی محرومیاں آپ کو مضطرب کرتی ہیں۔''

''وان فاتح... میں نے تمہیں اپنا مشیر تعینات کیا ہے' ناصح نہیں۔ جتنا مراد راجہ ان لوگوں کے لئے کام کرتا ہے' کیا کوئی دوسرا بندا ہارا کر کے گیا ہے؟'' وہ تلخی سے بولا اور لگام کو زور سے جھٹکا دیا۔نتیجتاً گھوڑے کے ٹاپ تیز ہوئے۔

دونوں طرف دکانوں کی قطاریں تھیں اور درمیان میں کچا راستہ جس سے وہ گزر رہے تھے۔سامنے ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ چلتی آ رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں سامان کے تھیلے تھے۔یکدم نقارے کی آواز سنی تو چونکی۔سامنے سے آتے شاہی قافلے کو دیکھ کے وہ گھبرائی۔ بچے کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف کو ہٹی۔افراتفری میں تھیلے پھسلے۔دوریان (پھل) راستے میں لڑھکتے گئے۔مگر وہ اتنی خوفزدہ تھی کہ چھپر کی سمت بھاگ گئی۔پھل بھی نہ سمیٹے۔

راستے میں پھل کسی رکاوٹ کی طرح گرے تھے۔ پیش قدم سپاہی نے گھوڑا روک لیا۔مراد راجہ کے ماتھے پہ بل پڑے۔اسے رفتار سست کرنی پڑ گئی تھی۔

''اسی لئے میں بازار سے نہیں گزرتا۔'' اس نے زیرِ لب اسے کوسا تھا۔

''راجہ!'' وہ اس کے مزید قریب آیا اور آہستہ سے اسے مخاطب کیا۔''میں جانتا ہوں کہ آپ کو یہ لوگ حقیر اور بے وقوف معلوم ہوتے ہیں' اور اپنے کام زیادہ اہم۔لیکن اگر آپ ان لوگوں کے سلطان بننا چاہتے ہیں تو رک جائیں۔ان پھلوں کو کچل کے آگے نہ بڑھیں۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مراد نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔" سلطان بننے کے لئے مجھے ان لوگوں کی خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

" معذرت لیکن آپ کو اگر معلوم ہوتا کہ سلطان بننے کے لئے آپ کو کیا چاہیے تو آپ مجھے اس کام کے لئے تعینات نہ کرتے۔ایک دفعہ میری بات مان کے دیکھیے۔"

ان دونوں کے گھوڑے رک چکے تھے۔پیش قدم سپاہی نے غصے سے عورت کو ڈانٹا اور پھر ان پھلوں کو دیکھا جو سارے راستے میں بکھرے تھے۔

دونوں اطراف دکانوں میں لوگ چپ چاپ کھڑے تماشہ دیکھنے لگے۔کوئی مدد کے لئے آگے نہ آیا۔عورت بچے کو مزید خود سے لپٹائے 'سہمی ہوئی کھڑی رہی۔عارف پیچھے سے آگے آیا اور مراد کو مخاطب کیا۔

" راجہ.....اس گستاخ عورت نے یہ حرکت جان بوجھ کے کی ہے۔اس کو گرفتار کر کے سرزنش کی جانی چاہیے تاکہ بازار والوں کو عبرت ملے۔ورنہ کچھ دن تک ہیں یہاں سے روز گزرنا ہوگا۔یہاں لوگ روز شرارتیں کریں گے۔"

مراد نے پہلے اسے دیکھا اور پھر فاتح کو جو گہری سانس لے کر کہنے لگا۔

" راجہ.....ایسا نہ کریں۔وہ غریب عورت ہے۔"

مگر مراد نے ابرو سے عارف کو اشارہ کیا۔وہ فوراً مڑا اور سپاہیوں کو اشارہ کیا۔دو سپاہی اس عورت کو اس کے بچے کے ساتھ پکڑ کے زبردستی کھینچ راستے پہ سامنے لے آئے۔پھل ابھی تک راستے میں بکھرے تھے۔

" راجہ...ایک دفعہ میری بات سن لیں۔" وہ فکرمندی سے بولا مگر مراد نے ماتھے پہ بل لئے اسے دیکھا۔

" تم مجھے ایک کمزور حکمران بنانا چاہتے ہو جو موم کی طرح پگھل جاتا ہے؟ اگر ان گستاخیوں پہ لوگوں کو سزا نہ دی جائے تو وہ حکمرانوں کے تابع نہیں رہتے۔"

" شاید آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کو ان لوگوں سے حقارت محسوس ہوتی ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔" وہ دھیمی آواز میں راجہ کے قریب کہہ رہا تھا۔" الور سونگائی میں آپ نے ایسے ہی لوگوں کے ساتھ کئی برس گزارے ہیں۔میں جانتا ہوں کہ آپ کو ان کے درمیان گھومنے پھرنے سے خوف محسوس ہوتا ہے۔"

مراد راجہ کے ہاتھ لگام پہ ساکت ہو گئے۔اس نے آہستہ سے گردن موڑ کے فاتح کو عجیب نظروں سے دیکھا۔

" خوف؟"

" جی۔کیونکہ آپ نے ایسے ہی لوگوں سے غداری کی تھی۔سلطان کی معافی حاصل کرنے کے لئے آپ نے اپنے ساتھی شکار بازوں اور کئی غریب لوگوں کو گرفتار کروایا تھا۔ان کے گھر جلوائے تھے۔جب آپ ان کچے گھروں اور دکانوں کے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سامنے سے گزرتے ہیں تو آپ کو احساسِ جرم ہوتا ہے۔"

عارف ڈپٹ کے تماش بینوں کو پھل چننے کا کہہ رہا تھا۔ایسے میں ان دونوں کی دھیمی آواز میں گفتگو عارف کو سنائی نہ دے رہی تھی البتہ جیا کے اس غلام کو اپنے راجہ کے اتنے قریب سرگوشی میں بات کرتے دیکھ کے وہ غیر آرام دہ محسوس کر رہا تھا۔

"مجھے کوئی احساسِ جرم نہیں ہے۔" مراد تلخی سے بولا۔

"اگر آپ سلطان بننا چاہتے ہیں تو آج میری بات مان کے دیکھیں۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج آپ اس بازار سے وہ شے لے کر نکلیں گے جو آپ کے پاس اس سے پہلے نہ تھی۔"

"کیا؟ ثواب؟ نیکی؟ میرے اوپر ایسے وعظ اثر نہیں کرتے' وان فاتح۔"

"راجہ.....اس عورت کے چہرے کا رنگ دیکھیں۔"

مراد نے گردن موڑ کے سپاہیوں کے نرغے میں گھری عورت کے فق چہرے کو دیکھا۔

"اس نے غلطی کی ہے۔اس کو خوفزدہ ہونا بھی چاہیے۔" مراد نے شانے اچکائے۔

"وہ خوفزدہ نہیں ہے۔وہ خوف سے آپ کے راستے سے نہیں ہٹی تھی۔خوف ایسا نہیں ہوتا' راجہ۔" اس نے آواز مزید دھیمی کی۔" یہ نفرت ہے۔"

مراد کا جبڑا بھینچ گیا۔اس کے چہرے پہ ایک ساتھ کئی رنگ آئے۔

"نفرت؟ ان لوگوں کے مدرسوں اور ہسپتالوں کے لئے مراد راجہ دن رات کام کرتا ہے۔دوسرے ملکوں سے سامان تجارت منگواتا ہے تاکہ سب کو روزگار ملے۔مسجدیں بنواتا ہے۔اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔"

"اور ان کو کون بتائے گا کہ آپ یہ سب کرتے ہیں؟" وہ اسی اطمینان سے بولا۔" ملکہ یان سو فو یہ سب ان کے لئے نہیں کرتیں مگر ملکہ سے یہ نفرت نہیں کرتے۔حالانکہ ان کے گھر ملکہ نے جلوائے تھے۔میں ان کے درمیان ایک لمبا عرصہ رہا ہوں' راجہ۔ملکہ کے بھیجے کارندے ہر بازار میں آپ کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔آپ کی الور سونگائی میں اپنے ساتھیوں سے غداری کی داستانیں سناتے ہیں۔" وہ افسوس سے کہہ رہا تھا۔پھر راجہ کو خاموش دیکھ کے دھیرے سے اضافہ کیا۔

"آپ چاہیں تو ان پھلوں کو کچل کے یہاں سے چلے جائیں' مگر ایسا نہیں ہوتا کہ انسان کو دوسرے لوگوں کی باتوں سے فرق نہ پڑے۔فرق پڑتا ہے۔سب کو پڑتا ہے۔آپ کو ان لوگوں کو دکھانا پڑے گا کہ آپ اتنے برے نہیں ہیں جتنا وہ آپ کو سمجھتے ہیں۔بھلے آپ حقیقت میں اس سے زیادہ برے کیوں نہ ہوں۔"

مراد راجہ چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔بالکل خاموش۔پھر اس نے لگام کو جھٹکا دیا۔اور گھوڑے کو چند قدم آگے بڑھایا۔اس

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عورت کے عین سامنے گھوڑا روکا اور بلند آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "کیا تم نے یہ جان بوجھ کے کیا ہے؟"

عورت نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ اور بچے کے کندھوں کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر دی۔

"اگر تم نے یہ جان کے کیا ہوتا تو میں تمہیں سزا دیتا۔ کیونکہ تمہارے اس عمل سے میرے محل پہنچنے میں تاخیر ہو جائے گی۔ محل میں بہت سے کام میرے منتظر ہیں۔ میں مراد راجہ ہوں۔" گردن گھما کے چاروں اطراف کھڑے تماش بینوں کو دیکھ کے بلند آواز میں کہا۔ "میں ملاکہ سلطنت کا بنداہارا ہوں۔ تمہارے لئے دوسرے ملکوں سے سامان منگوانے والا۔ تمہارے طب خانوں میں دوا کا انتظام کرنے والا۔ میں فجر سے مغرب تک تمہارے لئے کام کرتا ہوں۔"

سارے میں سناٹا تھا اور لوگ چپکے ہوئے گھوڑے پہ بیٹھے بنداہارا کو بولتے سن رہے تھے۔

"لیکن تم نے یہ غلطی سے کیا ہے اس لئے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ تمہارے پھل میلے ہو چکے ہیں۔ عارف....." اس نے تحکم سے عارف کو مخاطب کیا۔ "اسے کسی خوانچہ فروش سے مزید پھل دلوا دو اور راستہ صاف کرو۔ ہم رزق کو کچل کے نہیں گزر سکتے۔"

عارف نے ناخوشی سے اسے دیکھا۔ مگر اب وہ مزاحمت نہیں کر سکتا تھا۔ ایک نگاہ غلط مراد کے عقب میں کھڑے فاتح پہ ڈالی اور حکم بجالانے آگے بڑھ گیا۔

عورت بالکل گنگ رہ گئی تھی۔ پھر وہ بار بار سر جھکا کے شکریہ ادا کرنے لگی۔ سپاہیوں نے اسے چھوڑا تو وہ فوراً سے ایک طرف ہٹ گئی۔ خوانچہ فروش آگے بڑھے اور سپاہیوں کے ساتھ پھل چننے لگے۔ راستہ صاف ہوا تو مراد نے گھوڑا راستے پہ ڈال دیا اور ساتھ ہی اسے مخاطب کیا۔

"میں اس سے زیادہ ریاکاری نہیں کر سکتا۔ اگر تم یہ سمجھتے تھے کہ ثواب حاصل کرنے کے لئے میں اس عورت کے گھر میں راشن بھی ڈلواؤں گا تو تم مجھے نہیں جانتے۔"

"درست۔ لیکن آپ کو یہ ریاکاری اس لئے کرنی چاہیے تاکہ آپ اس جذبے سے روشناس ہوں جس سے آپ کبھی متعارف نہیں ہوئے۔"

"کون سا جذبہ؟" مراد نے گھوڑا آگے بڑھاتے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔

وہ مسکرا کے کہہ رہا تھا۔

"ہمارے زمانے میں اس کے لئے مختلف نام ہیں جو آپ نہیں سمجھیں گے۔ مگر یہ ایسا جذبہ ہے جو کسی نشے کی طرح انسان کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے اور انسان سے وہ کام بھی کرواتا ہے جو اس نے پہلے کبھی نہیں کیے ہوتے۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کس شے کا نشہ؟"

"شہرت کا نشہ۔تعریف سننے کی خواہش۔حب جاہ۔ہمارے زمانے میں بہت سے لوگ اس ابتلا میں پڑے ہیں۔ان کے کاموں کی وجہ سے ان کے گرد پرستاروں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔وہ دلوں پہ حکومت کرتے ہیں۔ذہنوں کو اپنی مرضی سے چلاتے ہیں۔ان کی شہرت کے باعث لوگ ان کی محبت میں اندھا دھند مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ ان میں سے اکثر نہ نیک ہوتے ہیں نہ اچھے۔"

وہ اب بازار سے نکل آئے تھے اور اب درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزر رہے تھے۔مراد نے گھوڑے کی رفتار آہستہ کر دی اور تعجب سے اسے دیکھا۔

"میں نہیں مان سکتا کہ کوئی انسان نہ سورما ہو نہ کوئی ولی اور لوگ اس کی محبت میں اندھا دھند گرفتار ہو جائیں۔"

"ہماری دنیا میں ایسا ہوتا ہے' راجہ۔بڑے کام' خوبصورت شکل یا سحر انگیز تقریروں سے لوگ ذہنوں پہ حکمرانی کرنے لگتے ہیں۔مگر یہ بڑا ہی خطرناک فتنہ ہے۔پرستاروں کے لئے بھی اور جس کی پرستش کی جا رہی ہے' اس کے لئے بھی۔ایسے لوگوں کو مقبول کہا جاتا ہے۔اگر آپ سلطان بننا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنے لوگوں میں 'مقبول' ہونا پڑے گا۔کل جب آپ اس بازار سے گزریں گے تو ان لوگوں میں سے چند لوگ آپ کو ستائشی نظروں سے دیکھیں گے۔یہ نظریں آپ کو تسکین دیں گی۔آہستہ آہستہ ان نظروں کی تعداد بڑھ جائے گی۔پھر آپ ایک ایسی لذت سے روشناس ہوں گے جو پہلے آپ کے پاس نہیں تھی۔"

مراد نے گھوڑا روک دیا اور پورے کا پورا اس کی طرف گھوم گیا۔

"تم عجیب باتیں کرتے ہو' وان فاتح۔"

وہ مسکرا دیا۔"یہ باتیں آپ کو سلطان بنا سکتی ہیں۔مجھے بھی کسی نے ان باتوں کے ذریعے ایک اونچی کرسی تک پہنچایا تھا۔"

راجہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔"تو کیا تم اپنے ملک کے بنداہارا بن گئے؟"

"نہیں۔میں نے اس کرسی کو یہ سوچ کے چھوڑ دیا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔"

مراد طنزیہ مسکرایا۔"یعنی تم نے ہار مان لی؟"

"راجہ....آپ کو ان لوگوں کے درمیان سے روز گزرنا ہو گا تاکہ آپ کا وہ احساسِ جرم ختم ہو جو آپ کیساتھ چپکا ہے۔" وہ اس کی بات نظر انداز کر کے کہنے لگا۔

"تم واپس اپنی دنیا میں کس کے لیے جانا چاہتے ہو' وان فاتح؟ اپنے تخت کو تم چھوڑ آئے ہو۔"

"میرے دو بچے ہیں۔میرے دوست ہیں۔میرا ملک ہے وہاں۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تخت کی خواہش رکھنے والے کو تخت پائے بغیر کبھی سکون نہیں ملتا۔تمہیں بھی نہیں ملے گا۔"

"کیا تخت پا کے سکون مل جاتا ہے؟"

"نہیں۔کیونکہ تب تک ہمیں خوب سے خوب تر کی تلاش کے سفر کی ایسی عادت پڑ چکی ہوتی ہے کہ کہیں پڑاؤ ڈالنا برداشت نہیں ہوتا۔خیر...تم کہہ رہے تھے کہ مجھے اپنی عوام میں مقبول ہونا پڑے گا؟"

ان کا قافلہ پیچھے رہ گیا تھا اور وہ دونوں باتیں کرتے کافی دور نکل آئے تھے۔

"جی اور آپ کی مقبولیت سے سب سے زیادہ ناخوش ملکہ ہوں گی۔"

مراد چونکا۔"ہاں۔اور وہ یقیناً کوئی چال چلے گی۔"

"اس کے سدِ باب کا طریقہ ہے۔ملکہ کے پاس صرف ایک ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ اپنا زور چلاتی ہے۔اسے سارے ملک کی خبر بھی رہتی ہے اور وہ امورِ سلطنت میں دخل اندازی بھی کرتی رہتی ہے۔اگر ہم اس ہتھیار کو ملکہ سے کھینچ لیں تو ملکہ مفلوج ہو جائے گی۔"

"اور وہ ہتھیار ہے سن ہاؤ وانگ لی!" مراد نے سمجھ کے سر ہلایا۔

"جی راجہ۔ملکہ کو کمزور کرنے کے لیے آپ کو وانگ لی کا پتا صاف کرنا پڑے گا۔"

"وانگ لی تمہارا سابق آقا تھا' وان فاتح۔اور میں نے سنا تھا کہ تم نے ابوالخیر سے آزادی حاصل کر کے وانگ لی کے پاس جانے کے بعد بھی اپنے سابق آقا کی برائی تک نہیں کی تھی۔اور آج تم مجھے اپنے سن ہاؤ کا پتا صاف کرنے کا مشورہ دے رہے ہو۔"

وان فاتح مبہم سا مسکرایا۔"اس بات کو زمانے بیت گئے راجہ۔وہ ایک غلام کا فیصلہ تھا۔اور میں قدیم ملاکہ میں اب کی بار غلام کی طرح نہیں آیا۔آپ نہیں جانتے کہ میں کیا کچھ کھو کے آیا ہوں۔"

مراد نے ہنکارا بھر کے غور سے اسے دیکھا۔

"مجھے سلطان بنا کے تمہیں کیا ملے گا۔"

"جب آپ سلطان بن جائیں گے تو میں آپ سے ایک شے مانگوں گا اور آپ کو مجھے وہ دینی ہو گی۔" مراد راجہ کے چہرے پہ اکتاہٹ در آئی۔

"اگر تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں تاشہ کو ساتھ لے جانے دوں گا تو....."

"میں آپ سے تالیہ کو ساتھ لے جانے کی بات نہیں کروں گا' بے فکر رہیں۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مراد راجہ نے چونک کے اسے دیکھا۔ "پھر؟ وقت کی چابی؟ آدم کی دوا؟"

"وہ تو آپ نے ویسے ہی دے دینی ہے۔ اس کا معاملہ آپ تالیہ سے طے کر چکے ہیں۔ مجھے آپ سے ایک اور چیز چاہیے ہے۔"

مراد نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔ "ایسا کیا ہو سکتا ہے؟"

"ایک دن ہم سلطنت محل میں کھڑے ہو کے اس بارے میں بات کریں گے' راجہ۔" اور سر کو تعظیماً خم دیا۔ مراد نے سوچتے ہوئے اسے دیکھا۔

"وہ نکاح نامہ کہاں ہے' وان فاتح؟"

"وہ محفوظ ہے' راجہ۔ آپ بے فکر رہیں۔" اور گھوڑے کو پیچھے کیا۔ یہ راجہ کو آگے بڑھنے کا اشارہ تھا۔ مراد نے سوچتے ہوئے گھوڑا آگے بڑھا دیا۔

دوسری دنیا کا یہ آدمی اسے ایک دم بہت پراسرار لگنے لگا تھا۔ کیا راجہ نے اسے اپنے ساتھ رکھ کے غلطی تو نہیں کر دی تھی؟

☆☆==========☆☆

اس روز سلطنت محل میں سجا دربار برخاست ہوا تو تمام درباری اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سر جھکا دیے۔ مرسل شاہ اپنی قبا جھٹکتا اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چبوترے کے زینے اتر کے پیچھے آیا۔ پھر سیدھ میں چلتا گیا۔

دروازے کھول دیے گئے اور سورج کی تیز روشنی کا راستہ وا ہو گیا۔

سلطان مرسل دھوپ سے منور برآمدے میں آیا تو دیکھا' سامنے سیڑھیوں سے اوپر ستون کے ساتھ وہ کھڑی تھی۔

سینے پہ بازو لپیٹے' ستون سے ٹیک لگائے کھڑی وہ سوچ میں گم لگتی تھی۔ سنہری گلابی باجو کرنگ پہنے' سر پہ گلابی کپڑا اٹکائے' وہ ماتھے پہ تاج سجائے' ہمیشہ کی طرح خوبصورت نظر آتی تھی۔

وہ کافی دن سے دربار میں نہیں آئی تھی اور مرسل شاہ نے اسے عرصے بعد دیکھا تھا۔

وہ رک گیا۔ پھر کمر پہ ہاتھ باندھے' دھیرے دھیرے اس کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ اس کے پیچھے موجود غلام بھی ساتھ ہو لیے۔ شہزادی نے آہٹ محسوس کی تو چونکی اور تیزی سے گھومی۔ اس نوجوان سلطان کو دیکھا اور سر جھکایا۔ "آقا۔"

"آپ کو بہت دن بعد دیکھا ہے' شہزادی۔" وہ مسکرا کے گویا ہوا۔ اس کی پگڑی پہ جڑے نگینے دمک رہے تھے۔ وہ صورت کا ایسا تھا جیسے شہزادے ہوتے ہیں۔ اچھے نہ ہوں تب بھی تراش خراش ان کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ مگر اس کے چہرے کا لاابالی پن تالیہ کو غصہ دلاتا تھا۔ وہ جبراً مسکرا کے بولی۔

Downloaded from Paksociety.com

Nemrah Ahmed: Official #TeamNA

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بس سفر کی تھکان اتار رہی تھی۔" وہ دونوں دھوپ سے نہائے برآمدے کے ستونوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ لکڑی کے محل کے زینے ان کے ساتھ سے شروع ہوتے اور نیچے سبزہ زار تک جاتے تھے۔

"آپ کے لباس پہ کام شروع ہو گیا؟ اگر ضرورت ہو تو ہم کاریگر فراہم کر سکتے ہیں۔" مسکرا کے اسے دیکھتے ہوئے مرسل نے پیشکش کی۔

(کاریگر مائی فٹ!) مگر ضبط سے گہری سانس لی اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"آقا..... مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

"کہیے۔" وہ متوجہ تھا۔ اردگرد کافی لوگ تھے جو دربار سے نکل رہے تھے مگر ان دونوں کو کھڑا دیکھ کے دور سے کنی کترا کے سیڑھیوں کی طرف بڑھ جاتے۔ جگہ اور وقت مناسب نہ تھا مگر وہ اب مزید اس ناٹک کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"آقا..... میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی۔"

وہ جو کمر پہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا' چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر ابرو اٹھایا۔

"کیا آپ کو کسی نے کچھ کہا ہے؟ غالباً ملکہ نے؟"

"نہیں آقا۔ یہ میرا اپنا فیصلہ ہے۔ ہم دونوں کی شادی نہیں ہو سکتی۔"

مرسل شاہ نے قدرے اچنبھے سے ابرو اکٹھے کیے۔

"ہم آپ کو کاریگر فراہم کر سکتے ہیں۔ آپ کا لباس وقت پہ تیار ہو جائے گا۔"

"آقا..... لباس کی بات نہیں ہے۔ میں اور آپ کبھی بھی شادی کر کے خوش نہیں رہ سکتے۔"

"اگر آپ ملکہ کے ساتھ اس محل میں نہیں رہنا چاہتیں تو میں ملکہ کو دوسرے محل میں بھیج سکتا ہوں۔"

"آپ کی پیشکش کا شکریہ آقا' لیکن میں یہ بات کسی دوسرے شخص یا چیز کی وجہ سے نہیں کہہ رہی بلکہ اپنے دل کی مرضی سے کہہ رہی ہوں۔"

"اگر آپ کی کوئی شرائط ہیں تو میں وہ پوری کر سکتا ہوں۔ آپ مجھے تحریری طور پہ تمام شرائط بھجوا دیں۔"

تالیہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ کیا وہ اس کی بات نہیں سن رہا تھا؟ کیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کو انکار کر رہی تھی؟

"آقا..... میں..... یہ شادی..... نہیں کرنا چاہتی۔" ٹھہر ٹھہر کے بولی۔

"آپ کی تمام شرائط پوری کی جائیں گی' شہزادی تاشہ۔" وہ فخریہ گردن کڑا کے بولا۔ "آپ کوئی عام عورت نہیں ہیں۔ اور

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آپ کو اپنی ملکہ بنانے کے لیے میں آپ کی ہر شرط پوری کرنے کو تیار ہوں۔"

کمر پہ ہاتھ باندھے وہ مسکرا کے دھوپ سے سنہری پڑتی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

اور تب تالیہ کو احساس ہوا کہ یہ پندرہویں صدی کا مرد تھا۔ اسے عورت کے انکار یا مرضی کی سمجھ تھی نہ پرواہ۔ اس زمانے میں سمجھا جاتا تھا کہ عورت کا اپنا دل نہیں ہوتا۔ وہ 2016 کا مرد نہیں تھا جس کو زبردستی اور بہت مشکل سے یہ بات تھوڑی تھوڑی سمجھ آنے لگی تھی کہ عورت کے اندر وفا' قربانی اور محبت کے علاوہ بھی کچھ ہوتا ہے۔ اس کا دل اور مرضی۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ اس سے شادی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ پہلے سے شادی شدہ ہے لیکن وہ نہیں کہہ سکی۔ مرسل شاہ کے پیچھے کھڑے سپاہیوں کی تلواریں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ وہ دشمن کے محل میں کھڑی اس کو نہیں للکار سکتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ انکار کرے گی تو مرسل سمجھ جائے گا لیکن اگر اس نے سمجھنا ہوتا تو ملکہ اس کا نکاح کسی اور سے کیوں کرواتی؟

"اگر آپ کی کوئی شرائط یا سوالات ہیں تو آپ ان کو بلا خوف وخطر میرے سامنے رکھ سکتی ہیں۔ کڑے مراحل سے گزر کے آپ کو حاصل کرنا مجھے زیادہ پسند آئے گا۔"

(اف..... سائیکو پیتھ ....) مگر بولی تو محض اتنا۔ "میں آپ کو اطلاع کر دوں گی' آقا۔"

اور بس سر جھکا دیا تو وہ آگے بڑھ گیا۔ اور تب تالیہ کو احساس ہوا کہ وہ کیا بول بیٹھی ہے۔

بنگارایا ملایو کا تیرھواں باب ذہن کے پردے پہ کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔ اس باب کا نام تھا۔ شہزادی کی آخری مانگ۔

اور اس باب میں شہزادی تاشہ کی سات مانگوں کا ذکر تھا جو کہ..... اونہوں تالیہ نے سر جھٹکا۔ اسے ان مانگوں کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ جہاں پہلی چھ شرائط مضحکہ خیز اور دیومالائی کارنامے سرانجام دینے سے متعلق تھیں' وہاں آخری شرط ایک جان لینے سے متعلق تھی۔

مرسل شاہ سے اس کی اپنی جان لینے کا سوال۔

اس نے جھرجھری لی۔ وہ ایسے سوال نہیں کر سکتی تھی۔ اس کتاب کے آخری تین ابواب جھوٹے تھے۔ یقیناً۔

وہ اپنی کنیزوں کی معیت میں چلتی محل کے باغیچے تک پہنچی تھی کہ سامنے چند روساء کی ایک ٹولی کھڑی تھی۔ اسے آتے دیکھ کے ان کے درمیان کھڑے ابوالخیر نے باقیوں کو اشارہ کیا۔ وہ تتر بتر ہو گئے تو وہ تنہا وہاں روش پہ کھڑا شہزادی کو اپنے قریب آتے دیکھنے لگا۔

"آپ مجھ سے بات کرنا چاہتی تھیں شہزادی۔"

دھوپ ایک دم رخصت ہو گئی۔ آسمان پہ بادل جمع ہونے لگ گئے اور ہر طرف چھایا اترنے لگی۔ دونوں گھاس کے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

درمیان بنی روش پہ آمنے سامنے چھاؤں میں کھڑے تھے۔

''ابو الخیر..... مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس ''مادراس'' ہے۔ طلائی گلاب کا پودا۔''

ابو الخیر چند لمحے کے لئے خاموش رہا' پھر مسکرا کے ابرو اٹھایا۔''طلائی گلاب؟''

''جی۔ مادراس.... سنہرے رنگ کا گلاب جو سونے کے پانی سے سینچا جاتا ہے اور ساری دنیا میں اس کے صرف چند گنے چنے پودے ہی ہیں۔ ملاکہ میں یہ صرف آپ کے پاس ہے اور آپ اس سے اپنے لئے دوا بناتے ہیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ طلائی گلاب جس گھر میں ہوتا ہے اس کے مالک کو کبھی رزق کی کمی نہیں ہوتی اور وہ وبائی بیماریوں کا شکار نہیں ہوتا۔''

''شہزادی..... طلائی گلاب ایک دیومالائی داستان کا حصہ ہے۔ اس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے۔''

''بابا نے اسے آپ کے گھر کے ایک اندرونی کمرے میں خود دیکھا ہے جہاں ایک دفعہ آپ انہیں رازداری کی کوئی بات بتانے لے گئے تھے۔''

ابو الخیر کے چہرے کا رنگ بدلا۔ ماتھے پہ بل پڑے۔ مگر وہ بولا کچھ نہیں۔

''مجھے صرف ایک گلاب چاہیے' ابو الخیر۔ صرف چند پنکھڑیاں۔ اگر آپ دے سکیں تو میں آپ کی ممنون ہوں گی۔'' اس کے تاثرات دیکھ کے وہ آہستہ سے بولی۔''میں اس کی قیمت بھی ادا کرنے کو تیار ہوں۔''

وہ طنز سے مسکرایا۔''کس چیز سے قیمت ادا کریں گی آپ؟ سونے سے؟ وہ ملاکہ میں سب سے زیادہ میرے پاس ہے۔ غلاموں سے؟ کیا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ غلام ہیں؟ گھوڑوں اور مویشیوں سے؟ تو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔''

''مجھے صرف ایک گلاب چاہیے' ابو الخیر۔ مجھے کسی کے لئے دوا بنانی ہے۔ کسی کی زندگی کا دارومدار آپ کی ذرا سی فیاضی پہ منحصر ہے۔'' اس نے بہت ضبط اور نرمی سے کہا۔ آسمان پہ تیزی سے سیاہ بادل جمع ہو رہے تھے۔ چھایا اب اندھیرے میں بدلنے لگی۔

''نہیں شہزادی۔ میرے گلاب صرف میرے ہیں۔ آپ مجھے دنیا کی ساری نعمتیں بھی لا دیں تو میں ان کی ایک پنکھڑی بھی آپ کو نہیں دوں گا۔''

''مجھے وہ گلاب دولت اور طاقت میں آپ سے مقابلے کے لئے نہیں چاہیے ہیں۔''

اس نے اب کے قدرے بے بسی سے زور دیا مگر ابو الخیر نے ہٹ دھرمی سے سر ہلایا۔

''ناممکن۔''

تالیہ نے ابرو اکٹھے کر کے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔''کبھی آپ نے ایسے چور دیکھے ہیں ابو الخیر جو بلی کی طرح بنا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاپ کے اونچی حویلیوں میں داخل ہوتے ہیں اور من پسند شے چرالاتے ہیں؟"

"کبھی آپ نے ایسی حویلیاں دیکھی ہیں شہزادی جن کے پہروں پہ سینکڑوں غلام لگے ہوتے ہیں؟ جن کے تالے سونے کے اور چابیاں چاندی کی ہوتی ہیں؟" اس نے شہزادی کی آنکھوں میں جھانک کے کہا۔"جس کے پاس میرے جتنے غلام اور سونے چاندی کے ڈھیر ہوں' اس نے چوروں کا انتظام پہلے سے کر رکھا ہوتا ہے۔"

اور سر کو تعظیماً خم دیا۔ پھر وہ چلا گیا اور تالیہ بے بسی بھرے غصے سے اسے جاتے دیکھتی رہی۔

دوا کا پہلا جز ترکیبی ابوالخیر کے پاس تھا۔ صرف ایک پھول مانگا تھا اس نے۔ کیا تھا جو وہ دے دیتا؟ اس پھول کو تلاشنے میں مہینوں لگ جاتے۔ ایڈم کے دن کم ہو رہے تھے۔ وقت الٹی گنتی چل رہا تھا۔

کیا اسے ایک دفعہ پھر چور بن جانا چاہیے؟

ایڈم کے لیے کچھ بھی!

☆☆=========☆☆

وہ محل واپس آئی تو ایڈم کتب خانے سے ملحقہ کمرے میں موجود نہیں تھا۔ دربان نے بتایا کہ وہ اصطبل کی طرف گیا تھا۔ تالیہ کو ایک دم ڈھیروں پریشانی نے آن گھیرا۔ وہ کامدار لباس میں بدقت دوڑتی ہوئی محل کی پچھلی طرف آئی جہاں اصطبل بنا تھا۔ درجنوں گھوڑے سبز چراہ گاہ میں چرتے دکھائی دے رہے تھے۔ آسمان کو بادلوں نے ڈھک رکھا تھا اور چراگاہ میں چھایا تھی۔ سائیس اور دوسرے غلام گھوڑوں کے آس پاس پھر رہے تھے۔ اس نے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔

"شہزادی!" آواز پہ پلکیں اوپر اٹھائیں۔

وہاں ایک طرف گھاس سے ڈھکے ٹیلے تھے جو اوپر کو جاتے تھے۔ ان کی چوٹی پہ چند درخت اگے تھے۔ ایک درخت تلے ایڈم بیٹھا مسکرا کے اسے ہاتھ ہلا رہا تھا۔ تالیہ کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔ اس نے اوپر کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"تم بہتر لگ رہے ہو۔"

"میں بہتر محسوس کر رہا ہوں۔" ایڈم آج سفید کرتا پہنے' سر پہ ٹوپی جمائے' دھلے منہ کے ساتھ بہتر نظر آ رہا تھا۔ گھٹنوں پہ کاغذات کا پلندہ تھا۔ قلم دوات بھی ساتھ رکھے تھے۔"راجہ نے کوئی دوا بھجوائی تھی طبیب کے ہاتھوں۔ اس کو لینے سے میرے اندر مصنوعی توانائی بھر جاتی ہے۔ کبھی کبھی مجھے سمجھ نہیں آتا کہ راجہ مجھے مارنا چاہتا ہے یا زندہ رکھنا چاہتا ہے۔"

"راجہ صرف مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری Equation میں تم غیر اہم ہو۔" تالیہ نے گھٹنوں پہ تھوڑی ٹکا دی اور نیچے چرتے گھوڑوں کو دیکھنے لگی۔ ایک سیاہ چمکدار گھوڑا سب سے الگ تھلگ گھاس چر رہا تھا۔ اس کے ساتھ نہ سائیس تھا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ کوئی دیکھ بھال کا ملازم۔

"آپ کو کوئی جز تر کیبی ملا؟"

"ہاں۔طلائی گلاب مل گیا ہے۔" وہ جبراً مسکرائی۔ایڈم نے غور سے اسے دیکھا۔

"کیا ابھی تک آپ کو نہیں معلوم ہوا کہ ایڈم بن محمد کو آپ کی کوراسٹوریز پکڑ لینے کی عادت ہے۔"

تالیہ نے گہری سانس لی اور اس کی طرف چہرہ موڑا۔"میں نے کہا نا' میں کوئی راستہ نکال لوں گی۔تالیہ نے کبھی ہار نہیں مانی۔"

وہ چند لمحے اداسی سے مسکراتا ہوا اسے دیکھتا رہا۔تالیہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔"کیا سوچ رہے ہو؟"

"یہی کہ میں آپ کی زندگی کا کون سا برتن ہوں؟" وہ زخمی سا مسکرایا۔"توانائی دینے والی کافی کا مگ؟ یا مٹھاس دینے والے ڈیزرٹ کا پیالہ؟"

"شاید پانی کا وہ گلاس جس کے بغیر گزارا ممکن نہیں ہے۔" پھر رکی۔"تمہیں کیا لگتا ہے؟تم میری زندگی کے کون سے برتن ہو؟"

"بس ایک ٹوٹا ہوا برتن۔"

اس کی بات نے دل کو عجیب انداز میں دکھایا تھا۔وہ چپ ہو گئی۔پھر اس کے کاغذات کو دیکھا۔"کیا لکھ رہے ہو؟"

"راجہ کا حکم آیا ہے کہ کتاب کا اگلا باب تحریر کروں۔اس لئے وہ لکھ رہا ہوں۔"

وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی۔"ایڈم....تم نے بنگارایا ملایو پہلے نہیں پڑھ رکھی تھی۔اب پڑھ رکھی ہے۔تم کیا صرف وہی سب کچھ لکھ دو گے جو تم نے نئے زمانے میں پڑھا تھا؟"

"نہیں۔کیونکہ بے شک میں نے کتاب پڑھی ہے مگر حرف بہ حرف یاد نہیں۔میں صرف وہی لکھوں گا.....پوری ایمانداری سے.....جو میں ہوتے ہوئے دیکھوں گا۔یا سنوں گا۔"

"دکھاؤ۔" اس نے کاغذات لئے اور ان کو سرسری سا الٹ پلٹ کے دیکھا۔

شہزادی تاشہ کی سفر سے واپسی.....مراد راجہ سے ایک سیاہ چادر والے آدمی کا ملنا.....صبح راستہ روکنا.....سیاہ گھوڑا.....

"اس نے راجہ کو سلطان بنانے کا وعدہ کیا تھا۔اسی لئے وہ سلطان ساز کے نام سے مشہور ہوا تھا۔مگر اس وعدے کا ذکر کتاب کے آخر میں ہوگا۔اگر ابھی میں نے اسے لکھ دیا تو مرسل شاہ کو خبر ہو جائے گی' کیونکہ کتاب کے ابواب پڑھ کے سنانے ہوتے ہیں۔یہ میں تب لکھوں گا جب مرسل شاہ کا تختہ الٹ چکا ہو گا۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"یعنی یہ ابواب تم نے ہی تحریر کیے تھے۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔ "اور واقعی۔سلطان ساز کے وعدے کا ذکر آخر میں تھا۔مگر ایڈم ....میں مرسل شاہ سے شادی کے لئے کیسے تیار ہو سکتی ہوں؟ اور وہ عجیب شرائط۔کیا تھیں وہ؟" اُسے وہ یاد بھی نہیں آ رہی تھیں۔

"ہاں کچھ عجیب شرائط تھیں جو آپ نے ان کے سامنے رکھی تھیں۔مجھے صرف ایک یاد ہے۔ان کی جان لینے والی۔"

"مانا کہ وہ سائیکو پیتھ اور بگڑا ہوا امیر زادہ ہے لیکن اس بے چارے سے اس کی جان لینے کا سوال میں کیوں کروں گی؟ ہرگز نہیں۔" اس نے جھرجھری لی۔ایڈم نے کندھے اچکا دیے اور سر جھکائے' کاغذ گھٹنوں پہ رکھے قلم سیاہی میں ڈبو ڈبو کے لکھنے لگا۔

"اس باب کا نام کیا ہے؟"

"ابھی میں نے نہیں لکھا۔باب کا نام میں تب لکھوں گا جب کوئی خاص واقعہ پیش آئے گا۔ویسے جو کتاب ہم نے پڑھی تھی.....نئے زمانے میں....اس میں اس باب کا نام شہزادی کی آخری مانگ تھا۔لیکن جب آپ نے سلطان سے کچھ مانگا ہی نہیں تو میں وہ نام کیوں رکھوں؟"

"تم.....اس کا نام کچھ اور رکھ دو۔اور ابھی رکھ دو۔" وہ تیزی سے کہہ کے اٹھی۔ایک دم اسے گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔

"کیا؟" ایڈم نے پیچھے سے پکارا۔"The prodigal daughter returns?"

تالیہ جواب دیے بغیر سبز پہاڑی سے نیچے اترنے لگی۔ہوا تیز چلنے لگی تھی اور اس کے ٹخنوں کے گرد سے اس کا لباس پھڑ پھڑا رہا تھا۔اوپر بیٹھے ایڈم نے زکام زدہ سانس ناک سے اندر کھینچی اور سر جھکا کے آہستہ آہستہ کچھ لکھنے لگا۔

سیاہ گھوڑا اکیلا کھڑا گھاس پہ منہ مار رہا تھا۔وہ اس کے قریب آئی اور نرمی سے اس کی گردن کو چھوا۔گھوڑے نے ذرا سی گردن ہلائی پھر واپس کھانے میں مصروف ہو گیا۔

وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔پیار سے۔اپنائیت سے۔وہ اصطبل کے سامنے کھڑی تھی اور یہاں سے اسے نکھیوں سے اصطبل کے باڑے میں کام کرتے ملازم دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ کس کا گھوڑا ہے؟" اس نے قریب سے گزرتے سائیس کو پکار کے سرسری سا پوچھا۔اور ساتھ ہی اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیرے گئی۔

"کم از کم میرا نہیں ہے۔" آواز پہ وہ چونکی۔فاتح جانے کہاں سے آیا تھا' اس کے ساتھ سے گزرتے ہوئے سنجیدگی سے تبصرہ کیا اور اصطبل کی جانب بڑھ گیا۔تالیہ نے دیکھا' اصطبل کے ایک چوکھٹے میں ایک دوسرا سیاہ رنگ کا گھوڑا کھڑا تھا۔اس

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے جلدی سے ہاتھ اس گھوڑے سے پیچھے کھینچا۔(اوہ۔یہ کسی اور کا گھوڑا تھا۔) ماتھے پہ بل پڑ گئے اور حلق تک کڑوا ہو گیا۔

وہ کندھے پہ ایک تھیلا لادے اپنے گھوڑے کی طرف جا رہا تھا۔اسے آتے دیکھ کے اس کا گھوڑا بے چین ہوا۔وہ قریب آیا' تھیلا زمین پہ رکھا اور نرمی سے گھوڑے کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔گھوڑا پرسکون ہو گیا۔

وہ اپنے ہاتھ جھاڑتی اس کے پیچھے آئی اور اس کے چوکھٹے کے دہانے پہ رکی۔

''آپ بابا کو کون سی امید دلا رہے ہیں؟'' انداز میں خفگی سے زیادہ غصہ تھا۔پتہ نہیں کس بات کا۔

''یہ سوال آپ اپنے بابا سے پوچھیں' شہزادی۔مجھ سے نہیں۔'' وہ بے نیازی سے کہتا اب تھیلے سے کچھ چیزیں نکال رہا تھا۔بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور کرتے کے آستین موڑ رکھے تھے۔

''میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ روپوش ہو جائیں مگر آپ میری اتنی سی بات نہیں مان سکتے۔''

''جی نہیں مان سکتا۔اور کچھ؟'' وہ گھوڑے کے سامنے آیا اور ایک کنگھے سے اس کے بال دھیرے دھیرے چھڑانے لگا۔

''آپ کرنا کیا چاہتے ہیں؟'' وہ زچ ہوئی۔

''یہ میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا' شہزادی۔'' وہ اوپر سے نیچے کنگھا لا رہا تھا۔دھیرے دھیرے گھوڑے کے سیاہ بالوں کی گرہیں سلجھنے لگی تھیں۔

''آپ مجھ سے اس طرح بات نہیں کر سکتے۔میں ہر موقع پہ آپ کے ساتھ کھڑی رہی ہوں۔''

فاتح کے ہاتھ رکے۔اس نے گردن موڑ کے تالیہ کو دیکھا۔''تم مجھے بتائے بغیر ہماری دنیا سے روپوش ہونے جا رہی تھیں۔میں تمہارے پیچھے نہ آتا تو مجھے معلوم ہی نہ ہوتا اور تم جا چکی ہوتیں۔''

''کیا آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ نے مجھے بھول جانے کا فیصلہ کر لیا تھا؟ پھر میں کیوں بتاتی؟ آپ کی دنیا نے مجھے دیا ہی کیا ہے؟ میں اتنے مہینے آپ کی اور عصرہ بیگم کی ملازمت کرتی رہی صرف آپ کے اس فیصلے کی وجہ سے کیونکہ آپ چاہتے تھے میں آپ کو آریانہ کے بارے میں یاد دلاؤں۔آپ کو اندازہ ہے کہ آپ کی وجہ سے میں کس کرب سے گزری ہوں؟''

بادلوں پہ اب بجلی کڑکتی دکھائی دے رہی تھی۔ہر طرف اندھیرا پھیلنے لگ گیا تھا۔وہ ایک دم گرجنے لگے تو فاتح نے اوپر دیکھا۔وہ اصطبل کی چھت تلے کھڑا تھا البتہ تالیہ چوکھٹ پہ تھی۔نہ وہ اندر تھی نہ باہر۔وہ کہیں درمیان میں تھی۔

''اور تمہیں اندازہ ہے کہ میں کس اذیت سے گزرا ہوں؟'' اس کے سوال کے ساتھ ہی بجلی زور سے چمکی۔''مگر میں تمہاری طرح نہیں سوچتا کہ کاش میں اس سفر پہ نہ نکلا ہوتا تو یہ نہ ہوتا۔میں نے اس سب کو قبول کر لیا ہے۔ابھی چند دن بھی نہیں گزرے کہ میں نے عصرہ کو کھویا ہے' تمہیں یاد بھی ہے؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"عصرہ کون؟ وہ عصرہ جنہوں نے مجھے قتل کے کیس میں پھنسایا اور وہ عصرہ جنہوں نے آریانہ کا خون کیا تھا؟" وہ غصے سے بولی۔ بادل پھر سے گرجے اور ٹپ ٹپ بارش برسنے لگی۔ اس کے انداز پہ وہ لمحے بھر کو خاموش ہوا۔

"ایسے مت کہو۔ اس نے آریانہ کو نہیں مارا تھا۔ میں نے اس بارے میں بہت سوچا ہے۔ وہ صرف اس کو غائب کرنا چاہتی تھی۔ آریانہ کا مرنا ایک حادثہ تھا۔"

"جو آخری چیز میں اس وقت سننا چاہتی ہوں وان فاتح وہ عصرہ کی وکالت ہے۔" وہ بے زار ہوئی تھی۔

"میں اس کی وکالت نہیں کر رہا۔ مگر اس کے ہاتھ پہ آریانہ کے اغوا کا جرم ہے۔ قتل کا نہیں۔"

"اور جو مجھے اپنی دنیا چھوڑنی پڑی عصرہ کی وجہ سے؟ میں کس کو قصوروار ٹھہراؤں؟ آپ نے ان کی موت کے ساتھ ان کو ہر الزام سے آزاد کر دیا' مگر میں نہیں کر سکتی۔" بارش کی تیز بوچھاڑ چوکھٹ میں کھڑی لڑکی کو بھگونے لگی۔

"میں نے کہا تھا میں تمہیں اس سے باہر نکال لوں گا۔ تم ایک لمحے کے لئے بھی مجھے خود کو بچانے کا موقع کیوں نہیں دے سکتیں؟"

"کیونکہ مجھے آپ پہ اعتبار نہیں ہے۔ آپ صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔ اگر میں نے فیصلوں کے اختیار آپ کو دیا تو آپ ایک دفعہ پھر میرے دل کو روند کے اپنی مصلحتوں میں پڑ جائیں گے۔ اسی لئے اپنے فیصلے میں خود کروں گی۔ آپ کو بابا کے ساتھ جو کھیل بھی کھیلنا ہے' آپ کھیلیں لیکن مجھے واپس لے جانے کے لیے کوئی حکمت عملی نہ بنائیں۔"

وہ غصے اور درد سے تیز تیز کہہ رہی تھی۔ بارش کا پانی اس کو بھگو رہا تھا اور دور کھڑے غلام اور سپاہی بے بسی سے اسے اس نئے مشیر کے ساتھ اجنبی زبان میں باتیں کرتے دیکھ رہے تھے۔

پھر وہ مڑی تو ایک غلام چھاتا لئے فوراً اس کی طرف لپکا۔ مگر شہزادی نے ہاتھ جھلا کے اسے پرے ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود سبزہ زار کی طرف بڑھ گئی۔ سینے پہ بازو لپیٹے' بھیگتی ہوئی وہ اب روش کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پہ پانی کہاں تھا اور آنسو کہاں تھے' کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔

سبز ٹیلے کے اوپر چھاتا تانے بیٹھے ایڈم نے ابھی تیرہویں باب کا نام تحریر ہی کیا تھا۔ ("نئے مشیر کی آمد۔") کہ بارش برسنے لگی تھی۔ اس نے جلدی جلدی کاغذ سمیٹے اور چھاتا تانے دوسری جانب سے پہاڑی سے اترنے لگا۔ اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔

وہ گرتا پڑتا واپس کتب خانے تک آیا اور کاغذ زمین پہ دھرتے ساتھ ہی خود کو جلدی سے کمبل میں لپیٹا۔ آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ وہ وہیں بیر سمیٹ کے بیٹھ گیا۔ اس کو کپکپی چڑھی ہوئی تھی اور ایک دم ٹھنڈ سے ہونٹ جامنی پڑنے لگے تھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھوڑی دیر گزری اور جسم کو ذرا گرمائش ملی تو اس نے زمین پہ دھرے کاغذات کے پلندے کو دیکھا۔ تیرھویں باب کا پہلا صفحہ سامنے کھلا تھا۔ بارش کے چند قطرے اس پہ گرے تھے اور انہوں نے باب کے نام کو مٹا دیا تھا۔

ایڈم نے چونک کے اس صفحے کو دیکھا۔ باب کے نام کی جگہ سرمئی گیلا دھبہ نظر آرہا تھا۔ آتش دان قریب تھا' اس لیے تھوڑی ہی دیر میں وہ جگہ خشک ہو کے واپس کوری ہو گئی۔

باب کے نام کی جگہ ایک دفعہ پھر خالی ہو چکی تھی۔

☆☆=========☆☆

بارش عشاء کے بعد تک برستی رہی تھی۔ بندا ہارا کے محل کے تمام نفوس اپنے اپنے کواڑوں میں دبک کے بیٹھ گئے تھے۔ سارے دالان اور باغیچے جل تھل ہو چکے تھے۔ بیرونی قمقمے اور روشنیاں پانی نے گل کر دی تھیں۔ ایسے میں محل بالکل تاریک ہو چکا تھا۔

محل کی چھت پہ بنے وسیع صحن کی دیواریں کہیں سے بلند تھیں اور کہیں سے چھوٹی۔ ایک جگہ منڈیر کے ساتھ ستون بنے تھے۔ اور اوپر لکڑی کے چھپر تھے جن کے کناروں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ بارش تھم چکی تھی اور سیاہ آسمان اب صاف تھا۔

ایک ستون سے ٹیک لگائے وان فاتح بیٹھا تھا۔ ایسے کہ اس کے ایک طرف محل چھت کا صحن تھا اور دوسری طرف کھائی۔ وہ بالکل خاموشی سے اکڑوں بیٹھا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں کوئی چیز پکڑے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا تھا۔ شاید کوئی سوکھی ٹہنی تھی یا کیا۔ اندھیرے میں معلوم نہیں پڑتا تھا۔

آہستہ سے اس کے ستون کے پیچھے کوئی آ کے بیٹھا۔ آواز نہیں آئی تھی۔ آہٹ بھی نہیں۔ مگر وہ پہچان گیا تھا۔

"کیسی ہو؟"

وہ دونوں اس طرح بیٹھے تھے کہ ایک دوسرے کی طرف پشت تھی اور دونوں کی پشت کے درمیان لکڑی کا ٹھنڈا ستون تھا۔

وہ چند لمحے خاموش رہی۔ "ٹھیک ہوں۔ اور آپ؟"

بارش کی گرج برس ختم ہو چکی تھی۔ پانی بہت سا گدلا پن بہا لے گیا تھا اور مطلع اب صاف معلوم ہوتا تھا۔

"میں تو ٹھیک ہی تھا۔ تم ناراض تھیں۔" وہ اس ٹہنی کے پتے انگوٹھے اور انگلی سے دھیرے دھیرے نوچ رہا تھا۔

"سوری۔ میں زیادہ ہی بول گئی۔ مجھے عصرہ کے بارے میں وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ عصرہ نے ایک جرم کیا تھا' قتل نہیں۔ جرم تو میں نے بھی بہت کیے ہیں۔" وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی۔ "شاید میں آپ کی طرح عصرہ کو معاف نہیں کر سکی۔ جو میرے ساتھ کیا اس کے لیے بھی نہیں۔ اور جو کسی بچے کی زندگی کو خطرے میں ڈال کے کیا اس کے لیے بھی نہیں۔ میں خود کو

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عصرہ سے بہتر نہیں کہہ رہی مگر کسی بچے کی جان کو خطرے میں ڈالنا.... یہ میرے نزدیک ایک ناقابلِ معافی جرم ہے جو کم از کم میں نہیں کر سکتی' اس لیے میں اتنا بول گئی.....'' پھر اس نے سر جھٹکا۔'' مگر مجھے اب ان کو معاف کر ہی دینا چاہیے۔ میرے سارے حساب تو ان سے ختم ہو گئے۔ انہوں نے میری دنیا چھوڑ دی اور میں نے ان کی۔''

ٹھنڈی ہوا تیز چل رہی تھی اور تالیہ کے سیاہ بال اڑا کے چہرے پہ آنے لگے تھے۔ وہ سیاہ پاجامہ اور قمیض پہنے' رات کا حصہ لگ رہی تھی۔

'' ہماری دنیا چھوڑنے سے تم محفوظ ہو جاؤ گی؟''

'' کم از کم وہ ٹراما تو مجھے نہیں چھوئے گا جو وہاں میری تاک میں ہے۔ اگر میں دوبارہ جیل گئی تو کبھی اس ذہنی اذیت سے نہیں نکل سکوں گی جس سے مصر کے ان چند دنوں میں' میں نے خود کو زبردستی نکالا تھا۔''

بادل اب ہلکے ہو چکے تھے اور دھیرے دھیرے وہ آسمان سے چھٹ رہے تھے۔ دھندلا سیاہ آسمان اب صاف شفاف سی سیاہی میں بدلنے لگا تھا۔ وہ تنکے توڑتے ہوئے مسکرایا۔

'' سب ہمیں کہتے ہیں' تالیہ' کہ غم جتنا بھی بڑا ہو' گزر جاتا ہے۔ یہ ایک فیز ہے اور ہم اس سے نکل آئیں گے۔''

'' تو کیا غلط کہتے ہیں؟''

وہ دونوں ستون سے ٹیک لگائے مخالف سمتوں میں دیکھ رہے تھے اور ان کے سروں پہ چھایا سیاہ آسمان تاروں سے جگمگانے لگا تھا۔ بادل دور جا رہے تھے۔

'' ہاں' غلط کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ غم کا فیز گزر جائے گا۔ کوئی ہمیں خوشی کے بارے میں یہ نہیں بتاتا کہ وہ بھی جلد گزر جاتی ہے۔ اصل میں خوشی ہوتی ہے جو گزر جاتی ہے۔ غم نہیں گزرتے۔''

'' کیا غم کبھی نہیں گزرتے؟''

'' ہاں۔ اور ہمیں کوئی اس کے لیے تیار نہیں کرتا۔'' وہ دو انگلیوں سے ٹہنی کے پتے نوچ نوچ کے الگ کر رہا تھا۔'' ہم غم کے گزرنے کا انتظار کرتے ہیں۔ وہ گزرے گا تو ہم خوش ہوں گے۔ ہمیں سکون ملے گا۔ جبکہ غم کبھی نہیں گزرتے۔ ایک کم ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔''

'' مگر دل نہیں ماننا چاہتا کہ غم کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ دل خواب دیکھنا چاہتا ہے۔'' وہ سر ستون سے ٹکائے اوپر تاروں کو دیکھنے لگی۔'' دل ہیپی اینڈنگز پہ یقین رکھنا چاہتا ہے۔ دل کا کیا کریں' وان فاتح؟''

'' پتہ نہیں' تالیہ... لیکن میں نے یہ جان لیا ہے کہ مجھے اپنے سارے غموں کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھ کے قبول کرنا ہو گا۔ خوش

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہونے کے لیے ان کے گزرنے کا انتظار نہیں کرنا ہوگا۔ ان کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی نئے خواب دیکھنے ہوں گے۔"

"آپ نے ایک عرصہ وزیرِ اعظم بننے کے لئے جدوجہد کی تھی۔" وہ اداس ہوگئی۔ تلخ کی دیوار پگھلی تو اس کے خواب ٹوٹنے کا غم یاد آیا۔

"اور میں نے اس وقت کا ایک عرصہ انتظار کیا تھا۔ ہم میں سے اکثر لوگ یہی کرتے ہیں۔ خواب کے پورا ہونے کے انتظار.... یا کسی غم سے نکلنے کے انتظار میں دوسرا کوئی کام نہیں کر پاتے۔ مگر منزل اہم نہیں ہوتی۔ سفر اہم ہوتا ہے۔ انسان کو خوشی اس پراسیس میں ڈھونڈنی چاہیے جس سے گزر کے وہ کچھ پاتا ہے۔"

ٹہنی کے سارے پتے ختم ہوگئے تو اس نے خشک لکڑی ایک طرف ڈال دی۔ وہ منڈیر سے پھسلی اور ہوا سے لڑھک کے چھت سے نیچے جا گری۔ وہ بھی اب آسمان کے تارے دیکھنے لگا۔ دونوں کے سر اب اوپر کو اٹھے تھے۔

"آپ میرے ساتھ واپس کیوں آئے ہیں، فاتح؟"

"کیونکہ اب میں مستقبل کے بارے میں لمبے منصوبے نہیں بنانا چاہتا۔ حال کو بہتر کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں اس.... اس عجیب زمانے میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔"

"میں یہاں محفوظ ہوں۔ آزاد ہوں۔ آپ کو اس بات پہ یقین کیوں نہیں آتا؟" اس نے زچ ہو کے نہیں بلکہ اداسی سے پوچھا تھا۔ وہ دونوں ایک ہی آسمان کو دیکھ رہے تھے لیکن دونوں کا رخ متضاد تھا۔ نظر کا زاویہ مخالف تھا۔

"کیونکہ یہ تمہاری دنیا نہیں ہے۔"

"میرے پاس یہاں وہ سب ہے جس کا میں نے کبھی خواب دیکھا تھا۔ ایک اونچا محل، ڈھیروں دولت، اور شہزادیوں کی طرح حکمرانی کرنے کی نعمت..... ہاں ایک غم تھا کہ میں بن ماں باپ کے ہوں۔ وہ بھی مٹ گیا۔ اپنا باپ، اور خاندان.... اپنی شناخت مجھے واپس مل گئی۔ میرے لئے یہ ایک بہترین ہیپی اینڈنگ ہے۔ آپ میری کہانی کو یہیں روک کے خود واپس کیوں نہیں چلے جاتے، فاتح؟"

"یہ چیزیں اس تالیہ کے لئے اہم نہیں ہیں جس کو میں جانتا ہوں۔ ایک زمانے میں تمہیں لگتا تھا کہ یہ چیزیں اہم ہیں لیکن تم جانتی ہو کہ یہ چیزیں تمہیں کبھی خوش نہیں رکھ سکیں گی۔"

وہ چند ساعتیں کچھ نہ بولی۔ بس اوپر دیکھتی رہی۔

"آپ کو لگتا ہے آپ چلے جائیں گے تو میں رہ نہیں سکوں گی؟ اس غم اور heartache کے ساتھ؟"

"تم رہ لوگی۔ غم تو ہمارا حصہ ہے جو ہم سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ یہ سوگواریت ہمیں اندر سے نرم بناتی ہے۔ ہمیں خود کو دن

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کا کچھ حصہ اداس ہونے کی اجازت دے دینی چاہیے۔غم کے ساتھ سب رہ سکتے ہیں' تالیہ۔محلوں میں بھی' جھونپڑیوں میں بھی۔اور غم ہماری دنیا میں بھی ہوں گے۔یہ کبھی ختم نہیں ہوں گے۔''

''تو مجھے یہاں کیوں نہیں چھوڑنا چاہتے آپ؟''اس نے چونک کے گردن گھمائی۔یہاں سے اسے ستون ہی نظر آرہا تھا۔ اس کے پیچھے وان فاتح چھپ گیا تھا۔

''کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں جہاں رہیں....ساتھ رہیں۔تم میرے ساتھ رہو اور میں تمہارے ساتھ۔''

وہ اب بھی صرف ستون دیکھ سکتی تھی۔یہاں سے بس اس کے لباس کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔

''کیوں؟''

''اتنا سب کچھ ہونے کے بعد....دو زمانوں کا سفر ایک ساتھ کرنے کے بعد....ہم الگ کیسے رہ سکتے ہیں تالیہ؟''

اس کا جواب مبہم تھا۔یا شاید واضح تھا۔وہ گم صم سی ہو کے ستون کو دیکھے گئی۔پھر لباس کی جھلک اوپر کو اٹھی۔تالیہ نے مزید گردن نکال کے دیکھا۔فاتح کی پشت دکھائی دی تھی۔وہ اب کے وہاں سے جا رہا تھا۔

''آپ کیوں مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں؟ اپنی چیف آف اسٹاف کی حیثیت سے؟ یعنی میں آپ کے کام کرتی رہوں؟ آپ کی ایڈوائزر بنی رہوں؟''اس نے پیچھے سے پکارا۔وہ کچھ سننا چاہتی تھی۔اس کے منہ سے ایک دفعہ کچھ سننا چاہتی تھی مگر اس نے آگے بڑھتے ہوئے محض اتنا کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ رہو.....بس.....''

''اور اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ میرے لیے میری دنیا میں رک جائیں.....تو؟''

فاتح نے جواب نہیں دیا۔وہ آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اندھیرے میں گم ہو گیا اور تالیہ گم صم سی اندھیر خلاء کو دیکھے گئی۔

آسمان پہ چمکتے تارے خاموشی سے منڈیر پہ بیٹھی اکیلی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

☆☆=========☆☆

صبح فجر قضاء ہوئی' سورج نکلا اور اندھیرا چھٹ گیا تو ملاکہ کے بازار کی رونق بحال ہونے لگی۔دکانیں کھل گئیں۔خوانچہ فروشوں نے اپنے ٹھیلوں کی چادریں اتار دیں۔ڈھابوں سے کھانوں اور قہوے کی مہک آنے لگی۔گویا سارا شہر جاگ گیا اور کاروبار زندگی بیدار ہو گیا۔

ایسے میں سڑک کنارے ایک ڈھابے کے باہر رکھی میز کرسیوں پہ مراد راجہ بیٹھا تھا۔اس کے سپاہی فاصلے پہ خاموشی سے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

براجمان تھے۔ راجہ کے قریب کوئی سپاہی نہ تھا۔ وہ ایک ہاتھ گھٹنے پہ رکھے دوسرے سے قہوے کی پیالی ہونٹوں سے لگاتا میز پہ بیٹھے افراد کی بات سن رہا تھا۔

پہلے دکان کا مالک اور دو لوگ آگے بیٹھتے تھے مگر اب راجہ کو روز کسی ڈھابے میں بیٹھ کے چائے پیتے دیکھ کے لوگوں کے حوصلے بلند ہوئے تھے۔ آج تو صبح ہوتے ہی رش لگ گیا تھا۔ میلے کچیلے' کسمپرسی کا شکار لوگ جوش و جذبے سے راجہ کو باری باری اپنے مسائل بتا رہے تھے۔

مراد چہرے کو بالکل پرسکون رکھے' پوری توجہ سے ایک ایک کا مسئلہ سنتا' پھر قہوے کا گھونٹ بھرتا' پھر عارف کو اشارہ کرتا جو اس آدمی کا نام پتہ لکھ لیتا۔ اور مسئلہ حل کرنے کی یقین دہانی کرواتا۔ عارف ناخوش تھا مگر مجبوری تھی۔ دور بیٹھے سپاہی جن کے ہاتھ میانوں کے قریب تھے اور حسیات چوکنی' وہ بھی بس زبردستی بیٹھے تھے۔ مراد راجہ البتہ بالکل آرام وہ لگ رہا تھا۔

کچھ لوگ اپنے مسئلے بتا رہے تھے۔ کچھ اپنے حل ہونے والے مسئلوں کا شکریہ ادا کرنے آئے تھے۔ راجہ کی یہ کھلی کچہری ناشتہ ختم ہونے اور چائے کے دو دور مکمل ہونے تک جاری رہتی تھی۔

آخری گھونٹ بھر کے اس نے سنجیدگی سے سامنے بیٹھے بوڑھے لکڑہارے کو دیکھا۔

''میں سمجھ نہیں سکا۔ اگر تم چند ماہ پہلے بھی اتنا ہی کماتے تھے تو اب پریشان کیوں ہو؟''

''کیونکہ راجہ اب خرچ بڑھ گیا ہے۔ محصول زیادہ دینا پڑتا ہے۔ مہنگائی بہت ہو گئی ہے۔''

''ہوں۔ یہ سب چینی قرضے کی وجہ سے ہوا ہے۔'' اس نے گھونٹ بھر کے پیالی رکھی اور قبا کو جھٹکا دیتے ہوئے شکنیں درست کرتا اٹھا۔ سب لوگ ساتھ ہی اٹھے۔

''مگر فکر نہ کرو۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ آخر تمہارا راجہ ہی تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہے۔ کوئی غیر ملکی نہیں۔'' جتا کے بولا تو وہ لوگ سر جھکا جھکا کے اسے دعائیں دینے لگے۔

مراد مبہم سا مسکرایا۔ ارد گرد لگا جمگھٹا' سب لوگوں کا خوف اور امید کے درمیان مسئلے بیان کرنا..... پھر ان کے چہروں کی خوشی..... مگر نہیں خوشی نہیں..... ان کی نظروں کی ستائش..... ایک عجیب سا سرور تھا اس سب میں۔

''راجہ'' ایک نوجوان نے جاتے جاتے اسے پکارا تو وہ مڑا۔ اسے پیچھے سے پکارے جانا برا لگتا تھا مگر فی الوقت وہ ٹھہر گیا۔ نوجوان نے ڈرتے ڈرتے ایک رول شدہ کاغذ بڑھایا۔ ''میں شاعر ہوں راجہ۔ یہ قصیدہ آپ کی شان میں لکھا ہے۔''

مراد مسکرایا اور عارف کو اشارہ کیا۔ اس نے قصیدہ پکڑا اور کھول کے سنایا۔ وہ زبان و ادب کے حوالے سے چند غلطیوں اور بے ضابطگیوں سے پر تھا اور کہیں کہیں بے وزن بھی تھا مگر اس میں دل کھول کے راجہ کی تعریف کی گئی تھی۔ مراد نے اس آدمی کو

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اشرفیوں کی ایک تھیلی عطا کی اور اپنے گھوڑے کی طرف بڑھ گیا۔مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔

ایک حکمرانی محل کے اونچے چبوتروں پہ بیٹھ کے کی جاتی ہے۔ایک لوگوں کی آراء میں اونچا مقام رکھ کے کی جاتی ہے۔

دوسری کے بغیر پہلی میں مزا نہیں آتا۔اور دونوں ساتھ ہوں تو اس انسان سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہوتا۔

وان فاتح درست کہتا تھا۔اپنے لوگوں میں مزید مقبول ہونے کے لئے مراد راجہ کو ان غیر ملکیوں کا پتا صاف کروانا تھا۔

☆☆==========☆☆

بندا ہارا کے محل کے ایک طرف جہاں پہاڑی ختم ہوتی تھی وہاں نشیب میں سمندر بہتا دکھائی دے رہا تھا۔اونچی پتھریلی چٹانوں تک پانی آتا اور اپنی حدود توڑنے میں ناکام ہو کے واپس پلٹ جاتا۔

دوسری طرف جنگل تھا۔تالیہ جنگل سے توڑے پھول گلدستے میں لپیٹی' پہاڑی سے نیچے اترتی دکھائی دے رہی تھی۔اس نے سیاہ اوڑھنی سے سر ڈھک رکھا تھا اور نیچے سفید سادہ باجو کرنگ پہنے' صبح کی واک پہ نکلی معلوم ہوتی تھی۔یہاں آزادی سے گھومنے کے لیے صرف وہی وقت میسر تھا۔

وہ نیچے ساحل پہ پہنچی اور جھک کے پھول ریت پہ رکھے' پھر جوتوں کے تسمے کھولنے لگی۔ہوا تیز تھی۔ایک جھونکے نے گلدستے کو اڑایا اور سامنے لڑھکا دیا۔اس نے تیزی سے پیر جوتوں سے آزاد کیے اور پھولوں کی طرف لپکی۔مگر چند قدم پہ ہی وہ رک گئی۔

سامنے سے فاتح چلا آ رہا تھا۔اس رات کی "ملاقات" کے بعد اسے آج روبرو دیکھنے پہ سمجھ نہیں آیا کہ کیا ردعمل دے۔وہ وہیں ٹھہر گئی۔اوڑھنی سے ڈھکے بال تیز ہوا سے باہر نکل نکل کے پھڑ پھڑانے لگے اور پیر ریت میں دھنستے گئے۔

وہ سرمئی پاجامے کرتے کے اوپر بنا آستین کے سیاہ جیکٹ پہنے ہوئے تھا جو کہ مقامی لباس تھا۔البتہ اب کے اس کا لباس نفیس اور قیمتی معلوم ہوتا تھا۔بال گیلے کر کے پیچھے کر رکھے تھے اور دھلے دھلائے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔تالیہ کو دیکھ کے وہ وہیں رکا' اور جھک کے نیچے گرے پھول اٹھائے جو دور دور تک بکھر گئے تھے۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ بھی صبح میں یہاں آتے ہیں۔"

"میں تمہاری دو باتوں کا جواب دینے آیا تھا۔" تین پھول اٹھا کے وہ سیدھا ہوا۔چند قدم دائیں طرف گیا اور جھک کے دو پھول مزید اٹھائے۔

وہ دم سادھے کھڑی اسے دیکھے گئی۔لہروں کا شور اور اوپر جنگل سے آتی آوازیں.....سب پس منظر میں چلا گیا تھا۔بس ٹھنڈی ریت تھی.....اور اس پہ ننگے پیر کھڑی ملاکہ کی شہزادی......

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم نے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارے لئے یہاں رک سکتا ہوں؟ تو اس کا جواب ہے' نہیں۔ کیونکہ یہ میری دنیا نہیں ہے۔ لیکن اگر میں تمہارے لئے نہیں رک سکتا تو تمہیں اس دنیا کو چھوڑنے کا بھی نہیں کہہ سکتا۔' اس نے آخری پھول ریت سے اٹھائے اور پانی کی طرف آیا۔ پھولوں پہ ریت لگ گئی تھی۔ وہ پنجوں کے بل نیچے بیٹھا اور جھک کے ایک ہاتھ میں چلو بھر پانی لیا۔

''اس لئے آج کے بعد میں تمہیں یہاں سے جانے کو نہیں کہوں گا۔ میں تمہاری مرضی کا احترام کروں گا۔'' فاتح نے بیٹھے بیٹھے پانی احتیاط سے پھولوں پہ ڈالا۔ ریت کے چند ذرے بہہ گئے۔ باقی اٹکے رہے۔

''دوسری بات۔ تم نے کہا کہ میں کیوں چاہتا تھا کہ تم میرے ساتھ یہاں سے چلی آؤ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ.....'' وہ نرمی سے پھولوں کے اوپر پانی بہا رہا تھا۔ سفید جنگلی پھول دھلتے جا رہے تھے۔ ''کہ میں یہ' تمہارے' لئے چاہتا ہوں۔ تم نے ہم سب سے دور مصر جا کے..... اپنی ذات کی دریافت کے سفر میں جو کچھ سیکھا تھا' عصرہ کے کیس نے اس سب کو صفر کر دیا ہے۔ تم واپس اسی مقام پہ آ کھڑی ہوئی ہو۔ کیونکہ تالیہ' اگر تم ان الزامات کا مقابلہ نہیں کرو گی تو تم زندگی میں کبھی بھی کسی اور کا مقابلہ نہیں کر سکو گی۔ لیکن...'' اس نے گہری سانس بھری۔ ''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں تمہیں یہ دنیا چھوڑنے کو نہیں کہوں گا۔''

اس نے پنجوں کے بل بیٹھے بیٹھے پھولوں کو جھٹکا دیا۔ پانی کے قطرے ان سے گرنے لگے۔ پھر اس نے سر اٹھا کے مسکرا کے اسے دیکھا جو دم سادھے وہیں کھڑی تھی۔

''اور تم مجھے اپنے بابا کے ساتھ کام کرنے سے روکنے کو نہیں کہو گی۔ نہ مجھے فرار کا مشورہ دو گی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی چوائسز کا احترام کریں گے۔ کیا تم یہ کر سکتی ہو' تالیہ؟''

وہ دھیرے سے اس کے قریب آئی۔ پھر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل ریت پہ بیٹھی۔ لب مدھم سے مسکرائے۔ سر اثبات میں ہلا۔

''میں کر سکتی ہوں۔''

''اور میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ کل رات کے بعد میرا خیال ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں۔''

اس نے گیلا گلدستہ تالیہ کی طرف بڑھایا۔ اس نے فاتح سے نظریں ہٹائے بغیر اسے پکڑا اور پھر لب ہلائے۔

''وان فاتح!'' وقفہ دیا تو لہروں کا شور سنائی دینے لگا۔ ''Make a Wish''

اور یوں لگتا تھا وہ اس کی بڑی سے بڑی خواہش بھی پوری کر ڈالے گی۔ اس کے دل پہ جمی ساری ریت فاتح نے جیسے دھو

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈالی تھی.....

''ہاں....میری ایک خواہش ہے۔'' وہ مسکرا کے کہنے لگا۔وہ دونوں ریت پہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔لہریں ان کے قریب لپکتی ہوئی آتیں اور واپس پلٹ جاتیں۔ چھینٹے اڑا کے انہیں بھگو رہے تھے۔

''کیسے''

''کہ ہم دونوں برابری پہ آجائیں۔''

''برابری پہ؟'' اس نے ابرو اٹھائے۔

''ہاں۔ہم کبھی بھی برابری کی سطح پہ اپنا رشتہ نہیں رکھ سکے۔اس لئے ہمیں ''تو انکو'' اور ''شہزادی'' جیسے طرزِ تخاطب سے نکلنا چاہیے۔''

''کیا واقعی؟'' وہ چونکی۔

''ہاں۔میں باس تھا اور تم فین گرل تھیں۔'' اس نے مسکرا کے سر کو خم دیا۔

''پھر میں شہزادی بنی اور آپ غلام۔'' وہ یاد کر کے بتا رہی تھی۔

''ایسا ہی تھا۔''

''پھر آپ دوبارہ باس بن گئے اور میں آپ کی نائب۔ہم کبھی بھی برابر نہیں رہے۔''

''نہیں رہے۔'' وہ اس کے الفاظ دہرا رہا تھا۔

''مگر ہم برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔''

''ہو سکتے ہیں۔اگر ہم دوستوں کی طرح رہیں۔ایک دوسرے کے معاملات میں دخل دیے بغیر ایک دوسرے کو وہ جیسا ہے ویسے کی بنیاد پہ قبول کر کے۔'' وہ کہتے ہوئے اٹھا تو وہ بھی ساتھ ہی اٹھی۔ان کے ایک طرف پانی تھا اور دوسری طرف ساحل۔

''میں اِس دنیا میں سیلیبریٹی نہیں ہوں۔تم اس دنیا میں فین گرل نہیں ہو۔نہ میں اب غلام ہوں نہ تم میرے لئے ناقابلِ رسائی شہزادی ہو۔میرے دوست بہت کم رہے ہیں اس لئے میں شاید دوستی کے آداب سے ناآشنا ہوں۔'' ہلکے سے کندھے اچکائے۔''مگر میں کوشش کروں گا کہ میں اچھا دوست بن سکوں۔برابر کا دوست۔''

ہوا اس کے بال اڑا اڑا کے چہرے پہ لا رہی تھی۔اوڑھنی پیچھے گردن پہ جا گری تھی۔

وہ حیران تھی۔یہ عجب خوشگوار سی حیرت کا لمحہ تھا۔اس نے وان فاتح کے ساتھ بہت سے رشتے نبھائے تھے۔بہت سے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کام اکٹھے کیے تھے مگر خادم اور مخدوم کی حیثیت سے۔ تالیہ اور تو انکو کی حیثیت سے۔ وان فاتح کے ساتھ برابری کا کوئی تعلق ممکن تھا؟ اسے نہیں معلوم تھا۔ اور وہ اب یہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔

"لیکن اگر ہم اس دنیا سے جانے یا میرے بابا کی سیاست کے بارے میں بات نہیں کریں گے..... تو ہم کس بارے میں بات کریں گے؟ کیونکہ ہم تو ہمیشہ یہی باتیں کرتے آئے ہیں۔ سیاست۔ وقت کا سفر۔"

وہ دونوں ابھی تک آمنے سامنے کھڑے تھے۔ یہاں سے پہاڑی پہ بنا محل نظر آتا تھا لیکن شہزادی کو اب محل کی طرف دیکھنے کی حاجت نہیں رہی تھی۔

"ہم وہ بات کر سکتے ہیں جو ہمارے دل پہ بوجھ کی طرح ہو۔ کیونکہ دوستوں کے پاس انسان دل کا بوجھ ہلکا کرنے ہی جاتا ہے نا۔" پھر وہ دونوں ایک ہی سمت میں مڑ گئے اور پانی کی گیلی حدود کے ساتھ ساتھ قدم اٹھانے لگے۔

"آپ کے دل کو کیا بات بوجھل کیے ہوئے ہے؟" اس نے چلتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ میرے بچے مجھ سے دور چلے گئے اور عصرہ نے ہمیں چھوڑ دیا۔ یہ ایسا غم ہے جو ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔"

"کیونکہ غم ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔" اس نے یاد کر کے دہرایا۔

"تمہارے دل کو کیا بات بوجھل کیے ہوئے ہے؟" اس نے چلتے چلتے تالیہ کی طرف گردن موڑی۔ اس کے ساتھ برابر چلنا عجیب تھا مگر اچھا تھا۔ جو بھی تھا' اچھا تھا۔

"بابا نے ایڈم کو زخمی کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کے پاس صرف ایک ماہ ہے اور مجھے اس کی دوا ایک ماہ کے اندر ڈھونڈنی ہے۔" وہ مختصراً سارا قصہ بتاتی گئی۔

"اوہ۔" فاتح نے کراہ کے آنکھیں میچیں۔ "تو یہ بات تھی۔"

"اور اب مجھے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں سلطان مرسل کو انکار کیسے کروں۔" وہ ریت پہ چلتے چلتے رکی اور گردن موڑ کے اسے دیکھا۔

"کیا آپ کبھی ہمارے رشتے کے بارے میں سوچتے ہیں؟"

"تمہارا مطلب ہے کہ تم اس وجہ کو اگر سلطان کے سامنے رکھو تو....."

"میں نے پوچھا' کیا آپ کبھی ہمارے رشتے کے بارے میں سوچتے ہیں؟"

وہ اپنے قدموں پہ رک گیا۔ پھر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔ ان نظروں سے اندرونی کیفیات کا اندازہ قطعاً نہیں ہوتا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں۔میں سوچتا ہوں۔'' مبہم سا جواب دے کر وہ پانی کی سمت بڑھنے لگا۔اس کے قدم ریت پہ نشان چھوڑتے تالیہ سے دور جا رہے تھے۔

''کیا آپ اپنی دنیا میں واپس جاتے ہوئے مجھے اس رشتے سے آزاد کر جائیں گے؟ ہم نے یہ صرف سلطان مرسل کی وجہ سے کیا تھا۔'' وہ پیچھے سے اسے پکار کے بولی۔سوال پوچھتے ہوئے دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا۔

فاتح کے پاؤں پانی میں ڈوب چکے تھے۔اس کی تالیہ کی طرف پشت تھی۔وہ سمندر کے افق پہ نکلتے سورج کو دیکھ رہا تھا۔

''اگر تمہارے اوپر عصرہ کے قتل کا الزام نہ ہوتا اور تم میرے ساتھ ہماری دنیا میں واپس جاتیں تو کیا تم اس رشتے سے آزاد ہونا چاہتیں؟''

''جی۔'' اس نے بنا تامل کے کہا تو وہ چونکا۔مڑ کے حیرت سے اسے دیکھا۔

''اگر ہماری دنیا میں سب ٹھیک ہوتا تم تب بھی میرے ساتھ نہ رہتیں؟''

''نہیں۔کیونکہ وہاں میں ہمیشہ ''دوسری عورت'' کے طور پہ جانی جاؤں گی۔آپ کے بچے، اشعر اور آپ کے فینز.... سب مجھے ایک ایسی عورت سمجھیں گے جس نے عصرہ کی جگہ لی۔مجھے وہ عزت کبھی نہیں ملے گی جو میں چاہتی ہوں۔اس لیے میں کبھی بھی آپ کی دنیا میں آپ کے ساتھ رہنے کا نہیں سوچ سکتی۔'' وہ سادگی سے بتا رہی تھی۔

وہ ابھی تک آدھا گھوم کے اسے تعجب سے دیکھ رہا تھا۔اس کے عقب میں ٹھاٹھیں مارتا سمندر دکھائی دیتا تھا۔

''اور اگر میں یہاں رہ جاؤں.... تمہارے ساتھ.... تو کیا تم اس رشتے کو قبول کر لو گی؟''

اس سوال نے چند لمحے کے لیے تالیہ کا دل مٹھی میں لے لیا۔

''میں آپ کو اپنے لیے کبھی نہیں روکوں گی۔میں اور آپ ایک مجبوری کے تحت اس تعلق میں بندھے تھے۔ہم نہ کبھی ایک کپل تھے، نہ بن سکتے ہیں۔ہم صرف اچھے دوست رہ سکتے ہیں۔''

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ہم صرف یہی بن سکتے ہیں۔'' وہ گہری سانس لے کر واپس پانی کو دیکھنے لگا تو تالیہ کے دل کو دھکا سا لگا۔اسے توقع تھی کہ وہ اس کی بات کی نفی کرے گا۔کچھ اختلافات ہم صرف رد کیے جانے کے لیے پیش کرتے ہیں۔مگر وان فاتح نے اس کی تائید کر دی تھی۔یعنی وہ دونوں کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے تھے۔وہ دو دنیاؤں کے دو مختلف باشندے تھے۔ان کا آسمان ایک جیسا نہ تھا۔

''تم سلطان مرسل کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ تم پہلے سے شادی شدہ ہو؟'' وہ موضوع کو وہیں لے آیا جہاں سے اس کا رخ بدلا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"سوچ رہی ہوں یہی کہہ دوں۔ مار تو نہیں دے گا وہ مجھے۔"

"یعنی تم واقعی ملاکہ کی ملکہ نہیں بننا چاہتیں؟"

اس کے انداز پہ تالیہ کی ساری خوش اخلاقی ہوا ہوئی۔ آنکھیں اٹھا کے خفگی سے اسے گھورا۔

"مانا کہ وہ ملاکہ کا سلطان ہے.... اس کے پاس ہزاروں سپاہیوں کے لشکر ہیں جو اس کے ایک اشارے پہ چاند تارے توڑ کے لا سکتے ہیں' لیکن...."

ایک لہر اٹھ کے آئی اور اس کے پیر بھگو گئی۔ ٹھنڈا یخ پانی پیروں کو برف کر کے پیچھے ہٹ گیا اور تالیہ سن سی وہیں کھڑی رہ گئی۔

"وہ ملاکہ کا سلطان ہے۔ اور وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" اس نے بے یقینی سے دہرایا۔ فاتح بغور دیکھنے لگا۔

"تو؟"

"تو مجھے اس سے شادی کر لینی چاہیے۔" وہ چونک کے بولی۔

"کیا ہوا؟"

مگر تالیہ نے تیزی سے اپنے جوتے اٹھائے اور محل کی سمت قدم اٹھانے لگی۔ گلدستہ اس نے پانی کی طرف اچھال دیا اور خود آگے بڑھتی گئی۔

"کیا مطلب تمہیں اس سے شادی کر لینی چاہیے؟" وہ ناگواری سے اسے پکار رہا تھا۔

"تالیہ کے پلان ہیں.... تالیہ کی مرضی!" شہزادی مبہم مسکراہٹ کے ساتھ کہتی اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔

☆☆=========☆☆

کتب خانے کے کونے میں بچھونا بچھا تھا اور اس پہ لحاف میں ڈبکا ایڈم سو رہا تھا جب کسی نے کھڑکی اس کے اوپر کھول دی۔ روشنی اتنی تیز تھی کہ بند آنکھوں سے بھی ایڈم کو محسوس ہوئی تھی۔ اس نے نقاہت سے لحاف اتار کے سر باہر نکالا۔

"اٹھو' ایڈم۔ تمہیں ایک کام کرنا ہے۔"

کمزور سا ایڈم حیرت سے اٹھ بیٹھا۔ "کیا ہمیں دوا مل گئی؟" مگر پھر اس کا چہرہ بجھ گیا۔ "لیکن اتنی جلدی کیسے مل سکتی ہے۔ اس میں تو بہت وقت لگے گا۔"

"ریاضی پڑھی تھی نا بچپن میں؟" وہ اس کی میز سے قلم دوات الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "ایک سادہ سا ریاضی کا سوال ہے۔ اگر ایک آدمی ایک گھنٹے میں ایک اینٹ بناتا ہے تو دس گھنٹے میں کتنی اینٹیں بنائے گا؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"دس۔لیکن۔کون سی اینٹ ہے جو ایک گھنٹے میں بن جاتی ہے۔"

"اونہوں۔مثال دے رہی ہوں۔اگر دس کی جگہ سو آدمی اینٹیں بنانے لگ جائیں تو ایک گھنٹے میں کتنی اینٹیں بن جائیں گی؟"

"سو۔"

"ہمارے پاس ایک ماہ ہے مگر ہم دو ہیں۔بلکہ" اس کے کمزور وجود کو دیکھا۔"بلکہ تقریباً ڈیڑھ ہی ہیں۔"

پھر آنکھوں میں چمک اتری اور لبوں پہ مسکراہٹ۔"مگر وہ کون ہے جس کے پاس سارے ملاکہ کی حکومت ہے' دولت ہے' اور ہزاروں کی فوج ہے؟"

"سلطان مرسل شاہ؟"

"ہاں۔اور وہ میری تمام شرائط ماننے کو تیار ہے۔"

"کون سی شرائط؟"

"وہی جو میں ابھی اس کے سامنے رکھنے جا رہی ہوں۔" وہ مسکرا کے کہتے ہوئے اس کے سامنے آلتی پالتی کر کے بیٹھی اور کاغذوں کا دستہ گھٹنے پہ رکھا۔پھر قلم سیاہی میں ڈبو ڈبو کے لکھنے لگی۔

"اگر آپ میری یہ سات مانگیں پوری کر سکیں۔جن کا سوال میں آپ سے کر رہی ہوں سلطان معظم تو میں آپ سے شادی کر لوں گی۔دوسری صورت میں' میں ہمیشہ کے لئے ملاکہ چھوڑ کے چلی جاؤں گی۔اور آپ چاہیں بھی تو مجھے نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔"

ایڈم سیدھا ہو کے بیٹھا اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔"آپ میری دوا کے اجزا سلطان سے مانگیں گی؟"

"ڈائریکٹلی نہیں مانگ سکتی۔بالخصوص طلائی گلاب تو بالکل نہیں مانگ سکتی ورنہ اس کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہم کسی جادو والے کام میں ملوث ہیں۔اس لئے میں چار ایسی مانگیں رکھوں گی جو اجزا ترکیبی سے متعلق ہیں۔پہلی شرط۔مچھروں کے سات بھرے ہوئے طشت۔ایک سو آدمی اگر اکٹھے مچھر پکڑنے لگ جائیں تو ہفتے بھر میں طشت بھر کے لا سکتے ہیں۔ہمیں دوا کے لئے سات طشت چاہیے ہیں۔"

"Yuck" ایڈم نے برا منہ بنایا تو تالیہ نے ابرو اچکائے۔

"کیا تمہیں بھول گیا کہ تم نے مجھے گراس ہوپرز کھلائے تھے؟"

وہ اسے گھور کے رہ گیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دوسری شرط۔ جامنی پھول کے رس کی سات بوتلیں۔ ایک پھول سے ایک قطرہ نکلتا ہے۔ سلطان کی فوج کے سینکڑوں آدمی اکٹھے لگ جائیں تو یہ کام بھی ہو جائے گا۔ تیسری شرط..... جمڑ ثوموں کے دل سے بھرے سات طشت..... چوتھی شرط... کنواری عورتوں کے آنسوؤں سے بھری سات بوتلیں۔'' وہ رکی۔ اور گننے لگی۔

''باقی تمام اشیا میرے سپاہی خود ڈھونڈ لیں گے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ صرف طلائی گلاب (ماوراس) ہے جو ہمیں چاہیے۔'' وہ کچھ سوچنے لگی۔ پھر مسکرائی۔

''طلائی گلاب ابوالخیر کے پاس ہے۔ جس کے سونے' چاندی کے ڈھیر اور غلاموں کی کثرت اس کو طاقتور بناتے ہیں۔ اگر یہ اس سے لے لئے جائیں تو میں اس سے طلائی گلاب آسانی سے حاصل کر سکتی ہوں۔''

''وہ کیسے؟'' اور پھر ایڈم کو یاد آیا۔ وہ جو اس نے بنگارایا ملایو میں پڑھا تھا۔

''پل۔''

''ہاں۔ سونے کا پل۔'' وہ مسکرائی۔ ''مجھے اب سمجھ آیا کہ شہزادی تاشہ نے..... یعنی... میں نے وہ عجیب شرط کیوں رکھی تھی۔ پانچویں شرط یہ تھی کہ میرے محل سے سلطنت محل تک سونے کا ایک پل تعمیر کیا جائے۔ جس پہ چل کے میں سلطان سے ملنے جاؤں۔ اور چھٹی شرط۔ ایک چاندی کا پل۔ جس پہ چل کے میں واپس آسکوں۔ ان پلوں کی تعمیر کے لیے سلطان کو سونا چاہیے' چاندی چاہیے اور اس بے گار کے لئے غلام چاہیے ہیں۔ تینوں چیزیں اسے ایک ساتھ ابوالخیر سے مل جائیں گی۔''

''ابوالخیر آسانی سے اسے یہ سب دے دے گا؟''

''ظاہر ہے وہ انکار کر دے گا۔ اس لیے سلطان ابوالخیر کو ڈالے گا جیل میں اور اس کا سب کچھ ضبط کر لے گا۔ طلائی گلاب غیر محفوظ ہو جائے گا اور میں اسے حاصل کر لوں گی۔'' تالیہ کا پلان تیار تھا۔ ایڈم چند لمحے کچھ بول نہ سکا۔

''اور آخری مانگ؟''

''میں نے اس بارے میں بھی سوچا ہے۔ لیکن دیکھو ایڈم.... میری ساتویں اور آخری مانگ دراصل سفاک نہیں ہے۔ بلکہ ناممکن ہے۔ میں نے سلطان سے خون کا ایک پیالہ مانگنا ہے۔ سلطان مرسل شاہ کے اپنے خون کا پیالہ جس میں ان کے والدین کے خون کی آمیزش ہو۔ اپنا خون نکالنے کے لئے سلطان کو خود کو مارنا پڑے گا اور وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا۔''

''بنگارایا ملایو کے مطابق اس نے آخری مانگ پوری نہیں کی تھی۔''

''ہاں۔ آخری مانگ پوری کرنے کے لئے جب وہ اپنی کلائی کاٹنے لگا تھا تو شہزادی تاشہ نے بروقت اس کے پاس جا کے اس کو بچا لیا تھا اور اسے کہا تھا کہ وہ ایسے نہ کرے۔ وہ تو صرف اس کا امتحان لے رہی تھی۔ یوں سلطان بھی بچ گیا اور ان کی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شادی بھی نہیں ہوئی۔ یہ شرط رکھی ہی اس لیے گئی تھی کہ سلطان اسے پورا نہ کر سکے۔"

"آپ کو یقین ہے کہ وہ خود کو نہیں مارے گا؟"

"وہ کتاب جھوٹ نہیں بولتی۔شہزادی تاشہ اسے بچالے گی اور سلطان مرسل ایسے نہیں مرا تھا۔وہ بعد میں کسی اور طریقے سے مرا تھا۔اس لئے میرے یہ سوال بالکل محفوظ ہیں۔کچھ غلط نہیں ہوگا۔"

"چے تالیہ.....کیا میری دوا کے لئے اتنا بڑا خطرہ مول لینا ٹھیک ہے؟ آپ کو میرے لئے سلطان سے اتنا بڑا ناٹک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تمہاری دوا کے لئے میں سب کچھ کروں گی ایڈم۔دوسری دنیا میں وقت تھما ہوا ہے اور تمہارے والدین منتظر ہیں۔میں تمہیں یہاں سے ٹھیک کر کے ہی بھیجوں گی۔مجھے میرا وعدہ نبھانے دو....."

ایڈم نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔"اب مجھے کیا کرنا ہے؟"

"تمہیں میری یہ شرائط لے کر سلطان کے پاس جانا ہے۔میں بابا کے کسی قاصد کو نہیں بھیجنا چاہتی کہ وہ کہیں کچھ غلط نہ کر ڈالے۔مجھے صرف تم پہ اعتبار ہے۔"وہ اب سر جھکائے تیز تیز قلم کاغذ پہ رگڑ رہی تھی۔ایڈم راضی نہیں لگتا تھا مگر اس کے پاس اختلاف کرنے کے لیے کوئی نقطہ نہیں بچا تھا۔

☆☆=========☆☆

سلطنت محل کے دربار میں لاٹھی کے سہارے قدم قدم چلتا ایڈم بن محمد آگے بڑھ رہا تھا۔اس کی ایک بغل تلے بیساکھی تھی اور دوسرے ہاتھ میں تہہ شدہ مراسلہ تھا۔وہ یرقان کے مریض کی طرح زرد لگتا تھا۔

تخت پہ مرسل شاہ براجمان تھا اور مشروب کے گھونٹ بھرتا دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔شاہی مورخ بیمار لگتا تھا مگر سلطان کی دلچسپی اس مراسلے میں تھی جو وہ ساتھ لایا تھا۔

"شہزادی تاشہ کی سات مانگیں۔"ایڈم نے پڑھ کے سنانا شروع کیا۔پھر بیٹھنے کی اجازت مانگی۔اس سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔سلطان نے اجازت دے ڈالی۔

"میری پہلی مانگ یہ ہے کہ مجھے مچھروں کے دماغ سے بھرے سات طشت چاہیے ہیں۔"

ایڈم اب مورخ کی کرسی پہ بیٹھا مراسلے کی شرائط پڑھ کے سنا رہا تھا۔مرسل پہیل کے تخت پہ براجمان' طشت سے انگور اٹھا کے منہ میں رکھتا سن رہا تھا۔

"دوسری مانگ۔مجھے سہا کے جنگلوں میں اگنے والے جامنی زہریلے پھول کے رس کی سات بوتلیں درکار ہیں۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سلطان نے مسکرا کے چمکتی آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا۔

"تیسری مانگ۔ مجھے کنواری عورتوں کے آنسوؤں سے بھری سات بوتلیں دی جائیں۔"

(صبح ہوتے ہی شہزادی کے حکم پہ مزدور لگ گئے اور اس راستے کو توڑنے لگے تھے جو بندا ہارا کے محل سے سلطنت محل کو جاتا تھا۔ تالیہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی مسکرا کے سارے عمل کا جائزہ لے رہی تھی۔)

"چوتھی مانگ۔ مجھے جڑ ؤموں سے بھرے سات طشت چاہیے ہیں۔"

(اپنے حرم کے باغیچے میں یان سوفو بے چینی سے دائیں بائیں ٹہل رہی تھی۔ وانگ لی اس کو رازداری سے ایک ایک شرط پڑھ کے سنا رہا تھا۔ آخری شرط پہ ملکہ ٹھٹکی۔ پھر اس کا رنگ بدلا۔ وہ مسکرائی۔ آنکھیں چمکی۔ وانگ لی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"شرائط رکھنے کا مطلب ہے شہزادی سلطان سے شادی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں کچھ کرنا ہوگا' ملکہ۔"

"شہزادی تاشہ کو ابھی معلوم نہیں کہ وہ کیا مانگ بیٹھی ہے۔ ہمیں کچھ نہیں کرنا۔ بس خاموشی سے تماشا دیکھنا ہے۔" وہ کہہ رہی تھی اور وانگ لی تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا۔)

"میری پانچویں مانگ یہ ہے کہ آپ کے محل سے میرے محل تک ایک سونے کا پل تیار کیا جائے جس پہ چل کے آپ میرا ہاتھ مانگنے مجھ تک آسکیں۔"

(ابوالخیر کی حویلی اس وقت مسلح فوجیوں سے بھری تھی۔ شاہی سپاہی اس کے غلاموں کو حراست میں لے رہے تھے اور صندوق کے صندوق لادے باہر جا رہے تھے۔ ابوالخیر کے چہرے پہ کالا کپڑا باندھے اسے گرفتار کر کے گھوڑا گاڑی میں بٹھایا جا رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا۔ غرا رہا تھا مگر اس کی بات نہیں سنی جا رہی تھی۔)

"میری چھٹی مانگ یہ ہے کہ میرے محل سے آپ کے محل تک ایک چاندی کا پل تعمیر کیا جائے جس پہ چل کے میں آپ کے محل آسکوں۔"

(ابوالخیر کی حویلی کے ایک اندرونی کمرے کے وسط میں سونے کا گملا رکھا تھا۔ گملے کے اندر بڑے بڑے تین سنہری گلاب کھلے تھے۔ دالان کے کنارے پہ سہمے ہوئے تین بے بس غلام کھڑے تھے۔ شہزادی کے سپاہیوں نے ان پہ تلواریں تان رکھی تھیں۔ ان کا مالک قید میں تھا اور وہ بے بسی سے شہزادی کو اندر آتے دیکھ رہے تھے۔ وہ مسکراتی ہوئی قریب آئی اور جھک کے ایک پھول توڑا۔ پھر اسے احتیاط سے پوٹلی کے اندر ڈالا۔)

"میری ساتویں مانگ یہ ہے کہ مجھے خون سے بھرا ایک پیالہ چاہیے۔ وہ خون خالص ترین ہو اور اس سلطنت میں سب

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے خالص خون سلطان مرسل شاہ کا ہے جس میں ان کے نیک والدین کے خون کی آمیزش ہے۔ مجھے اس پاک خون کا ایک پیالہ اگر آقا فراہم کر دیں تو میں ان سے شادی کے لیے تیار ہوں۔"

(ایڈم سلطنت محل کے برآمدے کے زینوں پہ بیٹھا اپنے دستے پہ کچھ لکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی وہ گاہے بگاہے نگاہ اٹھا کے دیکھتا۔ محل میں معمول سے کہیں زیادہ غلاموں اور سپاہیوں کی دوڑیں لگتی نظر آ رہی تھیں۔ روز نئے سپاہی بلائے جاتے اور انہیں سونا پگھلا کے پل بنانے سے لے کر جڑ توڑے اور آنسو اکٹھا کرنے بھیج دیا جاتا۔ ایڈم سر جھکائے واپس اپنا کام کرنے لگ گیا۔ ملاکہ سلطنت میں ہر کسی کی زبان پہ شہزادی تاشہ کی مانگوں کا چرچا تھا۔ ان واقعات کو تاریخ میں رقم کرنا ضروری تھا۔)

"میرا مورخ ان مانگوں کی تکمیل تک سلطنت محل میں رہے گا اور ان تاریخی واقعات کو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے کتاب میں محفوظ کرے گا۔ مورخ کی طبیعت ناساز ہے اس لیے میری سلطان سے درخواست ہے کہ اس کا پورا خیال رکھا جائے۔"

(شہزادی تاشہ اپنے محل کی بالکونی میں کھڑی مسکرا کے نیچے پہاڑی کے دامن کو دیکھ رہی تھی۔ راستہ منہدم تھا اور وہاں نیا راستہ تعمیر کرنے کا کام شروع ہو چکا تھا۔ طشت بھر بھر کے مطلوبہ اشیا سپاہی لا رہے تھے۔ اور اسے انگلی ہلانے کی ضرورت بھی نہ پڑی تھی۔ سلطان کے سپاہی لاعلمی میں ایڈم کی دوا بنا رہے تھے۔ اور وہ بازو سینے پہ لپیٹے مسکرا کے وقت کے گزرنے کا انتظار کر رہی تھی۔ ہر شے ان کے حق میں جا رہی تھی۔)

"اپنی شہزادی سے کہو کہ مجھے ان کی مانگیں بہت دلچسپ لگی ہیں۔ اور میں ان کو پورا کروں گا۔ آخری نقطے تک۔"

اور ایڈم نے ان الفاظ پہ سلطان مرسل کو دیکھتے ہوئے افسوس سے سوچا تھا۔ (بگارایا ملایو کے مطابق ان مانگوں کو پورا کرتے کرتے مرسل شاہ نے اپنی سلطنت کو تباہ کر ڈالا تھا اور لوگوں کو اپنے خلاف کر دیا تھا۔ سونے اور چاندی کے پل چند فٹ تک ہی تعمیر ہو سکے تھے۔ اور آخر میں سلطان کی تاشہ سے شادی بھی نہ ہو سکی تھی۔ یعنی اس آدمی کا تختہ ایک عام سے انسان ایڈم بن محمد کی دوا کے لیے الٹنا جا رہا ہے اور اسے خبر بھی نہیں۔ آہ۔)

☆☆=========☆☆

ملاکہ کا بازار اس دوپہر خوانچہ فروشوں کی صداؤں سے گونج رہا تھا۔ فاتح اپنے سیاہ گھوڑے پہ سوار بازار کی مرکزی گلی میں داخل ہوا تو لوگ ہٹ ہٹ کے راستہ دینے لگے۔ وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھتے جو سیاہ قبا دونوں کندھوں پہ ڈالے سپاٹ چہرے کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا' اور پھر آپس میں کھسر پھسر کرتے۔ وہ یقیناً کہہ رہے تھے کہ کبھی یہ جیا کا غلام فاتح ان کی طرح کا ہوتا تھا اور اب یہ دالیجہ کا مشیر بن چکا ہے۔ اب یہ محل والوں میں سے ہو گیا ہے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ ان کی نظروں میں لکھے شکوے پہچانتا تھا مگر عرصہ ہوا آزاد فاتح نے خود کو لوگوں کی آراء سے آزاد کرنا بھی سیکھ لیا تھا۔ وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

ایک ڈھابے کے باہر بچھی میز تک وہ آیا اور انگلی سے دکاندار کو اشارہ کیا۔ (ایک چائے)۔

دکاندار فوراً باورچی کو اس کی مانگ بتانے لگا۔ ایسے میں فاتح کہنیاں میز پہ رکھے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی متلاشی نظریں ایک سے دوسری کرسی تک جا رہی تھیں، پھر وہ ٹھہرا۔ مسکرا کے ایک لڑکے کو ہاتھ ملایا۔ وہ لڑکا اسے دیکھ کے حیران رہ گیا۔ پھر ایک دم اپنی میز چھوڑ کے اس کی طرف لپکا۔

"آپ یہاں؟" وہ حیرت سے کہتا اس کے سامنے بیٹھا۔ وہ ابوالخیر کی حویلی میں اس کے ساتھ کام کرتا تھا۔

دونوں رسمی باتیں کرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا کہنے لگا۔

"میں نے سنا تھا کہ آپ کو راجہ نے محل میں تعینات کر لیا ہے مگر یقین نہیں آیا تھا۔"

وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا۔ تو فاتح مسکرایا۔

"میں اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا۔ تمہیں آزاد کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ پورا کیا نا؟"

"ہاں مگر آزاد ہو کے ہمیں کیا ملا؟ کوئی ڈھنگ کی نوکری تک نہیں دیتا جس میں چار پیسے جوڑ لیں۔"

"تم میرے لئے کام کیوں نہیں کرتے؟" وہ میز پہ کہنیاں جمائے اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"کیسا کام؟"

"تمہیں ابوالخیر اکثر پیغام رسانی کے لئے سن ہاؤ اور دوسرے امراء کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ تم ان بڑے لوگوں سے بات چیت میں اچھے ہو۔ تم آسانی سے کسی کے بھی ہاں بظاہر نوکری حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن اندر سے تم میرے لیے کام کرو گے۔"

"آپ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کے لئے کسی کی جاسوسی کروں؟" وہ دنگ رہ گیا۔

"ہاں۔"

"کس کی؟"

"سن ہاؤ کی۔ میں اس کے معمولات جاننا چاہتا ہوں۔ بلکہ اس کے بارے میں ہر چیز جاننا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سن ہاؤ کسی شے کو چھپا رہا ہے۔ شہر سے دور کسی جگہ پہ اس نے کچھ چھپا رکھا ہے۔ میں اس شے کو تلاش کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم میری مدد کر سکتے ہو۔" دکاندار چائے لے آیا تو وہ خاموش ہوا۔ نوجوان قدرے متذبذب نظر آتا تھا۔ پھر اس نے سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میں سوچوں گا۔"

"وقت کم ہے۔ تمہیں تنخواہ بھی ملے گی اور مراعات بھی۔ لیکن اگر تم نے آج رات تک فیصلہ نہ کیا تو میں یہ کام کسی اور کو دے دوں گا۔ سوچ لو۔" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"میں رات تک بتاتا ہوں۔" اس نے تیزی سے کہا تھا۔

وان فاتح کے پاس سے وہ نوجوان غلام جب اٹھا تو تیزی سے بازار کی طرف چل دیا۔ احتیاط سے اس نے تین راستے بدلے اور کچھ دیر بعد وہ سن ہاؤ کی حویلی کے سامنے کھڑا تھا۔

"وہ مجھ سے آپ کی جاسوسی کروانا چاہتا ہے' سن ہاؤ۔" وانگ لی کو ساری کتھا سنا کے اس نے ہاتھ باندھ کے کہا تھا۔ "اس کو معلوم نہیں ہے کہ ابھی دو دن پہلے آپ نے مجھے ملازمت پہ رکھا ہے۔"

"ہوں۔" چینی سفیر نے حقے سے تمبا کو کا کش بھرا اور دھواں باہر خارج کیا۔ پھر سوچتے ہوئے بولا۔ "تم اس کو کہو کہ تم نے اس کی پیشکش قبول کر لی ہے۔ اس سے رقم بھی لے لو۔ اس کے سامنے ظاہر کرو کہ تم مجھے دھوکہ دے رہے ہو۔ اور اس کو تم نے وہی بتانا ہے جو میں کہوں۔ اور مجھے وہ بتانا ہے جو وہ تمہیں بتائے۔ ہر بات۔ ہر حرکت۔ سمجھے؟" آخر میں اس نے اپنی چھوٹی آنکھوں سے نوجوان کو گھورا تو اس نے جلدی سے سر جھکا دیا۔

"جو حکم میرے آقا۔" اور الٹے قدموں پیچھے ہٹ گیا۔

"غلام فاتح۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" دھوئیں کے مرغولے اڑاتا وہ سوچ رہا تھا۔

☆☆==========☆☆

سلطنت محل کی اس بالکونی میں کھڑے ہونے والے کو محل کے عقبی حصے میں ہوتا تعمیراتی کام صاف دکھائی دیتا تھا۔ اس محل کے عقب سے بندا ہارا کے محل تک ایک راستے کا تعین کیا گیا تھا جس کو توڑ پھوڑ کے اس کی جگہ سونے کا پل تعمیر کیا جا رہا تھا۔ یہ گزرگاہ عام عوام کی پہنچ سے دور تھی اور اس وقت سینکڑوں سپاہی اس کام پہ مامور تھے۔

بالکونی میں مرسل شاہ کرسی ڈالے بیٹھا نیچے دکھائی دیتے کام کا جائزہ لے رہا تھا۔ ایک طرف زمین پہ دوزانو بیٹھا ایڈم چوکی پہ رکھے کاغذات پہ کچھ لکھ رہا تھا۔ گاہے بگاہے وہ نظر اٹھا کے سلطان کو دیکھتا' پھر دوسری جانب بت بنے کھڑے محافظوں کو اور پھر خاموشی سے اپنا کام کیے جاتا۔ اس کا کام ان تاریخی شرائط کو عمل درآمد ہوتے دیکھنا اور ان کو تاریخ میں رقم کرنا تھا۔

مرسل شاہ بازوؤں کا تکیہ بنائے سر کے پیچھے رکھے مسکرا کے نیچے دیکھ رہا تھا۔ منڈیر پہ جام دھرا تھا جس میں پھلوں کا تازہ رس اس کا منتظر تھا لیکن وہ اتنا پرجوش نظر آتا تھا کہ بھوک' پیاس سب اڑ چکی تھی۔ دفعتاً اس نے گردن موڑی اور دلچسپی سے سر

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

جھکا کے لکھتے ہوئے سورخ کو مخاطب کیا۔

''شاہی مورخ...شہزادی تاشہ نے وہ شرائط تمہارے ہاتھ بھجوائی تھیں۔''

ایڈم نے سر اٹھایا۔ وہ نحیف اور لاغر سا ہو چکا تھا۔ بال اڑے اڑے سے تھے اور رنگت مزید سانولی ہوتی جا رہی تھی۔ آنکھوں میں ویرانی ہی ویرانی تھی۔

''جی....آقا۔''

''کیوں؟ حالانکہ تم شہزادی کے خاص خادم بھی نہیں ہو۔''

محافظوں نے ایک خاموش نظر سلطان پہ ڈالی جو ایک مورخ سے براہ راست گفتگو کر رہا تھا مگر بولے کچھ نہیں کہ مقام نہ تھا۔

''شہزادی مجھ پہ بہت بھروسہ کرتی ہیں۔''

''اچھا وہ کیوں؟'' مرسل کرسی پہ آدھا گھوم گیا اور دلچسپی سے ایڈم کو دیکھا۔

''کیونکہ میں غم اور خوشی دونوں میں سچ بولنے کا قائل ہوں۔ اس لیے شہزادی کو لگتا ہے کہ میرا مشورہ ہمیشہ سچا ہو گا اور میری نصیحت کبھی بے معنی نہ ہو گی۔''

''بہت دلچسپ۔ تم کہاں سے مل گئے تھے شہزادی کو؟''

ایڈم نے قلم رکھ دیا اور سر جھکا دیا۔ ایسے کہ لبوں پہ اداس مسکراہٹ در آئی۔

''شہزادی کے بابا نے ان کو تعلیم و تربیت کے لیے جس گاؤں میں بھیجا تھا.... میں وہاں کا باشندہ ہوں۔ وہاں امراء کی ایک محفل میں میں ان سے پہلی دفعہ ملا تھا اور میں نے گستاخی یہ کی کہ میں انہیں ایک کنیز سمجھا۔ انہوں نے مجھے اس کے لیے معاف نہیں کیا۔ تب تک نہیں جب تک کہ میں ان کی غلامی میں نہ آ گیا۔''

''کیا پسند آیا تھا شہزادی کو تم میں؟'' مرسل شاہ نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔

''شاید یہ بات کہ میں سوال بہت پوچھتا تھا۔ آپ سے ایک سوال پوچھوں آقا؟''

اس مقام پہ جان جانے کا ڈر کافی کم ہو چکا تھا۔ جان ویسے ہی اب غیر یقینی ہو چکی تھی۔

''پوچھو۔ ہم بھی تو سنیں کہ تمہارے سوال کیسے ہیں۔''

ایڈم کھنکھارا۔ ''اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خوشی اور غم دونوں حالتوں میں سچ بولنے کا حکم دیا ہے۔ چاہے سامنے اپنا ہو یا دشمن۔ ایک سچ میں آپ سے بولنا چاہتا ہوں۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے منڈیر سے نیچے دیکھا جہاں دور سپاہی کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔

"آپ ایک عورت کے حصول کے لیے اپنی سلطنت کے سارے اثاثے گنوا رہے ہیں۔ کیا یہ سب آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا' آقا؟"

مرسل شاہ نے نگینوں سے سجی پگڑی اتار کے منڈیر پہ رکھی اور سیاہ لمبے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ پھر مسکرایا۔

"شہزادی تاشہ کے حصول کے لیے جو شرائط بھی رکھی جائیں' ان کو پورا کرنا قانون کے مطابق بالکل درست ہے۔ اگلی کوئی حکومت میرے اوپر مقدمہ نہیں چلا سکتی۔ نہ ہی میرے جرنیل یا وزرا میرے خلاف قاضی کے پاس جاسکتے ہیں۔"

ایڈم نے سر ہلا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ ملاکہ کے قانون کے مطابق شادی کی شرائط پورا کرنا سلطان کا فرض تھا۔

"مگر آقا..... میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ..... ایک عورت کے لیے آپ اپنی سلطنت کا سارا مال و متاع گنوا تو نہیں بیٹھیں گے؟ دراصل میں آپ کو ایک مخلصانہ رائے دینا چاہتا ہوں۔ بے شک میں نے ہی وہ شرائط پڑھ کے سنائی ہیں....." (اور دل میں ایڈم نے سوچا کہ بے شک میری دوا کے لیے ہی وہ شرائط رکھی گئی ہیں) "لیکن جس طرح آپ اپنی دولت لٹا رہے ہیں' مجھے خوف سا آنے لگا ہے۔"

وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ بگارایا ملایو کے مطابق سلطان نے اپنا سب کچھ سونے کے اس پل کو بنانے کے پیچھے گنوا دیا تھا اور بالآخر اس کی حکومت تک اس کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔

"آہ..... شاہی مورخ..... عورتوں کی طرح تمہیں بھی یہ خوش فہمی ہے کہ یہ دنیا عورتوں کی خواہشات کے گرد گھومتی ہے۔"

مرسل مسکرا کے دور افق کو دیکھ رہا تھا۔ زمین پہ بیٹھے ایڈم نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"مگر آقا..... شہزادی کی آخری مانگ تو آپ کبھی پوری نہیں کر سکتے۔ پھر باقی مانگیں پوری کرنے کا فائدہ؟"

مرسل نے دھیرے سے گردن موڑی اور چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ "کس نے کہا کہ میں آخری مانگ پوری نہیں کر سکتا؟"

یہ کہہ کے وہ اٹھا' اپنی قبا سے نادیدہ گرد جھاڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایڈم اٹھ نہیں سکا۔ اسے بیٹھے رہنے کی رخصت حاصل تھی۔ دروازے تک پہنچ کے مرسل رکا' اور مسکرا کے ایڈم کو دیکھا۔

"سنو اپاہج انسان..... میں نے شہزادی تاشہ سے ساتوں مانگیں پوری کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ میں ساتوں پوری کروں گا۔ تمہاری حالت خراب لگتی ہے لیکن میری خواہش ہے کہ تم ان مانگوں کے پورا ہونے تک زندہ رہو۔"

وہ ازلی بے نیازی سے کہہ کے چلا گیا اور ایڈم بس اسے دیکھ کے رہ گیا۔ اس آدمی کی سلطنت میں کیا ہو رہا تھا' غریب کو کیا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاہیے انصاف کے لیے لڑتے لوگوں کا درد کیا ہے.... اسے کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ وہ سونے کے کھلونے بنا رہا تھا۔ اسے صرف اپنے کھیل سے غرض تھی۔

"تم واپس کیوں آ گئے؟ تمہاری دیکھ بھال نہیں ہو رہی وہاں کیا؟" ایڈم کو واپس اپنے محل میں دیکھ کے وہ حیران رہ گئی تھی۔

"آپ کے راستے منہدم کروانے سے واپس آنے میں مشکل پیش آئی۔ شکر ہے مراد راجہ نے جنگل والا راستہ بچا لیا تھا ورنہ سلطان کے پاگل پن نے تو سب کو مفلوج کر دیا ہے۔" وہ جلے کٹے انداز میں کہتا لاٹھی نیچے رکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دیوان خانے میں موجود تھے اور ایڈم نے داخل ہوتے ہی بیٹھنے کے لیے ٹھنڈی زمین کا ایک قطعہ ڈھونڈا تھا۔ اس سے زیادہ دیر کھڑا نہیں ہوا جاتا تھا۔

"کیسا ہے سلطان؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔ ایڈم نے ناراضی سے اسے دیکھا۔

"وہ کریزی سائیکو پیتھ..... مجھے تو اس آدمی سے خوف آنے لگا ہے۔ اگر اس نے اپنی جان لے لی تو اس کا خون کس کے سر ہو گا بے تالیہ؟"

"ریلیکس۔ وہ بے وقوف ہے۔ مگر دیوانہ نہیں۔ وہ اپنی جان کبھی نہیں لے گا۔"

"وہ کریزی ہے۔ کریزی۔" ایڈم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیسے سمجھائے۔ "اس کو جب معلوم ہو گا کہ ہم نے اس کے ساتھ ایک کون کھیلا ہے تو مجھے ڈر ہے وہ کچھ غلط نہ کر ڈالے۔ آپ پلیز ان مانگوں کو واپس لے لیں۔ میری دوا کسی اور طریقے سے بن جائے گی مگر میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ اتنا بڑا خطرہ مول لیں۔"

وہ بے بسی سے سامنے کھڑی شہزادی کو دیکھ رہا تھا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا ایڈم۔ میں نے تمہیں اس سب میں پھنسایا تھا۔ میں ہی تمہیں نکالوں گی۔" وہ شانے اچکا کے کہتی مڑ گئی تو زمین پہ بیٹھے ایڈم نے یاسیت سے اسے پکارا۔

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں بے تالیہ۔"

وہ مڑی اور مسکرا کے اسے دیکھا۔ "کہو۔"

چند ثانیے خاموشی کی نذر ہو گئے۔ پھر ایڈم نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں۔ جب یہ یقین ہو جائے گا کہ مرنے والا ہوں..... یا یہ کہ دوا سے بچ سکتا ہوں..... تب کہوں گا۔ پہلے مجھے اس بے یقینی سے نکلنا ہو گا۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

وہ رخ موڑ گیا۔اسے ابھی شہزادی سے کوئی بات نہیں کہنی تھی۔

ابھی اس کے پاس وقت تھا۔

☆☆=========☆☆

بندا ہارا کے محل سے نیچے پہاڑی کی ڈھلان کو جاتا راستہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔وہاں بھی مزدور کام پہ لگے تھے اور متوقع طور پہ سونے کے پل کے لیے بنیادیں بنائی جا رہی تھیں۔

محل کے پائیں باغ میں دور دور تک پھلدار درخت قطاروں میں نظر آتے تھے۔ایک درخت سے دوسرے تک کافی فاصلہ تھا اور زمین تراشیدہ گھاس سے ڈھکی تھی۔

ایسے میں ایک جگہ گھاس پہ لکڑی کا اسٹینڈ کھڑا تھا جس پہ کینوس نما کاغذ لگا تھا۔ایک اونچی چوکی پہ مختلف رنگ کھلے پڑے تھے اور تالیہ برش اور انگلیوں کی مدد سے کینوس پہ رنگ بھر رہی تھی۔

صبح کی ٹھنڈی چھایا سارے باغ پہ پھیلی تھی۔بادلوں نے آسمان کو ڈھک رکھا تھا اس لیے دھوپ مدارد تھی۔اس خوبصورت موسم میں سفید لباس پہنے کھڑی شہزادی خود بھی کسی پینٹنگ کا حصہ دکھائی دیتی تھی۔بال آدھے باندھے زیورات سے مبرا جوڑے سر پہ سفید ریشمی کپڑا اڑائے وہ مسکراتی ہوئی برش چلا رہی تھی جب آہٹ پہ چونک کے سر اٹھایا۔

اس آہٹ کو وہ پہچانتی تھی۔گھاس پہ چلتے قدموں کی اس چاپ تک کو وہ پہچانتی تھی۔

وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔آج سیاہ قبا کندھوں پہ نہیں تھی۔سفید کرتے پاجامے پہ بنا آستین کے بھوری جیکٹ پہنے کندھے پہ چرمی تھیلا اٹھائے وہ کوئی سامان لے جا رہا تھا جب راستے میں درختوں کے درمیان سفید ریشم کی جھلک دیکھ کے رکا اور ادھر ہی آ گیا تھا۔اس کے ماتھے پہ بال بکھرے تھے اور چہرے پہ وہی مطمئن سی مسکراہٹ تھی۔

اسے دیکھ کے تالیہ کے اندر تک عجیب سی خوشی اترنے لگی۔

"آپ کب آئے؟" سر جھکا کے وہ بے مقصد برش چلانے لگی۔

"تم نے یہاں بھی اپنے ذوق کی چیزیں ڈھونڈ لیں۔" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا اور کینوس پہ جھانکا۔وہ ایک بلیک اینڈ وائٹ تصویر بنا رہی تھی۔

باغ کا منظر۔دور تک پھیلے بلیک اینڈ وائٹ درخت۔اور اس سارے پھیکے منظر میں درمیان کا صرف ایک درخت تھا جس کے اوپر نارنجی رنگ کے مالٹے لگے تھے۔

"کتنا امیزنگ ہے یہ سب۔" وہ پینٹنگ دیکھتے ہوئے ستائش سے بولا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا؟ میرا آرٹ ورک؟''

''نہیں۔ ہم انسانوں کی ماحول کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے کی صلاحیت۔'' وہ جیسے اعتراف کر رہا تھا۔''میں اس قدیم دنیا میں رہنے کے ارادے سے نہیں آیا تھا' نہ ہی گزشتہ دفعہ کی طرح لاعلمی میں یہاں پھنس گیا تھا۔ میں یہاں سے جلد از جلد جانے کے لیے آیا تھا لیکن اب دیکھو۔'' اس نے مسکرا کے تالیہ کو دیکھا۔''میں یہاں رہ رہا ہوں اور ماحول کے ساتھ ایڈاپٹ بھی کر گیا ہوں۔''

یہ فقرے کہتے فاتح کے انداز میں کچھ بے بس سا تھا۔ تالیہ نے برش رکھ دیا۔

''کیا میں آپ کے لیے کچھ کر سکتی ہوں' فاتح؟'' وہ دونوں باغ کے وسط میں کینوس اسٹینڈ کے ساتھ آمنے سامنے کھڑے تھے۔

''نہیں تالیہ۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ ہم ایک دوسرے پہ اپنی خواہش نہیں مسلط کریں گے۔''

وہ آزردگی سے مسکرا دی۔''پھر بھی میری خواہش ہے کہ آپ جلد از جلد ایڈم کے ساتھ اپنی دنیا میں واپس چلے جائیں۔ اور میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ آپ کا استعفیٰ جو آپ اپنے دراز میں چھوڑ آئے ہیں' جو سوموار کی صبح جمع کروایا جانا تھا' وہ آپ تلف کر دیں۔ خواہش مسلط کرنے سے منع کیا تھا آپ نے۔ خواہش بتانے سے تو نہیں۔''

''نہیں تالیہ۔ میں نے ایک غلطی کی تھی۔ مجھے اس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔''

''آپ وزیراعظم نہیں بنیں گے تو کوئی اور بن جائے گا جو آپ سے زیادہ گنہگار ہو گا۔ اس کرسی کو چھوڑ دینا مسئلے کا حل نہیں ہے' وان فاتح۔ اس بارے میں سوچیے گا ضرور۔ آپ کے پاس یہاں بہت وقت ہے۔ جب آپ واپس جائیں گے تو وہاں وقت ٹھہرا ہوا ہو گا اور آپ کے پاس اس استعفے کو تلف کرنے کی مہلت ہو گی۔''

''میں نے وہ خواب دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔'' وہ مسکرایا تو اس کی آنکھوں میں زخمی پن سا تھا۔''میں صرف اپنے آج پہ فوکس کر رہا ہوں۔ مجھے مراد راجہ کو سلطان بنوانا ہے اور اس سے وقت کی چابی لینی ہے جو کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ آسانی سے نہیں دے گا۔''

''آپ ان کو سلطان کیسے بنائیں گے؟''

''ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے بنگارا یا ملایو پڑھ رکھی ہے۔ اس کے مطابق سن ہاؤ وانگ لی کا پتا صاف کرنے سے مراد راجہ سلطان بنا تھا۔ تب مجھے سن ہاؤ سیرولگتا تھا۔ اب کچھ نہیں لگتا۔''

''اوہ ہاں۔'' تالیہ کو یاد آیا۔''مراد راجہ کے سلطان ساز نے وانگ لی کے کسی غلام کو کہا تھا کہ وہ اس شے کے بارے میں

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانتا ہے جو وانگ لی چھپا رہا ہے۔"

"ہاں اور اس غلام نے سید حاجا کے وانگ لی کو مخبری کر دی تھی۔ وانگ لی سمجھا کہ وہ سلطان ساز سے دو قدم آگے ہے اس لیے وہ موقع ملتے ہی ایک صبح منہ اندھیرے شہر سے باہر ایک قلعے تک گیا جہاں اس نے اس شے کو چھپا رکھا تھا۔ راجہ کے سپاہی اس کی تاک میں تھے۔ جیسے ہی وہ وہاں گیا' انہوں نے اس کو گھیر لیا' اس شے کو برآمد اور وانگ لی کو گرفتار کر لیا۔ پھر انہوں نے وانگ لی کو ایک آپشن دیا کہ وہ سفارت کاری سے استعفیٰ دے ڈالے اور ملاکہ سے رخصت ہو جائے۔ یوں وانگ لی نے استعفیٰ دیا' اور اپنے بحری سفر پہ روانہ ہو گیا' کہتے ہیں اس کی موت اس آخری سفر کے دوران ہی آ گئی تھی۔ اس کے جاتے ہی ملکہ کمزور ہو گئی اور مراد راجہ مضبوط۔' فاتح نے کتاب میں پڑھی باتیں مختصراً دہرا دیں۔

"واہ۔" وہ محظوظ ہوئی تھی۔ "یعنی بابا اور آپ لوگ کل صبح وانگ لی کے قلعے پہ چھاپہ مار کے اس کو گرفتار کرنے جا رہے ہیں۔ ویسے وہ چیز کیا تھی جو اس نے چھپا کے رکھی تھی؟"

"اس چیز کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔ قدیم کتابوں کی طرح بنگارایا ملایو میں بھی کچھ باتیں راز کی صورت میں لکھی گئی ہیں۔ وہاں بس یہ درج ہے کہ خود سلطان ساز کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ شے کیا تھی۔ لیکن جب وہ اس قلعے میں پہنچا تو اسے وہاں داخل ہوتے ہی سب سمجھ آ گیا۔ امید ہے کل ہمیں بھی سمجھ آ جائے گا۔" پھر وہ توقف سے بولا۔ "اور تم.... تم نے سنا ہے سلطان کے لیے بہت سخت شرائط رکھی ہیں؟"

"ایڈم کی دوا کے لیے ایک فوج چاہیے تھی جو بے وقوف سلطان نے مہیا کر دی۔"

"ایڈم کہاں ہے؟"

"بابا کا کہنا ہے کہ اس کی حالت سمندر کے بالکل قریب رہنے سے بگڑے گی اس لیے کچھ دن کے لیے اسے سلطنت محل بھیجا ہے۔ وہ زیادہ تر وہیں رہتا ہے اب۔"

وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ پھر کسی خیال کے تحت فاتح نے پوچھا۔

"کیا تمہیں اب بھی خواب آتے ہیں مستقبل کے بارے میں؟"

"نہیں۔ جب سے ہم واپس آئے ہیں' میری وہ حس مر گئی ہے۔ لیکن ہمیں مستقبل بتانے کے لیے کتاب کا علم ہے نا۔ اس کتاب میں کچھ جھوٹ نہیں تھا۔ ہم دونوں کتاب پہ بھروسہ کر کے ہی اپنی حکمت عملی بنائے ہوئے ہیں' فاتح۔ سب کچھ ویسا ہی ہو گا جیسا کتاب میں لکھا ہے۔" وہ اسے یقین دلا رہی تھی۔ اور ان دونوں کے لیے یہ اطمینان کافی تھا کہ بنگارایا ملایو کے مطابق فتح انہی کا مقدر تھی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

”اور جب میں سلطان کو خودکشی سے روک دوں گی اور اسے کہوں گی کہ یہ شرط میں نے اس لیے رکھی تھی تا کہ وہ میری مانگوں کو کبھی پورا نہ کر سکے اور جان لے کہ وہ زبردستی مجھ سے شادی نہیں کر سکتا تو سلطان سر جھکا دے گا۔اور ہمارے راستے الگ ہو جائیں گے۔ہم لامتناہی کھلاڑی ہیں۔ہمارے پاس کتاب کی پیروی کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔“

”درست۔خیر۔مجھے راجہ کے پاس جانا ہے۔اور ان کو کل کے لائحہ عمل سے آگاہ کرنا ہے۔“

شہزادی نے مسکرا کے سر ہلا دیا۔وہ اب اپنے تھیلے کو دیکھتے ہوئے اس سے رخصت مانگ رہا تھا۔

کچھ دن کے لیے ہی سہی لیکن وہ دونوں ساتھ تو تھے۔

برابری کی سطح پہ ایک دوسرے سے مخاطب تو تھے۔

اس قدیم بلیک اینڈ وائٹ باغ کے وسط میں کھڑے دو رنگین نفوس......

☆☆==========☆☆

بنداہارا کی خواب گاہ سے ملحقہ کمرہ نیم روشن تھا۔دیوار پہ جانوروں کی کھالیں نمائش کے طور پہ آراستہ تھیں۔ایک مشعل کا ٹمٹماتا شعلہ مدھم روشنی بکھیر رہا تھا۔

کمرے کے وسط میں میز رکھی تھی جس پہ ایک نقشہ پھیلا تھا۔میز پہ جھکے کھڑے راجہ کے دائیں بائیں وہ دونوں موجود تھے۔عارف نقشے پہ مختلف جگہوں پہ نشانات لگا رہا تھا اور فاتح سرگوشی میں مراد کو صورتحال سے آگاہ کر رہا تھا۔

”میری اطلاع کے مطابق کل صبح سن ہاؤ منہ اندھیرے اس قلعے کی طرف جائے گا۔ہمارے آدمی اور خود ہم بھی اس کی تاک میں ہوں گے۔ہم اس کو وہیں جالیں گے۔“

”اور اگر اس نے ہمیں چکما دے دیا اور ہم اس کا تعاقب نہ کر سکے؟“ عارف نے سر اٹھا کے ایک دم سوال کیا۔مراد نے اس سوال پہ خاموشی سے فاتح کا چہرہ دیکھا۔اس نے گہری سانس لی اور مسکرایا۔

”راجہ.....مجھے معلوم ہے میں کیا کر رہا ہوں۔شہر کے ایک طرف سمندر ہے۔باقی تینوں اطراف کی ناکہ بندی کروا دی ہے میں نے۔سن ہاؤ شمال کی سمت ہی جائے گا لیکن میں نے احتیاطاً دوسری دو اطراف میں بھی تعاقب کار بٹھا دیے ہیں۔ہماری ٹولیاں جگہ جگہ سن ہاؤ کے لیے گھات لگا کے بیٹھی ہیں۔ہم اسے نہیں کھوئیں گے۔اس کا تعاقب کل صبح ہمیں لازمی اس قلعے تک لے جائے گا۔“

اس کے جواب پہ مراد نے مطمئن سے انداز میں ہنکارا ابھرا تو عارف نے پہلو بدلا۔

”تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ وہ شے کیا ہے جسے سن ہاؤ نے وہاں چھپا رکھا ہے؟“

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

مشعل کے پھڑ پھڑاتے شعلے کی روشنی فاتح کے چہرے کو نیم روشن کیے ہوئے تھی۔ اس کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ اسی اطمینان سے گویا ہوا۔

"وہ شے وہیں جا کے آپ دیکھ لیں گے۔ ایسی حساس معلومات ابھی سے دینا دانشمندی نہیں ہے۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" ایک کٹیلی نظر عارف پہ ڈالی تو وہ چپ رہ گیا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو وان فاتح۔ ہم چینی سفیر پہ حملہ کرنے جا رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو ہم بہت بڑی مشکل میں پھنس سکتے ہیں۔" مراد راجہ تنبیہہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ فاتح نے سر کو خم دیا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میرا علم دھوکہ نہیں دے گا۔" وہ پر اعتماد تھا۔

مراد راجہ وہاں سے نکلا تو اس کا رخ سلطنت محل کی جانب تھا۔ اسے سلطان سے چند حکم ناموں پہ مہر اجازت ثبت کروانی تھی۔

وہ اپنے سپاہیوں کی معیت میں محل پہنچا تو معلوم ہوا کہ سلطان چند غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ملاقات کر رہا ہے۔ اسے فارغ ہونے میں چند گھڑیاں لگنی تھیں۔ مراد راجہ دربار کے باہر باغیچے کے گھاس پہ ٹہلنے لگا۔ بازو پیچھے باندھے وہ دائیں بائیں چکر کاٹتے ہوئے کل کے معرکے کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اسے احساس ہوا کہ باغیچے میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔

وہ جواتنی خاموشی سے ایک سنگی بنچ پہ بیٹھا تھا..... خود میں سمٹا سمٹا سا..... کہ اس کے ہونے یا نہ ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا تھا...

"کیا حال ہے تمہارا؟ بڑے دن بعد دیکھا ہے تمہیں۔" مراد بنچ کے قریب آیا اور ایڈم کو دیکھتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔ وہ جو چادر اوڑھے وہاں گٹھڑی صورت بیٹھا دھوپ سینک رہا تھا، بس خاموش آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ ان آنکھوں میں بیک وقت اتنے گلے اور شکایتیں تھیں کہ لب ہلانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

راجہ نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"چچ چچ... تمہیں ابھی تک غلط فہمی ہے کہ تمہاری حالت کا ذمہ دار میں ہوں؟"

وہ اس کے ساتھ بنچ کے دوسرے کنارے پہ آ بیٹھا تو ایڈم ناگواری سے مزید سمٹا۔ مراد راجہ نے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی اور سامنے پھیلی سرما کی دھوپ کو دیکھنے لگا جو ایک دم بادل چھٹنے سے نکل آئی تھی۔

"حالانکہ اپنی حالت کے ذمہ دار تم خود ہی ہو۔ تم نے بندا ہارا مراد راجہ کو صحیح سے پرکھا ہی نہیں۔ چچ چچ۔" وہ واقعی افسوس

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے ایڈم کو دیکھ کے کہنے لگا۔ "تم نے مجھ سے اور کس چیز کی توقع کی تھی؟ کہ تم مجھ سے دوا مانگنے آؤ گے اور میں سونے کے طشت میں اسے رکھ کے تمہارے حوالے کر دوں گا؟"

"یعنی آپ سے انسانی ہمدردی کی توقع کرنا میرا قصور ہے؟"

"سب تمہارا قصور ہے' آدم۔ سب کچھ۔" راجہ نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ "اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"دوا مل جائے گی تو ہم دونوں یہاں سے چلے جائیں گے۔ آپ کی دنیا میں رہنے کا شوق نہیں ہے ہمیں۔"

"تم اپنی بات کرو۔"

"دونوں سے مراد میں اور وان فاتح ہیں۔ شہزادی تاشہ کی بات نہیں کر رہا میں۔"

"کہا نا..... تم اپنی بات کرو صرف۔ کیونکہ وہ دونوں میری اس دنیا میں خوش ہیں۔" راجہ اپنی ہلکی داڑھی کھجاتے ہوئے سامنے افق کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ایڈم نے چونک کے اسے دیکھا۔ پھر اس کے ماتھے پہ بل پڑے۔

"اوہ۔ وان فاتح نے آپ کو سلطان بننے کی امید دلائی تو آپ ان کو بھی اسی دنیا میں رکھنے پہ راضی ہو گئے؟"

مراد نے چہرہ اس کی طرف جھکایا اور سرگوشی میں بولا۔ "میری بیٹی نے اس سے شادی کی ہے' آدم۔ اگر اس کی بات درست ثابت ہو جائے اور مرسل شاہ کا تخت الٹ جائے..... تو مجھے اپنی بیٹی کے اس رشتے پہ کیوں اعتراض ہو گا؟ مجھے کسی سلطان کا خوف نہیں ہو گا اور وہ ہمارے ساتھ رہ سکتا ہے۔"

"آپ یہ اپنی بیٹی کے لیے نہیں کر رہے۔ آپ کو وان فاتح کی صلاحیتیں اپنی طاقت بڑھانے کے لیے چاہیے ہیں۔"

مراد نے آنکھوں میں چمک لیے ایڈم کو محظوظ انداز میں دیکھا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ اور میں نے اس بارے میں بہت سوچا ہے۔ مجھے وہ آدمی پسند ہے۔ اور میں اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہوں گا۔"

ایڈم کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس آدمی کو کیا کہے جو اپنی انگلیوں کے اشارے پہ سب کی زندگیاں چلانا چاہ رہا تھا۔

"مراد راجہ....." قدرے ضبط سے وہ ٹھہر ٹھہر کے بولنے لگا۔ "آپ نے اگر وان فاتح کو اسی دنیا میں رکھنا تھا تو مجھے یہاں سے جلد از جلد بھیجنے کے لیے گھائل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میری جان اتنی فالتو تھی کیا؟"

"اوہ تم مختلف ہو۔" راجہ نے فوراً سے کہا۔ "کیا تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہوا؟ میری بیٹی ایک شہزادی ہے۔ وان فاتح

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے ساتھ رہنے کے لیے بھی اسے شہزادی بن کے رہنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ اپنے علاقے کا بندا ہارا بننے والا تھا۔ وہ خاص تھا۔ وہ اس کے ساتھ رہے گی تو ہمیشہ خاص رہنا چاہے گی۔ ملکہ بننا چاہے گی۔ یہی میں چاہتا ہوں۔"

"اور میں؟" ایڈم نے الجھ کے اسے دیکھا۔

"تم۔" راجہ مبہم سا مسکرایا۔ "تم عام ہو' آدم بن محمد۔ ایک بالکل عام انسان۔ تمہاری وجہ سے اس کو ہمیشہ عام لوگوں سے نسبت رہے گی۔ تم ساتھ رہو گے تو اسے لگے گا کہ عام لوگوں کی کہانیوں کے بھی خوشگوار انجام ہو سکتے ہیں۔ تم اس کا عام لوگوں کے جیت جانے پہ یقین ہو۔ ایک زمانے میں میری بیٹی تمہاری دنیا میں ایک مجرم کی طرح زندگی گزارتی تھی۔ جب اس نے مجھے کہا کہ وہ بدل گئی تھی تو میں جان گیا تھا کہ وہ کیسے بدلی تھی۔"

"انہیں وان فاتح کی باتوں نے بدلا تھا۔"

"نہیں۔ وہ تمہاری وجہ سے بدلی تھی۔ کیونکہ تم نے اسے یہ یقین دلایا تھا کہ عام لوگوں کی اچھائی ان کے لیے اچھے انعام لے کر آتی ہے۔ اس لیے میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ وہ تمہارے ساتھ رہے یا تمہاری کہانی کا اچھا انجام ہو....." کندھے اچکا کے مراد راجہ اٹھا تو ایڈم نے آنکھوں کی پتلیاں سکوڑ کے اچنبھے سے اسے دیکھا۔ اس کے عقب سے دھوپ آرہی تھی اور ایڈم کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔

"اسی لیے آپ چاہتے تھے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں؟ کیونکہ میری وجہ سے وہ کبھی نہ کبھی اپنے اصل کی طرف لوٹ آئیں گی؟ کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ کوئی شہزادی نہیں ہیں۔ وہ آپ کی دنیا کی فرد ہیں ہی نہیں۔ وہ ہماری دنیا کی بے تالیہ ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں کہ تمہارا قصہ جلد ختم ہو۔ واپسی کا مجھے نہیں معلوم کیونکہ....." مراد اس کی طرف جھکا اور پھر سے سرگوشی کی..... "میرے پاس اب وقت کی چابی نہیں ہے۔"

اس کے الفاظ نے ایڈم کو پتھر کا بنا دیا۔

"جس چابی سے تم لوگ واپس آئے ہو..... وہ تمہارے شکار باز نے بنائی تھی اور اس کا جادو مختلف ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم اس سے واپس جا بھی سکو گے یا نہیں۔ لیکن جس دن تم تندرست ہو گئے' میں تمہیں ملاکہ میں مزید ایک دن نہیں ٹھہرنے دوں گا۔ چاہے اس کے لیے مجھے تمہیں چین کے کسی جزیرے پہ ہی کیوں نہ بھجوانا پڑے۔"

اس کے سرد انداز میں دھمکی بھی تھی اور رعونت بھی۔ وہ اپنی کہہ کر سیدھا ہوا۔ کمر پہ ہاتھ باندھے اور آگے بڑھ گیا۔ مگر ایڈم کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گیا۔ وہ بالکل گم صم سا وہاں بیٹھا رہ گیا۔

Downloaded from Paksociety.com

Nemrah Ahmed: Official #TeamNA

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆☆==========☆☆

ملاکہ شہر سے دور اونچی نیچی پہاڑیوں کے سلسلے بنے تھے۔ وہاں ایک الگ تھلگ ویران سا قلعہ تھا جو اس صبح نیم اندھیرے میں خاموشی سے کھڑا اپنے آہنی گیٹ پہ گھوڑا روکتے سن باؤ کو دیکھ رہا تھا۔

سن باؤ اکیلا آیا تھا۔ کسی بھی محافظ یا غلام کے بغیر کیونکہ وہ کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔

فربہ چینی سفیر اب ماتھے سے نادیدہ پسینہ پونچھتے ہوئے تھکا تھکا سا گھوڑے سے اترا اور سر اٹھا کے قلعے کو دیکھا۔ پھر گہری سانس لی۔

وہ کوئی عظیم الشان سا قلعہ نہ تھا۔ بلکہ کافی چھوٹا تھا۔ اور بالکل سنسان۔ اس کی پتھریلی دیواروں پہ نمی کے باعث جگہ جگہ سبز کائی جمی تھی۔

سن باؤ نے چند گہرے گہرے سانس اندر کو کھینچے۔ گویا تنفس ہموار کیا کہ لمبی مسافت طے کر کے آیا تھا۔ پہریداروں اور دشمنوں' دونوں کو چکما دے کر نکلنا آسان بات نہ تھی۔ لیکن جیسے ہی وہ قلعے کی طرف بڑھا' ایک دم ہر طرف سے اس کے اوپر افتاد ٹوٹ پڑی۔

اس کا گھوڑا مضطرب سا ہو کے ہنہنایا۔ گھوڑے کو شاید اندازہ ہو گیا تھا مگر وانگ لی ہکا بکا رہ گیا تھا۔ لگام اس کے ہاتھ میں پتھر کی ہو گئی تھی اور وہ منہ کھولے اپنے چاروں طرف گھیرا تنگ کرتے سپاہیوں کو دیکھ رہا تھا جو جانے کہاں سے نکل آئے تھے۔

اس ششدر لمحے میں وانگ لی نے گردن دھیرے دھیرے چاروں اطراف میں گھمائی۔ یہ بندا ہارا کے سپاہی تھے اور اس کے گرد دائرے کی صورت تلواریں تانے کھڑے تھے۔ مراد راجہ ان کی سربراہی کر رہا تھا۔ اور ساتھ میں.... تبھی وانگ لی نے اسے دیکھا اور اسے دیکھتے ہی اس کے کندھے مزید ڈھیلے ہو گئے... سیاہ قبا والا سنجیدہ صورت آدمی اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا عین وانگ لی کے سامنے لے آیا تھا۔

وانگ لی گم صم سا زین پہ کھڑا تھا۔ لگام ہنوز ہاتھ میں تھی۔

''سن باؤ وانگ لی.....'' وان فاتح نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اسے مخاطب کیا۔ ''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟''

اس نے انتظار کیا کہ وانگ لی کچھ کہے گا۔ اپنے دفاع میں کوئی دلیل دے گا۔ یہاں آنا جرم تو نہیں ہے۔ وہ تو پاس سے گزر رہا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر وانگ لی اتنا ششدر تھا کہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔ اس نے لگام چھوڑ دی اور ٹکر ٹکر فاتح کا چہرہ دیکھنے لگا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اس سے کیا پوچھتے ہو؟" مراد نے تحقیر سے اسے دیکھا اور سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ "اندر جاؤ اور اس قلعے کی تلاشی لو۔"

وان فاتح نے نظریں اٹھا کے سپاہیوں کو دیکھا اور راجہ کی بات جاری رکھی۔ "مجھے اندر موجود ہر شے کا حساب چاہیے۔ آخر سلطان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وانگ لی نے یہاں کیا چھپا کے رکھا ہے۔"

وانگ لی اسی طرح چپ کھڑا رہا۔ پھر اس نے سر پیھواڑ دیا اور لب کاٹنے لگا۔ بے بسی کی انتہا تھی۔

سپاہی تھوڑی دیر میں ہی لوٹ آئے۔ "اندر تو کچھ نہیں ہے۔"

فاتح نے چونک کے سپاہی کو دیکھا۔ اور پھر وانگ لی کو جس نے تیزی سے سر اٹھایا تھا۔ وہ جیسے چونکا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔ اس نے کہا کچھ نہیں۔ بس چپ چاپ فاتح اور سپاہی کو دیکھنے لگا۔

"اندر موجود تمام چیزوں کو باہر لے آؤ اور...."

"راجہ... اندر کچھ بھی نہیں ہے... سارا قلعہ خالی ہے..." عارف نے سرگوشی کی۔

ماحول عجیب سا ہو گیا تھا۔ راجہ نے گھور کے فاتح کو دیکھا اور وہ بار بار وانگ لی کے چہرے کو دیکھتا تھا جس کی رنگت بحال ہو رہی تھی۔ جیسے اس کی جان میں جان آ رہی ہو۔ اس نے سکون کا سانس لیا اور فاتح کو لگا وہ زیرِ لب مسکرایا بھی ہے۔

کچھ تھا جو غلط تھا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" وہ ماتھے پہ بل ڈالے تیزی سے قلعے کے اندر داخل ہوا۔ بلند آواز میں سپاہیوں کو غصے سے حکم دیا کہ وہ ہر شے الٹا پلٹا دیں۔ مگر وہاں تھا کیا جس کی تلاشی لی جاتی؟ سب سامنے تھا۔

سورج نکل رہا تھا اور ہر پل وہ قلعہ مزید عیاں ہو رہا تھا۔ وہ خالی تھا۔ کسی بھی شے سے خالی۔ سوائے لکڑی جلانے کے انتظام کے علاوہ وہاں کچھ نہ تھا۔ سپاہیوں نے زمین کے کونے تک چھان مارے کہ شاید تازہ تازہ کچھ دبایا گیا ہو مگر وہاں کچھ بھی مشکوک نہ تھا۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ وانگ لی کی حالت بہتر ہوتی جا رہی تھی۔

"بس کرو وان فاتح۔" راجہ اس کے پیچھے اندر آیا اور ڈپٹ کے بولا۔

"مجھے صحن کی کھدائی کروانے دیں۔ کیا معلوم اس نے یہاں کچھ دبا رکھا ہو۔ یا دیواروں میں کچھ چن رکھا ہو۔"

"ہم اس سے زیادہ چینی سفیر کو نہیں روک کے رکھ سکتے۔"

"مگر راجہ....."

"تم اس وقت صرف یہ سوچو کہ جب یہ چینی چمگادڑ اپنی ملکہ کو شکایت لگائے گا تو میں سلطان کو کیا منہ دکھاؤں گا۔" وہ غرا کے بولا اور پھر غصے سے سپاہیوں کو واپس بلانے لگا۔ مہم ناکام ہو چکی تھی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فاتح بالکل خاموش ہو گیا۔وہ خود بھی جیسے شل ہو گیا تھا۔اس نے چپ چاپ گھوڑا سپاہیوں کی معیت میں واپس موڑ لیا۔

وانگ لی کی آنکھیں'ان کی چمک.....وہ سب کچھ بتاتی تھی کہ قلعے میں کچھ ایسا تھا جو وہ مس کر گئے تھے۔

جس وقت انہوں نے وانگ لی کو موقعے پہ پکڑا تھا'تب خود وانگ لی کو بھی یقین ہو چلا تھا کہ وہ پکڑا گیا ہے۔وہ بار بار قلعے کو دیکھتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ جو اس نے چھپا رکھا ہے وہ لوگ اسے برآمد کر لیں گے۔مگر وہ نہیں کر سکے تھے۔وہ شے ان کو نظر نہیں آئی تھی۔اور نظر کے اس دھوکے نے سارا منظر بدل دیا تھا۔

اور شاید ساری تاریخ بھی۔

اور یہ سوچ کے فاتح کا دل دھک سے رہ گیا۔

وانگ لی کی سانسیں بحال ہو چکی تھیں۔وہ اب بارعب آواز میں مراد سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس بے عزتی کا حساب لے گا اور مراد ناگواری سے اس کو جواب دے رہا تھا۔مگر وان فاتح ان کی گفتگو نہیں سن رہا تھا۔

اس کا دماغ ایک جگہ اٹک گیا تھا۔

کتاب میں لکھا تھا کہ انہیں وانگ لی کا راز مل گیا تھا۔مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔یعنی کہ کتاب......؟؟

اس نے ایک دم لگام کو جھٹکا دیا۔راجہ نے اسے آواز دی مگر وہ جانتا تھا کہ اسے جلد از جلد واپس ملاکہ پہنچنا تھا۔اس وقت راجہ کی بات سننے سے زیادہ ضروری کچھ اور تھا۔

وہ آج بھی باغ میں کھڑی کینوس پہ رنگ بھر رہی تھی۔اس کے دونوں ہاتھوں کے پورے نیلے اور جامنی رنگ سے لتھڑے تھے اور وہ گردن ٹیڑھی کیے پینٹنگ بنانے میں مگن تھی۔

"تالیہ.....تالیہ....." وہ بھاگتے ہوئے اس کے قریب آیا تو تالیہ نے سر اٹھایا۔اسے دیکھ کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی۔

"آپ اتنی صبح؟"

"وہ کتاب....." وہ اتھل پتھل سانسوں کے درمیان کہتا اس کے سامنے آرکا۔"وہ کتاب سچ نہیں ہے۔"

"کیا؟" اس نے اچنبھے سے فاتح کو دیکھا۔وہ پسینے میں شرابور تھا۔یوں لگتا تھا میلوں کی مسافت طے کر کے آیا ہو۔

"بنگارایا ملایو....اس کا تیرھواں باب سچ نہیں تھا۔وانگ لی کا راز ہمیں نہیں مل سکا۔"

"کیا مطلب؟ آپ کو معلوم نہیں ہو سکا کہ اس نے کیا چھپایا تھا اس قلعے میں؟"

"نہیں تالیہ۔جیسا کتاب میں لکھا تھا ویسا نہیں ہوا۔" وہ گھٹنے پہ ہاتھ رکھ کے جھکا اور گہرے سانس لینے لگا۔

"اوہ۔" تالیہ کو افسوس ہوا۔"مگر خیر.....آپ فکر نہ کریں۔آپ وانگ لی کے خلاف کچھ اور ڈھونڈ لیں گے اور....."

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آ رہی کیا؟'' اس نے سر اٹھا کے بے یقینی سے تالیہ کو دیکھا۔ ''کتاب ہم سے جھوٹ بول رہی ہے۔'' زور سے دہرایا تو وہ رک کے اسے دیکھنے لگی۔

''تالیہ...تالیہ....تمہاری شرطیں....تم نے سلطان کو مارنے کی شرط رکھی تھی۔'' اس نے یاد دلایا تو تالیہ نے گہری سانس لی۔

''مگر میری شرط سے سلطان کو کچھ نہیں ہوا تھا۔''

''یہ تو ہم نے کتاب میں پڑھا تھا نا۔ تمہیں کیسے پتہ یہ سچ ہے؟ مجھے کتاب میں لکھی باتوں پہ بھروسہ نہیں رہا۔''

''وہ اتنا پاگل نہیں ہے کہ اپنی جان لے لے۔'' اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔ ''ویسے بھی جب اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تھی تو میں اس کے پاس گئی تھی اور اس کو روک دیا تھا۔''

''کیسے؟''

''کیسے روکا تھا؟ ظاہر ہے زبان سے یہ کہہ کے کہ.....''

''نہیں۔'' اس نے نفی میں سر ہلایا۔ ''تم اس کے پاس کیسے گئی تھیں؟ تم نے تو راستے منہدم کروا دیے تھے۔''

''ہاں مگر ہم نے جنگل سے ایک راستہ رکھا ہوا ہے نا جس سے گزر کے روز ہا پا محل جاتے ہیں۔ مگر کتاب کے مطابق....'' اس نے رک کے یاد کیا۔ ''میں جادوئی طریقے سے سلطان کے کمرے میں نمودار ہوئی تھی اور میں نے اسے خودکشی سے روک دیا تھا۔ آپ پریشان نہ ہوں....میری مانگیں سلطان کو.....''

''تالیہ.....'' وہ اس کے عین سامنے آ رکا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ ''تمہیں کوئی ایسا جادو آتا ہے جس سے تم غائب ہو کے اس کے کمرے میں پہنچ جاؤ؟''

اور تالیہ مراد کا چہرہ ایک دم سفید پڑ گیا۔

اس کے لب کھل گئے۔ وہ پلک تک نہ جھپک سکی۔ رنگ کی بوتل ہاتھ سے گری اور سبز گھاس کو داغدار کر گئی۔

جامنی رنگ کے چھینٹے اس کے دامن پہ بھی گرے مگر اسے پرواہ نہ تھی۔ اسے تو کوئی جادو نہیں آتا تھا۔ پھر کیا کتاب واقعی سچ نہیں تھی؟ یا اللہ۔

وہ رنگ میں لتھڑے ہاتھوں سے پہلوؤں سے لباس اٹھائے تیزی سے سامنے کی طرف بھاگی تھی۔ وہ اس کے پیچھے لپکا تھا۔

وہ سلطنت محل کے سامنے اپنی بگھی سے اتری اور سیاہ کانچ کی جوتیوں سے قریباً بھاگتی ہوئی محل کی سیڑھیوں کی طرف لپکی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دن کے بارہ بجنے کا وقت قریب تھا اور کتاب کا جادو ختم ہونے والا تھا۔ کانچ کے سیاہ جوتوں کا بوجھ اسے چلنے نہیں دے رہا تھا۔ اس نے دونوں جوتے محل کی سیڑھیوں پہ گرا دیے.....اور ننگے پاؤں بھاگتی ہوئی اندر آئی.....پھر بدحواسی سے پہریداروں کو پکارا......

''آقا کہاں ہیں؟ مجھے ان سے ملنا ہے۔''

فاتح کو انہوں نے وہیں روک لیا البتہ اسے جانے دیا۔

''آقا آپ ہی کے منتظر تھے۔ ابھی آپ کو بلانے بھیجا تھا قاصد کو۔''

وہ لباس پہلوؤں سے اٹھائے تیزی سے اندر کو بھاگی۔ سفید لباس جگہ جگہ سے داغدار ہو چکا تھا۔

سلطان کی خواب گاہ کے دروازے دو پہریداروں نے خاموشی سے کھول دیے۔ چوکھٹ پہ تالیہ کے قدم منجمد ہو گئے۔

اندر سے اگربتی کی خوشبو آ رہی تھی۔ شاید کافور کی مہک بھی اس میں شامل تھی۔ اور شاید خون کی بھی۔

اس کی انگلیوں نے لباس چھوڑ دیا۔ وہ پہلوؤں میں برابر ہوتا اس کے پیروں سے ٹکرانے لگا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے آئی اور پھر.....برف ہو گئی۔

سامنے مرسل شاہ اس کی طرف پشت کیے بیٹھا تھا۔ اس نے اپنی پگڑی نہیں پہن رکھی تھی۔ وہ سر جھکائے بیٹھا دوسری طرف کسی پہ جھکا تھا۔

کوئی اس کے سامنے لیٹا تھا۔ آہٹ پہ اس نے گردن موڑی۔ تالیہ کو دیکھا اور مسکرایا۔

''آپ کی آخری مانگ پوری ہوئی آج.....شہزادی تاشہ۔'' اس نے اشارہ کیا۔ وہاں تعینات چار محافظوں میں سے ایک کسی کام میں مصروف نظر آتا تھا۔ سلطان کے اشارے پہ سیدھا ہوا اور ایک پیالہ لیے تالیہ کے عین سامنے آ رکا۔ پھر اسے قریبی میز پہ ادب سے رکھا۔

اس میں تازہ خون بھرا تھا۔ سرخ گاڑھا خون۔

وہ اگلا سانس نہیں لے سکی۔

''آپ کی مانگ مجھے بہت پسند آئی تھی شہزادی۔'' مرسل نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے بات شروع کی۔ ''مجھے آپ کو ایسا خون دینا تھا جس میں میرے اور میرے ماں باپ کے خون کی آمیزش ہو۔ اس مانگ نے مجھے وہ کرنے کا حوصلہ دیا جو میں ٹالے ہوئے تھا۔ مجھے خوف تھا کہ اگر میں نے کبھی ایسا کیا تو میرے اوپر مقدمہ چلے گا لیکن.....اب نہیں.....کیونکہ قانوناً یہ جائز تھا۔ یہ دہا آپ کا خون.....'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اب مرسل شاہ کے عقب کا منظر واضح ہوا۔

وہاں رکھے ایک ٹھنڈے تختے پہ لیٹے وجود کا چہرہ نظر آیا.....

''یہ میرے بھائی کا خون ہے... جس میں ہم سب کے خون کی آمیزش ہے.....''

تختے پہ لیٹا وجود ایک بچے کا تھا۔ بمشکل نو دس سال کے بچے کا۔ اس کا چہرہ سفید تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ اس کی گردن پہ چھری پھیرنے کے نشانات تھے۔

وہ مر چکا تھا۔

مرسل نے خون میں ڈوبا خنجر پرے رکھا اور چلتا ہوا شہزادی کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔

وہ بس سن ہوئی اس بچے کی لاش دیکھ رہی تھی۔

''کیا آپ کو نہیں معلوم تھا کہ میرا ایک بھائی بھی ہے؟ مگر نہیں۔ اکثر لوگوں کو نہیں معلوم تھا۔ ملکہ نے بہت دفعہ کہا کہ میں اسے مروا دوں لیکن.....'' اس نے داڑھی کھجاتے ہوئے کہا۔ ''مجھے اسے مارنے کے لیے کوئی ٹھوس وجہ نہیں مل رہی تھی۔ اس لیے اتنے عرصے سے اسے خفیہ قید میں رکھا ہوا تھا۔ لیکن اب نہیں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے راستے آسان کر دیے۔ اب میں اپنے تخت کا تنہا وارث ہوں۔'' پھر اس پیالے کی طرف اشارہ کیا۔ ''آپ کا خون' شہزادی۔''

اشارہ کرتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھایا تو وہ بدک کے پیچھے ہوئی۔ اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔

''شہزادی!'' وہ ایک دم الٹے قدموں واپس مڑی۔

کون اسے پکار رہا تھا۔ کس کی آواز آ رہی تھی۔ تالیہ نہیں سن رہی تھی۔ وہ بدحواس سی' سفید چہرہ لیے راہداریوں میں بھاگتی جا رہی تھی۔ دن کے بارہ بج گئے تھے۔ اس کی شاہی سواری ایک کدو سے زیادہ کچھ نہ تھی اور اس کے گھوڑے چوہے نکلے تھے۔ شہزادیوں والی ساری طاقت عنقا ہو چکی تھی۔

اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ اس بچے کی شکل نظروں کے آگے ثبت ہو گئی تھی۔

وہ محل کے باہر بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اسے بدحواسی سے بھاگ کے باہر آتے دیکھا تو رک گیا۔ وہ ننگے پیر تھی اور اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

''فاتح...... فاتح.....'' وہ دوڑتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ اس کے چہرے پہ شدید خوف رقم تھا۔

''کیا ہوا؟'' اسے یوں دیکھ کے وہ پریشان ہو گیا تھا۔

''مرسل شاہ کا ایک بھائی بھی تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

وہ بالکل ساکت رہ گیا۔

"ہمیں کتاب نے دھوکہ دیا ہے.... یہ لوگ..... یہ پاگل لوگ ہیں۔ یہ پاگل دنیا ہے۔" وہ بے بسی اور خوف سے روتے ہوئے تیز تیز کہہ رہی تھی۔ "انہوں نے ایک بچے کو مار ڈالا ہے۔ آریانہ جتنے بچے کو۔ میں نے ایک بچے کو مار ڈالا ہے فاتح۔"

گرم گرم آنسو اس کے گالوں پہ پھسل رہے تھے۔

"میری مانگوں کی وجہ سے ایک بچہ مر گیا۔ مجھے نہیں چاہیے یہ محل۔ میں کوئی شہزادی نہیں ہوں۔ میں تالیہ ہوں۔ میں کے ایل کی تالیہ ہوں۔"

وہ بالکل ششدر سا اس کو روتے ہوئے بولتے سن رہا تھا۔ تسلی کے سارے الفاظ ختم ہو چکے تھے۔

"میں..... میں میڈیا کا سامنا کر لوں گی۔ عدالت کا سامنا کر لوں گی۔ مجھے جیل جانا پڑا میں چلی جاؤں گی۔ مگر میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ یہ کریزی لوگ ہیں۔ یہ ہمیں بھی مار دیں گے۔ پلیز تالیہ کو تالیہ کی دنیا میں واپس لے جائیں۔"

اس نے بے بسی اور خوف کے عالم میں فاتح کے ہاتھ۔

پہلی دفعہ.....وہ اپنا غرور اور انا بھلائے اسے کہہ رہی تھی کہ وہ اسے بچا لے۔

اس دفعہ وان فاتح کو اسے بچانا ہوگا۔

وہ خود کو خود بچاتے بچاتے تھک چکی تھی۔

فاتح نے افسوس سے اس کے ہاتھوں کو تھپکا اور بگھی کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ پھر ایک سرد نظر مرسل شاہ کے اونچے محل پہ ڈالی۔

"ہم اپنی دنیا میں واپس ضرور جائیں گے' تالیہ۔ اور ان میں سے کوئی بھی ہمیں نہیں روک سکے گا۔"

☆☆==========☆☆

(باقی آئندہ)

Downloaded from Paksociety.com

Nemrah Ahmed: Official #TeamNA

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY